اللہ الذی انزل الکتاب بالحق والمیزان
الحمد للہ والمنہ کہ کتاب لاجواب شافی وکافی مصنفہ جناب مستطاب
صاحب تفہیمات حجۃ اللہ مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی المسمی بہ
الانصاف
فی بیان سبب الاختلاف
مع ترجمہ موسوم
اسعاف من ترجمۃ الانصاف
بحسن سعی و فرمایش جناب حکیم عبد اللہ غفر اللہ ولوالدیہ لکھنوی

لشاہ ولی اللہ الدہلوی المتوفی سنۃ ست وسبعین بعد مائۃ والف وقیل اربع وسبعین وقیل خمس وسبعین واللہ اعلم ۱۲ محمد عبد الشکور عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی بعث سیدنا محمدا صلوۃ اللہ علیہ الی الناس لیکون هادیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا ثم الهم الصحابۃ والتابعین ثم الفقهاء المجتهدین ان یحفظوا سنن نبیهم طبقۃ بعد طبقۃ الی ان یأتی الدنیا انقضاء لیتم نعمتہ وکان علی ما یشاء قدیرا واشهد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشهد ان سیدنا محمدا عبدہ ورسولہ الذی لا نبی بعدہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین اما بعد فیقول الفقیر الی رحمۃ اللہ الکریم ولی اللہ بن عبد الرحیم اتم اللہ تعالی علیهما نعمہ فی الاولی والاخری ان اللہ تعالی القی فی قلبی وقتا من الاوقات میزانا اعرف بہ سبب کل خلاف وقع فی الملۃ المحمدیۃ علی صاحبها الصلوۃ والتسلیمات

ترجمہ سب تعریف ثابت ہے اوس خدا کو کہ جسنے ہمارے سردار محمد کو (درود خدا کا اونپر) سب لوگون کی طرف بھیجا تا کہ خدا کی طرف اوسکے حکم سے لوگونکو ہدایت کرنیوالے اور چراغ روشن ہون پھر صحابہ اور تابعین اور فقہا مجتہدین کو یہ الہام کیا کہ اپنے نبی کی سنن کو طبقہ بعد طبقہ کے دنیا منقضی ہونے تک حفظ کیا کرین تا کہ خدا اپنی نعمتونکو پورا تمام کرے اور خدا اون چیزون پر کہ چاہتا ہے قادر ہے اور مین گواہی دیتا ہون اس بات کی کہ نہیں کوئی لائق بندگی کے مگر اللہ جو اکیلا ہے اور کوئی اوسکا شریک نہین اور گواہی دیتا ہون اس بات کی کہ ہمارے سردار محمد بندے اوسکے اور اوسکے رسول ہین کہ اونکے بعد پھر کوئی نبی نہین رحمت خدا کی اونپر اور اونکی آل اور اصحاب سب پر ہوجیو بعد اسکے پس کہتا ہے فقیر طرف رحمت خدا بخشش کرنیوالے کی ولی اللہ بیٹا عبد الرحیم کا تمام کرے اللہ تعالے اون دونون پر اپنی نعمتونکو دنیا اور آخرت مین کہ بیشک اللہ تعالے نے وقتون مین سے ایک وقت میرے دل مین ایک ایسی میزان کو القا کیا کہ جس سے اون سب اختلافونکو کہ ملت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والتسلیمات مین واقع ہین مینے پہچان لیا۔

واعرفنی بما هو الحق عند الله وعند رسوله ومكّنني من ان ابين ذلك بيانا لا يبقى معه شبهة و
لا اشكال ثم سُئلت عن سبب اختلاف الصحابة ومن بعدهم في الاحكام الفقهية خاصة فانتدبت
للبيان لبعض ما فتح علیّ ساعتئذ بقدر ما يسعه الوقت ويحيط به السائل فجاءت رسالة مفيدة
في بابها وسميتها الانصاف في بيان سبب الاختلاف حسبي الله ونعم الوكيل ولا حول
ولا قوة الا بالله العلي العظيم

باب اسباب الاختلاف الصحابة والتابعين في الفروع

اعلم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يكن الفقه في زمانه الشريف مدوّنا ولم يكن البحث
في الاحكام يومئذ مثل البحث من هؤلاء الفقهاء حيث يبينون باقصى جهدهم الاركان
والشروط والاداب كل شيء ممتازا عن الاخر بدليله ويفرضون الصور ويتكلمون على تلك الصور
المفروضة ويحدّون ما يقبل الحد ويحصرون ما يقبل الحصر الى غير ذلك من صنائعهم

ترجمہ اور اوس سے خدا اور اوسکے رسول کے نزدیک جو حق ہے جان لیا اور خداوند تعالے نے مجھکو اسپر قادر کیا کہ
مین اوسکو ایسے طور پر بیان کرون کہ جس سے اوسمین کچھ شبہہ اور اشکال نہ باقی رہے اوسکے بعد پوچھا گیا مین سبب
اختلاف صحابہ اور تابعین وغیرہ سے احکام فقہیہ مین خاص کرکے پس اجابت کی مینے واسطے بیان بعض اون
مضامین کے کہ کھلے تھے مجھپر اوسی ساعت بقدر اوسکے کہ گنجایش رکھی اوسکو وقت اور ضبط
کرلے سائل اوسکو پس ہیراوہ بیان اپنے باب مین بطور ایک رسالہ مفیدہ کے ہوگیا تو نام رکھا مینے
اوسکا **انصاف فی بیان سبب الاختلاف** کافی ہے مجھکو اللہ تعالی اور وہ اچھا
کارساز ہے اور نہین ہے مجھکو طاقت گناہون سے بچنے کی اور نہ قوت بندگی کرنیکی مگر مدد سے خدای بزرگ متعالی

باب اسباب اختلاف صحابہ اور تابعین کے فروع مین

جان لو کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف مین فقہ مدون نتھی اور احکام مین بحث
مثل آجکل کے ان فقہا کی بحث کی مانند بحث نتھی جیسا کہ یہ لوگ اپنی نہایت کوشش سے ارکان اور
شروط اور آداب وغیرہ ہر شی کو اونکی دلیلونکے ساتھ دوسرے سے الگ اور ممتاز کرکے بیان کرتے ہین
اور اونکے لیے فرضی صورتین گڑھتے ہین اور انہین فرضی صورتون پر کلام کرتے ہین اور جو قابل
حد ہے اوسکو محدود کرتے ہین اور جو قابل حصر ہے اوسکو محصور کرتے ہین اور سوای اسکے بہتسے کام کرتے ہین

آما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکان یتوضأ فیری الصحابة وضوئہ فیاخذ بہ من غیر ان یبین ان ھذا رکن وذلک ادب وکان یصلی فیرون صلوتہ ویصلی کما راوہ یصلی وحج فرمق الناس حجہ ففعلوا کما فعل وھذا کان غالب حالہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یبین ان فروض الوضوء ستة او اربعة ولم یفرض لہ ان یتوضأ انسان بغیر موالاة حتی یحکم علیہ بالصحة او الفساد الا ما شاء اللہ وقلما کان یسئلونہ عن ھذہ الاشیاء عن ابن عباس قال ما رأیت قوما کانوا خیرا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما سئلوہ الا عن ثلث عشرة مسئلة حتی قبض کلھن فی القرآن منھن یسئلونک عن الشھر الحرام قتال فیہ ویسئلونک عن المحیض قال ما کانوا یسئلون الا عما ینفعھم قال ابن عمر لا تسئل عما لم یکن فانی سمعت عمر بن الخطاب یلعن من سئل عما لم یکن

ترجمہ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پس وضو کرتی تھی اور صحابہ آپکی وضو کو دیکھتے پس اسی سے سیکھ لیتی تھی بدون اسکے کہ آپ بیان کریں کہ یہ رکن ہی اور یہ ادب ہی اور حضرت نماز پڑھتے تھے اور صحابہ آپکی نماز کو دیکھتے تھے پس وہ بھی نماز پڑھنے لگتے تھے جیسا کہ اونکو نماز پڑھتے دیکھتے تھے اور حضرت نے حج کیا تو لوگون نے آپکے حج کو دیکھا پس اون لوگون نے کیا جیسا کہ حضرت نے کیا اور اکثر حال آنحضرت کا ایسا ہی تھا اور نہ بیان کیا آپنے کہ فرض وضو کے چھہ ہین یا چار ہین اور نہین فرض کیا آپنے کہ وضو کرے کوئی انسان بغیر موالات کے یہان تک کہ حکم کیا جائے اوسپر ساتھہ صحت یا فساد کے مگر وہ کہ چاہا اللہ نے اور صحابہ آنحضرت سے بہت ہی کم ان باتونکو پوچھا کرتے تھے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہا کہ نہین دیکھا مینے کسی قوم کو بہتر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ پوچھا اون لوگون نے اونسے مگر تیرہ مسئلے یہان تک کہ آپنے وفات کیا وہ سب مسئلے قرآن مین ہین اون مین سے يَسْئَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ وَيَسْئَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ ہی اور کہا کہ نہین پوچھتے تھے وہ لوگ مگر اون چیزون سے جو اونکو نفع دیتین اور کہا ابن عمر نے کہ مت پوچھا اون چیزون سے جو نہون کیونکہ مینے سنا ہی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو کہ لعنت کرتے تھے اوس شخص کو جسنے پوچھا اوس چیز سے کہ جو نہ تھی۔

عجب کہ امام شافعی نے تم مسائل بیان کی ... [illegible]

قال القاسم انکم تسألون عن اشیاء ما کنا نسأل عنها وتنقرون عن اشیاء ما کنا ننقر عنها وتسألون عن اشیاء ما ادری ما هی ولو علمنا ها ما حل لنا ان نکتمها عن عمر بن اسحق قال لمن ادرکت من اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم اکثر ممن سبقنی منهم فما رأیت قوما ایسر سیرۃ ولا اقل تشدیدا منهم وعن عبادۃ بن بسر الکندی سئل عن امرأۃ ماتت مع قوم لیس لها ولی فقال ادرکت اقواما ما کانوا یشددون تشدیدکم ولا یسألون مسائلکم اخرج هذہ الاثار الدارمی وکان صلی الله علیه وسلم یستفتیه الناس فی الوقائع فیفتیهم ویرفع الیه القضایا فیقضی فیها ویری الناس یفعلون معروفا فیمدحه او منکرا فینکر علیه وکل ما افتی به مستفتیا وقضی به فی قضیته او انکرہ علی فاعله اذا رأت منکرا کان فی الاجتماعات ولذلک کان الشیخان ابی بکر و عمر اذا لم یکن لهما علم فی المسئلة یسألان الناس عن حدیث رسول الله صلی الله علیه وسلم

ترجمہ کہا قاسم نے کہ تم لوگ ایسی چیزونکو پوچھتے ہو جسکو ہملوگ نہ پوچھتے تھے اور ایسی چیزونمین کاوش کرتے ہو جسمین ہملوگ کاوش نکرتے تھے اور پوچھتے ہو ایسی چیزونکو جنکو ہم نہین جانتے کہ وہ کیا ہین اور اگر ہم اونکو جانتے تو ہمارے لئے اونکا چھپانا حلال نتہا اور روایت ہی عمرو بن اسحق سے کہا کہ البتہ پایا مینے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثر اون لوگون سے کہ سبقت لیگئے مجھسے پس نہ دیکھا مینے کسی قوم کو آسان تر از روی سیرت کے اور نہ کمتر از روی تشدید کے اونسے اور عبادہ بن بسر کندیسے روایت ہی کہ وہ پوچھے گئے اوس عورت کی میراث سے جو ایک قوم کے ساتھہ مرگئی تھے اور اوسکا کوئی ولی نتہا پس کہا اونہون نے پایا مینے ایسی قوم کو کہ جو تم لوگونکے مانند تشدد نکرتے تھے اور تمہارے مانند مسئلے نہ پوچھتے تھے نکالا ان آثار کو دارمی نے اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے وقائع اور حوادث مین لوگ فتوا پوچھتے تھے پس آپ اونکو فتویٰ دیتے تھے اور اپنی قضیے اور جھگڑے اونکے پاس لیجاتے تھے پس آپ اونمین فیصلہ کردیا کرتے تھے اور لوگونکو اچھا کام کرتے دیکھتی تھی پس اونکی مدح کرتی تھی یا برا دیکھتی تھی تو اوسپر انکار فرماتے اور انکا فتویٰ دینا یا فیصلہ کرنا یا بدکار پر انکار کرنا یہ سب مجمع مین ہوا کرتا تھا اور ایسے ہی شیخان ابوبکر و عمر جب اونکے پاس کسی مسئلہ مین علم نہوا کرتا تھا تو وہ لوگونسے رسول اللہ کی حدیث کو پوچھا کرتی تھے

وقال ابوبکر رضی اللہ عنہ ما سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فیہا شیئاً یعنی الجدۃ
سأل الناس فلما صلی الظہر قال ایکم سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الجدۃ شیئاً
فقال المغیرۃ بن شعبۃ انا قال ماذا قال اعطاہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سدساً
قال ایعلم ذالک احد غیرک فقال محمد بن سلمۃ صدق فاعطاہا ابوبکر السدس وقصۃ
سوال عمر الناس فی الغرۃ ثم رجوعہ الی خبر مغیرۃ وسوالہ ایاہم فی الوباء ثم رجوعہ الی خبر
عبد الرحمن بن عوف وکذا رجوعہ فی قصۃ المجوس الی خبرہ وسرور عبد اللہ بن مسعود بخبر
معقل بن یسار لما وافق رایہ وقصۃ رجوع ابی موسی عن باب عمر وسوالہ عن الحدیث
وشہادۃ ابی سعید اہ وامثال ذالک کثیرۃ معلومۃ مرویۃ فی الصحیحین والسنن وبالجملۃ
فہذہ کان عادتہ الکریمۃ فرای کل صحابی ما یسرہ اللہ من عباداتہ وفتاویہ واقضیتہ فحفظہا

ترجمہ اور کہا ابوبکرؓ نے نہ سنا مینے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوے بیچ اوس مین یعنی جدہ کی
کی میراث مین کچھ اور پوچھا لوگون سے اور جب ظہر کی نماز پڑھ چکے تو پکار کر فرمایا کہ تم مین کسنے رسول اللہ صلی
علیہ وسلم سے جدہ کی میراث کے بارہ مین کچھ سنا ہے تو کہا مغیرہ بن شعبہؓ نے ہان مینے سنا ہے تو کہا ابوبکرؓ نے
کیا ہے وہ تب کہا اونہون نے دیا اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھٹا حصہ تب کہا ابوبکرؓ
نے آیا جانتا ہے اوسکو سوے تیری اور کوئی بھی پس کہا بیٹھے محمد بن سلمہ سچ کہا مغیرہؓ نے پس دیدیا
اوسکو ابوبکرؓ نے چھٹا حصہ اور قصہ سوال کرنا عمرؓ کا لوگون سے غرہ مین پہر رجوع کرنا اونکا
طرف مغیرہ کے اور سوال کرنا اونکا لوگون سے وبا مین پہر رجوع کرنا اونکا طرف خبر عبد الرحمن
بن عوف کے اور ایسے ہی رجوع کرنا اونکا قصہ مجوس مین طرف خبر اونکی اور خوش ہونا
عبد اللہ بن مسعودؓ کا ساتھ خبر معقل بن یسار کے جب موافق ہوے وہ اونکی راے
کے ساتھ اور قصہ لوٹ آنا ابی موسیؓ کا حضرت عمرؓ کے دروازہ سے اور سوال کرنا
اونکا حدیث سے اور گواہی دینا ابی سعیدؓ کا اوسکی سے اور مثل اسکے اور بہت واقعے ہین جو معلوم
اور صحیحین وسنن مین مروی ہین اور حاصل کلام یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عادت برگزیدہ
یہی تھی پس دیکھا ہر صحابی نے وہ کہ آسان کیا اوسکو اللہ نے اونکی عبادات اور
فتاوٰی وفیصلون سے پس یاد رکھا اور سمجھا اون لوگون نے اوس کو

وعرف لكل شيء وجهاً من قبل حقوق القرائن به فحمل بعضها على الاباحة وبعضها على الاستحباب وبعضها على النسخ لامارات وقرائن كانت كافية عنده ولم يكن العمدة عندهم الا وجدان الاطمينان والثلج من غير التفات الى طرق الاستدلال كما ترى الاعراب يفهمون مقصود الكلام فيما بينهم ويثلج صدورهم بالتصريح والتلويح والايماء من حيث لا يشعرون فانقضى عصر الكريم وهم على ذلك ثم تفرقوا في البلاد وصار كل واحد مقتدى ناحية من نواحي فكثرت الوقائع ودارت المسائل فاستفتوا فيها فاجاب كل واحد حسب ما حفظه او استنبطه وان لم يجد فيما حفظه واستنبطه ما يصلح للجواب اجتهد برائه وعرف العلة التي ادار رسول الله صلى الله عليه وسلم عليها الحكم في منصوصاته فطرد الحكم حيث ما وجدها لا يالو في جهد موافقة غرضه عليه الصلوة والسلام فعند ذلك وقع الاختلاف بينهم

ترجمہ اور پہچان لیا سبکی وجہ وجہ کو اونکے قرینون سے پس حمل کیا اون لوگون نے اون مین سے بعض کو اباحت پر اور بعض کو استحباب پر اور بعض کو نسخ پر اون نشانیون اور قرینون سے جو اونکی نزدیک کافی تھین اور اونکی نزدیک اسمین کوئی چیز عمدہ نہ تھی مگر اطمینان اور راحت پانا بدون التفات طرف طرق استدلال کے جیسا کہ دیکھتے ہو تم اعراب کو کہ آپس مین مقصود کلام کو سمجھ جاتے ہین اور اونکا سینہ تصریح اور اشارہ کنایہ سے ایسا ٹھنڈا ہو جاتا ہی کہ اور کسی امر سے وہ کچھہ خبر نہ رکھتے پس گذر گیا حضرت کا یہ بزرگ زمانہ اور وہ لوگ اسی حالت پر تھے اوسکے بعد وہ لوگ ملکون مین متفرق ہو گئے اور اون مین سے ہر شخص ایک ایک طرف کا پیشوا ہوا پس بہت واقعی واقع اور مسئلے دائر ہوئے اور فتوی پوچھا لوگون نے اون مین پس جواب دیا ہر شخص نے موافق اپنی حفظ یا استنباط کی اور اگر نپایا اپنی حفظ اور استنباط مین وہ کہ جو لائق جواب کے ہوتا تو اپنی رای سے اجتہاد کیا اور پہچان لیا اوس علت کو کہ دائر کیا تہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس پر حکم کو اپنی منصوصات مین پس بہتا ہوا حکم اس طرح پر کہ جہان کہین پایا اون لوگون نے اوسکو نہ کوتاہی کے موافقت غرض آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام مین پس اوسوقت صحابیون مین چند طور پر اختلاف واقع ہوا

ای عن صحابتہ
علم التبویب
الاصل ان الرجال
والمدونا الی
الی التعیین
والتعیین الی
ببان وجوہ
کتاب الخلفی
بیدہ الایوالی
ما انقصوا
فرقوا فان
المرضیاتی
لا یالو نکم
عنہا الا
اجتہد برائہ

منہا عن صحابیا سمع حکما فی قضیۃ او فتوی ولم یسمعہ الآخر فاجتہد برایہ فی ذلک
وہذا علی وجوہ احدہا ان یقع اجتہادہ موافق الحدیث مثالہ ما رواہ النسائی وغیرہ
ان ابن مسعود رضی اللہ عنہ سئل عن امراۃ مات عنہا زوجہا ولم یفرض لہا فقال
لم ار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقضی فی ذلک فاختلفوا علیہ شہرا والحوا فاجتہد
برایہ وقضی بان لہا مہر نسائہا لا وکس ولا شطط وعلیہا العدۃ ولہا المیراث فقام
معقل بن یسار فشہد بانہ صلے اللہ علیہ وسلم قضی بمثل ذلک فی امراۃ منہم ففرح بذلک
ابن مسعود فرحۃ لم یفرح مثلہا قط بعد الاسلام وثانیہا ان یقع بینہما المناظرۃ و
یظہر الحدیث بالوجہ الذی یقع بہ غالب الظن فیرجع عن اجتہادہ الی المسموع مثالہ
ما رواہ الائمۃ من ان ابا ہریرۃ رضی اللہ عنہ کان من مذہبہ ان من اصبح جنبا فلا
صوم لہ حتی اخبرتہ بعض ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم بخلاف مذہبہ فرجع
ترجمہ بعضے انمین سے یہہ کہ کسی صحابی نے اگر کسی حکم کو کسی قضیے یا فتوی مین سنا اور دوسرے
نے نہ سنا تو اوسنے اپنی رای سے اوسمین اجتہاد کیا اور یہ چند وجہ پر ہی پہلی یہ کہ اوسکا اجتہاد حدیث
کی موافق واقع ہوا مثال اوسکی وہ ہی کہ روایت کیا نسائی وغیرہ نے کہ ابن مسعود رضی اللہ
عنہ پوچہے گئے اوس عورت کی حال سے کہ اوسکا شوہر مرگیا تہا اور اوسکا کوئی مہر معین نہ تہا تب
کہا اونہون نے کہ نہ دیکہا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فیصلہ کرتے ہوے اسمین پس
اختلاف کیا لوگون نے اوسمین ایک مہینہ تک اور بہت مبالغہ کیا پس اجتہاد کیا اونہون نے اپنی رای
سے اور حکم دیا کہ اوسکی لیئے مہر مثل و میراث ہی اور اوسپر عدت بہی لازم ہی پس کہڑے ہوے معقل
بن یسار اور ادا کی شہادت کی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے مثل اسکے ایک عورت کی بارے مین
حکم دیا تہا پس ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس قدر خوش ہوے کہ کبہی اسلام لانیکے بعد ویسے خوش نہوے تہے
اور دوسرے یہ کہ واقع ہوا درمیان اون لوگونکے مناظرہ پس اس سے حدیث ایسی وجہ پر ظاہر ہوئی
کہ جیسا ظن غالب تہا پس رجوع کیا اونہونے اپنے اجتہاد سے طرف احادیث کے مثال اسکی وہ ہی
کہ ابو ہریرہ کے مذہب سے یہ تہا کہ جو شخص جنابت کی حالت مین صبح کرے اوسکا روزہ نہین صحیح
ہوتا یہانتک کہ خبر دیا اونکو بعض ازواج نبی نے بخلاف مذہب اونکے پس رجوع کیا اونہون نے اپنے مذہب

رثالثها ان یبلغه الحدیث ولاکن لا علی الوجه الذی یقع به غالب الظن فلا یترك اجتهاده بل طعن فی الحدیث مثاله ما رواه اصحاب الاصول من ان فاطمة بنت قیس شهدت عند عمر بن الخطاب رض بانها کانت مطلقة الثلاث فلم یجعل لها رسول الله صلی الله علیه وسلم نفقة ولا سکنی فرد شهادتها وقال لا نترك کتاب الله لقول امراة لا ندری اصدقت ام کذبت لها النفقة والسکنی وقالت عایشة رض ما لفاطمة الا تتقی الله تعنی فی قولها لا سکنی ولا نفقة ومثال اخر روی الشیخان انه کان من مذهب عمر بن الخطاب رض ان التیمم لا یجزی الجنب الذی لا یجد ماءً فروی عنده عمار انه کان مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فی سفر فاصابته جنابة ولم یجد ماءً فتمعك فی التراب فذکر ذلك لرسول الله فقال رسول الله انما کان یکفیك ان تفعل هکذا وضرب بیدیه الارض فمسح بهما وجهه ویدیه

ترجمہ اور تیسری وجہ یہہ ہے کہ پہونچی اونکو حدیث لیکن نہ اوس وجہ پر کہ واقع ہوتا ہے ساتھ اوس کے غالب ظن اونکا پس نہ چھوڑا اونھوں نے اپنی اجتہاد کو بلکہ حدیث ہی پر طعن شروع کر دیا مثال اوسکی وہ ہے کہ روایت کیا ہے اوسکو اصحاب اصول نے کہ فاطمہ بنت قیس نے ادا کی شہادت کی نزدیک عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی یہہ کہ وہ تین طلاق سے مطلقہ تہی تو نہیں کیا اوسکے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفقہ اور سکنی کا حکم نہ نافذ فرمایا پس رد کردی عمر رضی اللہ عنہ نے اوسکی گواہی کو اور کہا کہ نہیں چھوڑ سکتے ہم اللہ کی کتاب کو ایسی ایک عورت کے کہنے سے کہ معلوم نہیں کہ سچ کہتی ہے یا جہوٹہ کہتی ہے اوسکے لیے نفقہ ہے اور سکنے ہے اور کہا عایشہ رضی اللہ عنہا نے کیا فاطمہ ڈرتی نہیں ڈرتی ہی تو اللہ سے مراد لیتی تہیں حضرت عایشہ رض اپنے اس کہنے میں فاطمہ بنت قیس کے قول لا سکنی ولا نفقہ کو اور مثال دوسری یہہ ہے کہ روایت کی بخاری اور مسلم نے کہ مذہب عمر بن خطاب سے یہ بات تہی کہ تیمم اوس مجنب کے لیے کہ جو پانی نپاوے کفایت نہیں کرتا پس روایت کی عمار نے نزدیک اونکے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تہا اور مجھکو نہانے کی حاجت ہوئی اور پانی نہ ملا تو میں مٹی میں خوب لوٹا اور پہر اسکی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی تو آپ نے فرمایا کہ تجھکو فقط کرنا کافی تہا اور مارا اپنے ہاتھ سے زمین کو پہر ملا اوس سے اپنے موبنہ اور دونوں ہاتھوں کو

[حاشیہ:] رد و منع کیا ... تعالی ... شایع بالمعروف ... عمر بن ... طلاق والی ... سکنی ... ۱۲

فلم يقبل عمر لم ينهض عنده حجة لقادح خفي راه فيه حتى استفاض الحديث في الطبقة الثانية من طرق كثيرة واضمحل وهم القادح فاخذوا به ورابعها ان لا يصل اليه الحديث اصلا مثاله ما اخرج مسلم ان ابن عمرو كان يامر النساء اذا اغتسلن ان ينقضن رؤسهن فسمعت عائشة بذلك فقالت يا عجبا لابن عمر يامر النساء ان ينقضن رؤسهن فلا يامرهن ان يحلقن رؤسهن لقد كنت اغتسل انا ورسول الله صلى الله عليه وسلم من اناء واحد وما ازيد على ان افرغ على راسي ثلث افراغات مثال اخر ما ذكره الزهري من ان هند لم تبلغها رخصة رسول الله صلى الله عليه وسلم في المستحاضة فكانت تبكي لانها كانت لا تصلي ومن تلك الضروب ان يروا رسول الله صلى الله عليه وسلم فعل فعلا فحمله بعضهم على القربة وبعضهم على الاباحة

ترجمہ پس قبول کیا اسکو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اور قائم ہوئی نزدیک ان کے حجت ایک پوشیدہ قادح کے سبب سے جسکو وہ اوسمین دیکھتے تھے یہانتک کہ مشہور ہوگئی حدیث طبقہ ثانیہ مین بہت طریقون سے پس مضمحل ہوگیا وہم قادح کا پس اخذ کیا لوگون نے ساتھ اوسکے اور چوتھی یہ ہو کہ اوسکے طرف حدیث ہی نہ پہونچی ہو مثال اوسکی یہ ہو کہ نکالا مسلم نے کہ بیشک ابن عمر رضی اللہ عنہ نفاس والی عورتونکو یہ حکم کرتے تھے کہ جب وہ غسل کرین تو اپنی سر کے بالونکو کہولڈالین پس سنا اوسکو عائشہ رضی اللہ عنہا نے تو کہا تعجب ہی ابن عمر سے کہ حکم کرتی ہین عورتون کو کہ کہولڈالین وہ اپنے سرونکو سو کیون نہین حکم کرتے اونکو کہ مونڈڈالین وے اپنے سرون کو بیشک غسل کرتی تھی مین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک برتن سے اور نہ زیادہ کرتی تھی مین اسپر کہ بہاؤن مین اپنے سر پر تین چلو پانی مثال دوسری وہ ہے کہ ذکر کیا اوسکو زہری نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استحاضہ والی عورتون کو جو نماز کی رخصت دی خبر ہندہ بنت العاص کو نہ پہونچی اس لئے وہ نماز نہ پڑہتی تھی اور اوسپر افسوس وحسرت کرکے رویا کرتی تھی اور اسی قسم سے یہ ہی کہ دیکھا اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی کام کرتے ہوئے پس حمل کیا بعض نے اوپر قربت کا اور بعض نے اوپر اباحت کے

[margin notes: لہ ای کعب ... اشعار ... عمر ... ۔ لہ قالت ... ۔ ہند از ... ۔ ستر ...]

مثاله ما رواه اصحاب الاصول فی قضیة التحصیب ای النزول بالابطح عند النفر
نزل رسول الله صلی الله علیه وسلم به فذهب ابو هریرة وابن عمر الی انه علی وجه القربة
فجعلوه من سنن الحج وذهب عائشة وابن عباس الی انه کان علی وجه الاتفاق ولیس من السنن
ومثال اخر ذهب الجمهور الی ان الرمل فی الطواف سنة وذهب ابن عباس الی انه انما
فعله النبی صلی الله علیه وسلم علی سبیل الاتفاق لعارض عرضه وهو قول المشرکین
حطمهم حمی یثرب ولیس بسنة ومنها اختلاف الوهم فی التعیین مثاله ان رسول الله صلی
الله علیه وسلم حج فراه الناس فذهب بعضهم الی انه کان متمتعا وبعضهم الی انه کان قارنا
وبعضهم الی انه کان مفردا مثال اخر اخرج ابو داود عن سعید بن جبیر انه قال قلت لعبد
الله بن عباس یا ابا العباس عجبت لاختلاف اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم فی
اهلال رسول الله صلی الله علیه وسلم حین اوجب

ترجمہ مثال اوسکی وہ ہی کہ روایت کیا ہی اوسکو اصحاب اصول نے قصہ تحصیب
میں کہ اوترے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام ابطح میں پس گئے ابو ہریرہ اور ابن عمر رضی
اللہ عنہما طرف اسکے کہ یہ اوترنا حضرت کا اوپر وجہ قربت کے تہا پس اون لوگوں نے اسکو
سنن حج سے قرار دیا اور گئیں عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما طرف اسکے کہ یہ اوپر وجہ
اتفاق کی تہا اور سنن سے نہیں اور مثال دوسری یہ ہی کہ جمہور اس طرف گئے کہ رمل طواف
میں سنت ہے اور ابن عباس اس طرف گئے کہ اسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اتفاقیہ فقط ایک
عارضی سبب یعنی مشرکوں کے اس کہنے سے کیا تہا کہ مسلمانوں کو یثرب کی بخار نے توڑ ڈالا اور یہ
کچھہ سنت نہیں اور اوسی میں سے ہے اختلاف وہم کا ہی تعیین میں مثال اوسکی یہ ہی کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے حج کیا تو لوگوں نے آپکو دیکھا پس بعض اس طرف گئے کہ وہ متمتع تہے اور
بعض اس طرف گئے کہ وہ قارن تہے اور بعض اس طرف گئے کہ وہ مفرد تہے مثال دوسری
نکالا ابو داؤد نے سعید ابن جبیر سے اونہوں نے کہا کہ میں نے عبد اللہ ابن عباس
سے کہا ای ابا عباس تعجب کرتا ہوں میں اختلاف اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلال میں جبکہ واجب کیا آپنے اپنے اوپر حج کو

فقال اني لاعلم الناس بذلك انها انما كانت من رسول الله صلى الله عليه وسلم حجة واحدة
فمن هناك اختلفوا خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم حاجا فلما صلى في مسجد ذي الحليفة
ركعتيه اوجب في مجلسه واهل بالحج حين فرغ من ركعتيه فسمع ذلك منه اقوام فحفظه عنه ثم
ركب فلما استقلت به ناقته اهل وادرك ذلك منه اقوام وذلك لان الناس انما كانوا يأتون ارسالا
فسمعوه حين استقلت به ناقته يهل فقالوا انما اهل رسول الله صلى الله عليه وسلم حين استقلت
به ناقته ثم مضى رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما علا على شرف البيداء اهل وادرك ذلك
منه اقوام فقالوا انما اهل حين علا على شرف البيداء وايم الله هذا القد وجب في مصلاه واهل
حين استقلت به ناقته واهل حين علا على شرف البيداء ومنها اختلاف السهو والنسيان مثاله
ما روي ان ابن عمر كان يقول اعتمر رسول الله صلى الله عليه وسلم عمرة في رجب
فسمعت بذلك عايشة فقضت عليه بالسهو -

ترجمہ تو کہا ابن عباس نے کہ اور لوگونسے مین اوسکو زیادہ جاننے والا ہون کہ بیشک وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک ہی حج مین تہا پس اسی سببسے لوگون نے اسمین اختلاف کیا نکلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حج کے لیے اور جب مسجد ذوالحلیفہ مین دو رکعت نماز پڑھی تو وہین احرام باندہ لیا اور جب دونون رکعت سے فارغ ہوے تو حج کے ساتھ اہلال کیا پس سنا اسکو آپ سے بہت سی قومون نے پس یاد رکھا اوسکو اونسے پہر سوار ہوے آپ پس جب آپکو لیکر اونٹنی کہڑی ہوگئی تو اہلال کیا آپنے اور یاد رکھا اسکو آپ سے بہت سی قومون نے اور اسکی یہہ وجہ تہی کہ لوگ حضرت کے پاس گروہ گروہ آتے تہے پس سنا لوگون نے اونکو اہلال کرتے ہوے جبکہ اونٹنی اونکو لیکر کہڑی ہوگئی پس کہی سوا اسکے نہین ہے کہ اہلال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اونٹنی اونکو لیکر کہڑی ہوئی پہر چلے رسول اللہ صلعم پس جب چڑہے بیدا پر اہلال کیا اور پایا اسکو اونسے بہت سی قومون نے پس کہا اونہون نے سوا اسکے نہین ہے کہ اہلال کیا پیغمبر خدا نے جبکہ چڑہے بیدا پر اور قسم ہے خدا کی اسکو تو واجب کر لیا تہا آپنے مصلا ہی پر اور اہلال کیا آپنے جبکہ اونٹنی آپکو لیکر کہڑی ہوگئے اور اہلال کیا آپنے جبکہ چڑہے بیدا پر اور اونہین چیزونمین سے اختلاف سہو و نسیان ہے مثال اوسکی یہ ہے کہ ابن عمر کہتے تہے کہ عمرہ کیا رسول اللہ نے ایک عمرہ رجب مین پس سنا اوسکو عایشہ نے تو حکم کیا اونپر ساتہ سہو کے

ومنها اختلاف الضبط مثاله ما روی ابن عمرؓ عنه صلے اللہ علیہ وسلم من ان المیت یعذب ببکاء اہلہ علیہ فقضت عایشۃؓ علیہ بانہ لم یاخذ الحدیث علی وجہہ مر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علی یہودیۃ یبکی علیہا اہلہا فقال انہم یبکون علیہا وانہا تعذب فی قبرہا فظن العذاب معلولا للبکاء وظن الحکم عاما علی کل میت ومنہا اختلافہم فی علۃ الحکم مثالہ القیام للجنازۃ فقال قائل لتعظیم الملائکۃ فیعم المؤمن والکافر وقال قائل لہول الموت فیعمہا وقال قائل مر علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جنازۃ یہودی فقام لہا کراہیۃ ان یعلوا فوق راسہ فیخص الکافر ومنہا اختلافہم فی الجمع بین المختلفین مثالہ رخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی المتعۃ عام خیبر ثم نہی عنہا ثم رخص فیہا عام اوطاس ثم نہی عنہا فقال ابن عباسؓ کانت الرخصۃ للضرورۃ والنہی لانقضاء الضرورۃ والحکم باق علی ذلک

ترجمہ اور اونہین وجہون مین سے اختلاف ضبط ہے مثال اسکی وہ ہے کہ روایت کیا ابن عمرؓ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ مردہ پر عذاب کیا جاتا ہے اوسکے اہل کے رونے سے پس حکم کیا عایشہ رضی اللہ عنہا اونپر کہ نہین اخذ کیا ابن عمرؓ نے حدیث کو اوپر وجہ صحیح کے کیونکہ وجہ صحیح اوسکی یہ ہے کہ گذرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نزدیک قبر ایک یہودیہ کے روتے تھے اوسپر اہل اوسکے پس فرمایا آپنے کہ یہہ سب روتے ہین اوسپر اور وہ عذاب کیجاتی ہے اپنی قبر مین پس خیال کیا ابن عمرؓ نے کہ یہہ عذاب رونے ہی کے ساتھہ معلول ہے اور گمان کیا کہ حکم عام ہے ہر میت پر اور اونہین وجہون مین سے اختلاف اونکا ہے علت حکم مین مثال اسکی کھڑا ہو جانا ہے جنازے کے لیئے پس کہا بعض نے کہ یہہ کھڑا ہونا ملائکہ کی تعظیم کے لیئے تھا پس عام ہے مومن اور کافر کے لیئے اور کہا بعض نے کہ یہ واسطے ہول موت کے تھا پس عام ہے اون دونون کے لیئے اور کہا بعض نے کہ گذرا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک یہودی کا جنازہ تو اوسکے لیئے آپ کھڑے ہوگئے تا آپکے سر مبارک سے وہ اونچا نہ رہے پس خاص ہے کافر کے ساتھہ اور اونہین وجہون مین سے اختلاف اونکا جمع کرنے مین درمیان دو امر مختلف کے ہے مثال اوسکی وہ ہے کہ رخصت دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کی سال خیبر مین پھر منع کیا اوس سے پھر رخصت دی اوسمین سال اوطاس مین پھر منع کیا اوس سے پس کہا ابن عباسؓ نے کہ یہہ رخصت واسطے ضرورت کی تھی اور نہی واسطے انقضاء ضرورت کے اور حکم باقی ہے

وقال الجمهور كانت الرخصة اباحة والنهي نسخا لها مثال الآخر نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن استقبال القبلة في الاستنجاء فذهب قوم الى عموم هذا الحكم وكونه غير منسوخ ورآه جابر يبول قبل ان يتوفى بعام مستقبل القبلة فذهب الى انه نسخ للنهي المتقدم ورآه ابن عمر قضى حاجته مستدبر القبلة مستقبل الشام فرد به قولهم وجمع قوم بين الروايتين فذهب الشعبي وغيره الى ان النهي مختص بالصحراء فاذا كان في المراحيض فلا بأس بالاستقبال والاستدبار وذهب قوم الى ان القول عام محكم والفعل يحتمل كونه خاصا بالنبي صلى الله عليه وسلم فلا ينتهض ناسخا ولا مخصصا وبالجملة فاختلف مذاهب اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم واخذ عنهم التابعون كذلك كل واحد ما تيسر له فحفظ ما سمع من حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم ومذاهب الصحابة وعقلها

ترجمہ اور کہا جمہور نے کہ رخصت اباحت کے لئے تھی اور نہی اوسکے نسخ کے لئے مثال دوسری یہ ہے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی طرف منہ کرکے استنجا کرنے سے پس گئی ایک قوم اس حکم کی عموم اور اسکی غیر منسوخ ہونے کی طرف اور دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جابر رضی اللہ عنہ نے ایک برس پہلے آپکی وفات کے آپکو قبلہ کیطرف پیشاب کرتے ہوئے پس گئی طرف اوسکے کہ یہ نسخ ہے واسطے نہی متقدم کے اور دیکھا آپکو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے قضاء حاجت کرتے ہوئے قبلہ کی طرف پیٹھ اور شام کی طرف موںہہ کئے ہوئے پس رد کیا اس اون لوگونکے قول کو اور جمع کیا ایک قوم نے درمیان اون دونوں روایتوں کے پس گئے شعبی وغیرہ طرف اسکے کہ یہ نہی صحرا کے ساتھ مختص ہے پس جسکہ پایخانہ مین ہو تو قبلہ کی طرف موںہہ یا پیٹھ کرنے مین کچھہ مضایقہ نہین اور ایک قوم اس طرف گئی کہ یہ قول عام اور محکم ہے اور محتمل ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل اونہین کیساتھہ مختص ہو پس اسکے لئے کوئی ناسخ اور مخصص نہین قائم ہو سکتا اور حاصل کلام یہہ ہے کہ مختلف ہوئے مذاہب اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اخذ کیا اون سے ہر ایک تابعی نے اس طرح کہ جو اوسکے لئے آسان تھا پس یاد کر لیا وہ کہ سنا اونے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مذاہب صحابہ سے اور سمجھہ بوجھہ کر یاد رکھا اوسکو

وجمع المختلف علی ما تیسر له ورجح بعض الاقوال علی بعض واضمحل فی نظرهم بعض الاقوال وان کان ما ثوراً عن کبار الصحابة کالمذهب الماثور عن عمرؓ وابن مسعودؓ فی تیمم الجنب اضمحل عندهم لما استفاض من الاحادیث عن عمارؓ وعمران بن حصینؓ وغیرهما فعند ذلک صار لکل عالم من علماء التابعین مذهب علی حیاله فانتصب فی کل بلد امام مثل سعید بن المسیبؓ وسالم بن عبد الله بن عمرؓ فی المدینة وبعدهما الزهریؒ والقاضی یحیی بن سعیدؓ وربیعة بن عبد الرحمنؓ فیها وعطاء بن ابی رباحؒ بمکة وابراهیم النخعیؒ والشعبیؓ بالکوفة والحسن البصریؒ بالبصرة وطاؤس بن کیسان بالیمن ومکحول بالشام فاظمأ الله اکباداً الی علومهم فرغبوا فیها واخذوا عنهم الحدیث وفتوی الصحابة واقاویلهم ومذاهب هؤلاء العلماء وتحقیقاتهم من عند انفسهم واستفتی منهم المستفتون ودارت المسائل بینهم ورفعت الیهم الاقضیة۔

ترجمہ اور جمع کیا مختلف کو اوپر اوس طور کے کہ اوسکے لیئے آسان تھا اور ترجیح دی بعض قول کو بعض پر اور مضمحل ہوگئے اونکی نظر مین بعض قول اگرچہ وہ ماثور تھے بڑے بڑے صحابہ سے جیسے کہ مذہب ماثور عمر اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے تیمم جنب مین مضمحل ہوگیا نزدیک اونکی بسبب مشہور ہونیکے حدیثین عمار اور عمرانؓ بن حصینؓ وغیرہما کے پس اسوقت علماء تابعین مین سے ہر عالم کا بمقابل اوسکے ایک ایک مذہب ہوگیا اور ہر شہر مین ایک ایک امام قائم ہوا مثل سعید بن مسیب اور سالم بن عبد اللہ بن عمر کی مدینہ مین اور بعد انکی زہری اور قاضی یحیی بن سعید اور ربیع بن عبد الرحمن بھی وسطے بیچ ہی مین اور عطا ابن ابی رباح مکہ مین اور ابراہیم نخعی اور شعبی کوفہ مین اور حسن بصری بصرہ مین اور طاؤس بن کیسان یمن مین اور مکحول شام مین پس پیاسا کیا لوگون نے اپنے جگر دنکو اونکی ادراک اونکی علوم کی طرف پس رغبت کیا ان لوگون نے اوسمین اور لیا اونسے حدیث اور فتوی صحابہ اور اونکے اقوال اور اون علما کی مذاہب اور اونکی تحقیقات جو اونہون نے خود کی تہی اور فتوی پوچہا اونسے فتوی پوچہنے والون نے اور دائر ہوئے مسئلے آپس مین اور لائی گئی اونکے پاس جہگڑے

وکان سعید بن المسیب وابراهیم النخعی وامثالهما جمعوا ابواب الفقه اجمعها وکان لهم فی کل باب اصول تلقوها من السلف وکان سعید واصحابه یذهبون الی ان اهل الحرمین اثبت الناس فی الفقه واصل مذهبهم فتاوی عمرؓ وعثمانؓ وقضایاهما وفتاوی عبد الله بن عمرؓ وعائشةؓ وابن عباسؓ وقضایا قضاة المدینة فجمعوا من ذلک ما یسر الله لهم ثم نظروا فیها نظر اعتبار وتفتیش فما کان منها مجمعا علیه بین علماء المدینة فانهم یأخذون علیه بنواجذهم وما کان فیه اختلاف عندهم فانهم یأخذون باقواها وارجحها اما لکثرة من ذهب الیه منهم او لموافقته بقیاس قوی او تخریج صریح من الکتاب والسنة ونحو ذلک واذا لم یجدوا فیما حفظوا منهم جواب المسئلة خرجوا من کلامهم وتتبعوا الایماء والاقتضاء فحصل لهم مسائل کثیرة فی کل باب باب

ترجمہ اور سعید بن مسیب اور ابراہیم نخعی اور اونکے مانند لوگون نے فقہ کے تمامی ابواب کو جمع کیا اور اونکے پاس ہر باب مین ایک ایک اصول تھے جنکو اونھون نے سلف سے حاصل کیا تھا اور سعید اور اصحاب اونکی اس طرف گئے کہ اہل حرمین ثابت ترین لوگون کے ہین فقہ مین اور اصل مذہب اونکا فتاوای عمرؓ اور عثمانؓ اور قضایا اون دونون کی اور فتاوای عبد الله بن عمرؓ اور عائشہؓ اور ابن عباسؓ اور قضایای قاضیان مدینے کے تھے پس جمع کیا اون لوگون نے اوس سے کہ آسان کیا الله تعالے نے اونکے لئے پھر نظر کیا اون لوگون نے نظر اعتبار اور تفتیش کی پس اوسمین سے جو مجمع علیہ درمیان علماء مدینہ کے تھا اوسکو اونھون نے اپنے دانتون سے پکڑا اور جسمین کہ اون لوگون کا اختلاف تھا اوسمین سے قوی اور راجح کو اخذ کیا یا تو اس سبب سے کہ اون مین سے بہت لوگ اوس طرف گئے یا اس سبب سے کہ وہ قیاس قوی کی ساتھ موافق ہین یا اس وجہ سے کہ کتاب و سنت سے اونکی تخریج صحیح ہے اور مانند اسی کے اور وجہون سے اور جب اون لوگون نے اوسمین کہ جسکو اونھون نے اونسے یاد کیا تھا جواب کسی مسئلہ کا نپایا تو اون کے کلام سے اوسکی تخریج شروع کر دی اور اوسمین ایما اور اقتضا کے تتبع کی پس ہر ہر باب مین اون کے لئے بہت سے مسئلے حاصل ہوئے

له ای انا نہم والزاد بثقۃ ائمتہم ۱۲ مجمع بحار

وكان ابراهيم واصحابه يرون ان عبد الله بن مسعود واصحابه اثبت الناس في الفقه كما قال علقمة لمسروق لا احد منهم اثبت من عبد الله وقول ابي حنيفة للاوزاعي ابراهيم افقه من سالم ولولا فضل الصحبة لقلت ان علقمة افقه من عبد الله بن عمر وعبد الله هو عبد الله واصل مذهبه فتاوى عبد الله بن مسعود وقضايا علي رضي الله عنهما وفتاواه وقضايا شريح وغيره من قضاة كوفة فجمع من ذلك ما يسره الله ثم صنع في آثارهم كما صنع اهل المدينة في آثار اهل المدينة وخرج كما خرجوا فتلخص له مسائل الفقه في كل باب باب وكان سعيد بن المسيب لسان فقهاء المدينة وكان احفظهم لقضايا عمر وحديث ابي هريرة وابراهيم لسان فقهاء كوفة فاذا تكلما بشيء ولم ينسباه الى احدها فانه في الاكثر منسوب الى احد من السلف صريحا او ايماء او نحو ذلك فاجتمع اليهما فقهاء بلدهما واخذوا عنهما وعقلوه وخرجوا عليه والله اعلم

ترجمہ اور ابراہیم اور اصحاب اونکے خیال کرتے تھے کہ بیشک عبد اللہ ابن مسعود اور اصحاب اونکے ثابت ترین لوگونکے ہین فقہ مین جیساکہ کہا علقمہ نے مسروق سے اونمین سے کوئی عبد اللہ سے ثابت تر نہین ہے اور قول ابیحنیفہ رح کا اوزاعی سے یہ ہے کہ ابراہیم فقیہ ترین سالم سے اور اگر فضل صحبت کا نہوتا تو مین کہتا کہ علقمہ فقیہ تر ہے عبد اللہ ابن عمر سے اور عبد اللہ تو عبد اللہ ہی ہین اور اصل مذہب اونکا فتوی عبد اللہ ابن مسعود و قضایا علی رضی اللہ عنہما اور فتاوی اونکے اور قضایا شریح وغیرہ قاضیان کوفی کا تھا پس جمع کیا اوس سے جو اللہ تعالی نے اونکے لیے آسان کیا پھر اونکی پیروی مین ویسا ہی کیا جیساکہ مدینے والون نے اہل مدینہ کی پیروی کی کیا اور تخریج کیا جیساکہ اونھون نے تخریج کیا پس ملخص ہو گئے اونکے لیے مسائل فقہ کے ہر ہر باب مین اور سعید بن مسیب گویا فقہاء مدینہ کی زبان تھے اور اون لوگون مین سے قضایا حضرت عمر رض اور احادیث ابی ہریرہ کے بڑے ہی حافظ تھے اور ابراہیم فقہاء کوفہ کی زبان تھے پس جب یہ دونون کسی شئی کے ساتھ کلام کرتے تھے اور اوسکی نسبت کسیکی طرف نکرتے تھے تو وہ اکثر سلف مین سے کسیکی طرف صریحًا یا ایماءً وغیرہ ضرور ہی منسوب ہوا کرتی تھی پس مجتمع ہوئے ان دونونکی طرف اونکے شہر کے فقہاء اور اخذ کیا ان دونون سے اور یاد رکھا اونکے بیان تاکو اور تخریج کی اوسپر واللہ اعلم

باب اسباب اختلاف مذاهب الفقهاء وعلم ان الله انشأ بعد التابعين
نشأً من حملة العلم انجازا لما وعده صلى الله عليه وسلم حيث قال
يحمل هذا العلم من كل خلف عدوله فاخذوا عمن اجتمعوا معه منهم صفة
الوضوء والغسل والصلوة والنكاح والبيوع وسائر ما يكثر وقوعه ورووا
حديث النبي صلى الله عليه وسلم وسمعوا قضايا قضاة البلدان وفتاوى
مفتيها وسالوا عن المسائل واجتهدوا في ذلك كله ثم صاروا كبراء
قوم ووسد اليهم الامر فنسجوا على منوال شيوخهم ولم يألوا في تتبع
الايماءات والاقتضاءات فقضوا وافتوا ورووا وعلموا وكان صنيع العلماء
في هذه الطبقة متشابها وحاصل صنيعهم ان يتمسك بالمسند من حديث رسول الله
صلى الله عليه وسلم والمرسل جميعا ويستدل باقوال الصحابة والتابعين

ترجمہ باب اسباب اختلاف مذاہب فقہا جان تو اسبات کو کہ اللہ تعالے نے
بعد تابعین کے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس وعدہ پورا کرنے کے واسطے
ایک جماعت حاملان علم کی پیدا کی جیسا کہ فرمایا تھا آپ نے کہ اوٹھاوینگے اس علم کو پچھلے
لوگوں مین سے جو اونمین سکے عادل ہونگے پس اخذ کیا لوگون نے پہلے لوگون مین سے جو
جنکو ملا صفت وضو وغسل اور نماز اور نکاح اور بیع اور اون سب امور کو جو اکثر واقع
ہوا کرتے ہین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثون کو روایت کیا اور اپنے شہر کے قاضیون
اور مفتیون سے فتوے انکو سنا اور مسئلونکو پوچھا اور اون سب مین اجتہاد کیا پھر وہ لوگ قوم
کے سردار ہوگئے اور شریعت کے تمامی امر اون کے حوالے کیے گئے اور انلوگون نے اپنے
شیخون کی پیروی کی اور اونہون نے ایماؤن اور اقتضاؤن کی تتبع مین کوتاہی نکی اور
جھگڑے فیصل کیے اور فتوے دیے اور روایت وتعلیم کیا اور اس طبقے مین علماؤنکا
ڈھنگ آپس مین ملتا جلتا تھا اور حاصل وخلاصہ کلام اونکا احادیث مسندۂ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مرسل کے ساتھ تمسک کرنا تھا اور وہ
لوگ اقوال صحابہ اور تابعین سے استدلال کیا کرتے تھے

باب اختلاف مذاہب فقہا

علما منہم انہا اما احادیث منقولۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اختصروہا فجعلوہا موقوفۃ کما قال ابراہیم و قد روی حدیث نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن المحاقلۃ والمزابنۃ فقیل لہ اما تحفظ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیثا غیر ہذا قال بلی ولکن اقول قال عبد اللہ قال علقمۃ احب الی وکما قال الشعبی وقد سئل عن حدیث وقیل انہ یرفع الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا علی من دون النبی صلی اللہ علیہ وسلم احب الینا فان کان فیہ زیادۃ او نقصان کان علی من دون النبی صلی اللہ علیہ وسلم او تکون استنباطا منہم من المنصوص او اجتہادا منہم بارائہم وہم احسن صنیعا فی کل ذلک ممن یجیئ بعدہم واکثر اصابۃ واقدم زمانا واوعی علما فتعین العمل بہا الا اذا اختلفوا وکان حدیث رسول صلعم یخالف قولہم مخالفۃ ظاہرۃ وانہ اذا اختلف احادیث رسول صلعم فی مسئلۃ رجعوا الی اقوال الصحابۃ

ترجمہ یہ جانئکہ یہ یا تو حدیثین ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی گئی ہین اور لوگون نے اسکی سند مین اختصار کر کے اسکو موقوف کر دیا ہی جیسا کہ ابراہیم نخعی نے اس حال مین کہ روایت کیا اونہون نے اس حدیث کو کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محاقلہ و مزابنہ سے پس کہا گیا کیا تمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکے سوا کوئی حدیث یاد نہین ہی کہا ہان ولیکن قال عبد اللہ قال علقمہ کہنا مجھکو بہت اچھا معلوم ہوتا ہی اور جیسا کہ کہا شعبی نے بحالیکہ پوچھی گئی ایک حدیث سے اور کہا گیا کہ مرفوع ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک تو کہا کہ ان لوگون سے کہ جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ہین اوسنے روایت کرنا ہمارے نزدیک محبوب تر ہی کیونکہ اگر اوسمین کچھ زیادتی یا نقصان ہوگا تو اونہین لوگون سے ہوگا جو نبی صلعم کے بعد ہین یا منصوص سے اونلوگونکا استنباط یا اونہین کا اجتہاد تھا جسکو اونہون نے اپنی ہی رائے سے کیا تھا اور وہ لوگ ان سب امور کے انجام دینے مین اون لوگون سے بہت اچھے تھے جو اونکے بعد آتے گئے اور ٹھیک تجویز کرنے مین اکثر اور زمانہ مین مقدم اور علم کی بڑے حافظ تھے پس متعین ہوا عمل ساتھ اوسکی مگر جب اختلاف کرتے وہ لوگ اور حدیث رسول صلعم کی اونکے قول کی ظاہر مخالف ہوتی اور جب احادیث رسول صلعم کی کسی مسئلہ مین مختلف ہوتی تو رجوع کرتے وہ طرف اقوال صحابہ کے

فان قالوا النسخ بعضہا او بصرفہ عن ظاہرہ اولم یصرحوا بذلک ولکن اتفقوا علی ترکہ وعدم القول بموجبہ فانہ کابداء علۃ فیہ او الحکم بنسخہ او تاویلہ اتبعوہم فی ذلک وہو قول مالک فی حدیث ولوغ الکلب جاء ہذا الحدیث ولکن لا ادری ما حقیقتہ حکاہ ابن الحاجب یعنی لم ار الفقہاء یعملون بہ وانہ اذا اختلف مذاہب الصحابۃ والتابعین فی مسئلۃ فالمختار عند کل عالم مذہب اہل بلدہ وشیوخہ لانہ اعرف بالصحیح من اقاویلہم من السقیم واوعی للاصول المناسبۃ لہا وقلبہ امیل الی فضلہم وتبحرہم فمذہب عمر وعثمان وعائشۃ وابن عمر وابن عباس وزید بن ثابت واصحابہم مثل سعید بن المسیب فانہ کان احفظہم لقضایا عمر وحدیث ابی ہریرۃ وعروۃ وسالم وعکرمۃ وعطاء وعبید اللہ بن عبد اللہ وامثالہم احق بالاخذ من غیرہ عند اہل المدینۃ کما بینہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی فضائل المدینۃ

ترجمہ پس اگر کہتے وہ لوگ ساتھ نسخ بعض ادسکے یا پھیر تے اُسکو اوسکے ظاہری معنی سے یا اوسکی کچھ تصریح نکرتے لیکن اسکے ترک اور اوسکے موجب کے نہ قبول کرنے پر اتفاق کرتے تو یا اوسمین کسی علت کے ظاہر کرنے کے مانند یا اوسکی منسوخیت کی حکم کرنے یا تاویل کرتے کے مانند تھا تو وہ لوگ اونکی اسمین پیروی کرتے اور یہی معنی ہین امام مالک کے قول کے حدیث ولوغ الکلب[له] مین آئے یہ حدیث لیکن مین اسکی حقیقت نہین جانتا حکایت کیا ابن حاجب نے یعنے مین نے فقہاؤن کو اس پر عمل کرتے نہ دیکھا اور جب مختلف ہوگئے مذاہب صحابہ اور تابعین کے کسی مسئلے مین تو مختار نزدیک ہر عالم کے مذہب اوسکے شہر والے اور شیوخ کا ہے اسواسطے کہ وہ لوگ اونکے صحیح قولون کو سقیم سے تمیز کرنے والے اور خوب ہی بچانتے والے اور جو اصول کہ اسکے مناسب تھے اوسکے بڑے ہی حافظ تھے اور انکا دل اونکے فضل اور تبحر کی طرف بہت ہی مائل تھا پس مذہب عمرؓ وعثمانؓ وعائشہؓ وابن عمرؓ وابن عباسؓ وزید بن ثابتؓ اور اونکے اصحاب کا مثل سعید بن مسیب کے کہ وہ قضایا عمرؓ اور احادیث ابی ہریرہؓ کے بڑے حافظ تھے اور عروہ وسالم وعکرمہ وعطا وعبید اللہ بن عبد اللہ اور انکے مانند اولی تر ہین اخذ مین سوا انکے کے نزدیک اہل مدینہ کے جیسا کہ بیان کیا ہے اسکو نبی صلی اللہ

[له] ولوغ الکلب کی ... کا منسوخ ہونا ان کی رائے مین ۱۲ محمود عفا عنہ ... کا قول لینا مناسب نہین ۱۲ محمود [illegible]

ولانها ماء الفقهاء ومجمع العلماء فی کل عصر ولذلک تریٰ مالکا یلازم محجتهم وقد
اشتهر عن مالک انه متمسک باجماع اهل المدینة وعقد البخاری بابا فی الاخذ بما
اتفق علیه الحرمان ومذهب عبد الله بن مسعود واصحابه وقضایا علی وشریح
والشعبی وفتاوی ابراهیم احق بالاخذ عند اهل الکوفة من غیره وهو قول علقمة
حین مال مسروق الی قول زید بن ثابت فی التشریک قال هل احد منهم اثبت من عبد الله
فقال لا ولکن رایت زید بن ثابت واهل المدینة یشرکون فان اتفق اهل البلد علی شیٔ
اخذوا علیه بنواجذه وهو الذی یقول فی مثله مالک السنة التی لا اختلاف فیها
عندنا کذا وکذا وان اختلفوا اخذوا باقواها وارجحها اما لکثرة القائلین به او لموافقته لقیاس
قوی او تخریج من الکتاب والسنة وهو الذی یقول فی مثله مالک هذا احسن ما سمعت فاذا
لم یجدوا فیما حفظوا منهم جواب المسئلة خرجوا من کلامهم وتتبعوا الایماء والاقتضاء

ترجمہ اور سواسطے کہ وہ ہر زمانے مین فقہاؤنکا ٹھکانہ اور علماؤنکا مجمع رہا ہی اسلیے تم دیکھتے ہو
امام مالک کو کہ لازم کرلیا ہی اونہون نے اونکی روش کو اور مشہور ہی امام مالک سے کہ وہ تمسک کرتے
تھے ساتھ اجماع اہل مدینہ کے اور منعقد کیا ہی بخاری نے ایک باب اوسکے اخذ کرنیکے بیان مین جسپر
علماء حرمین متفق ہین اور مذہب عبد اللہ ابن مسعود اور اونکی اصحاب کا اور فیصلجات حضرت علی اور
شریح اور شعبی اور فتاوے ابراہیم احق ہین ساتھ اخذ کے نزدیک اہل کوفہ کے انکے غیر سے اور یہی
معنی ہی علقمہ کے قول کا جبکہ مائل ہوئے مسروق طرف قول زید بن ثابت کے تشریک مین تو کہا
اونہون نے کیا اونمین کوئی ثابت تر عبد اللہ ابن مسعود سے ہی پس کہا نہین ولیکن دیکھا مین نے
زید بن ثابت اور اہل مدینہ کو تشریک کرتے ہوئے پس اگر متفق ہو گئے ایک شہر والے اوپر کسی شی کے
تو پکڑا اون لوگون نے اسکو اپنے دانتون سے اور وہ وہی ہی کہ امام مالک اوسکے مثل مین کہتے
ہین یہ وہ سنت ہی کہ جسمین ہمارے نزدیک اختلاف نہین ہے ایسا اور ایسا اور اگر مختلف ہوئے تو وہ لوگ
تو اخذ کیا اوسکے اقوی اور ارجح کو یا تو اوسکے بہت کہنے والونکے سبب سے یا واسطے موافقت اوسکے
قیاس قوی کے یا بباعث تخریج اسکی کتاب و سنت سے اور یہ وہی ہی جسکے مثل مین امام مالک کہتے ہین
کہ یہ سب بہت اچھا ہی اونمین سے جسکو مین نے سنا ہی اور جب نہ پایا اون لوگون نے اوسمین کچھ جو

والهموا في هذه الطبقة التدوين فدون مالك ومحمد بن عبد الرحمن بن
ابي ذئب بالمدينة وابن جريج وابن عيينة بمكة والثوري بالكوفة وربيع بن صبيح
بالبصرة وكلهم مشوا على هذا النهج الذي ذكرته ولما حج المنصور قال لمالك قد عزمت
ان آمر بكتابك هذه التي وضعتها فتنسخ ثم ابعث في كل مصر من امصار المسلمين
منها نسخة وآمرهم بان يعملوا بما فيها ولا يتعدوه الى غيره فقال يا امير المؤمنين لا تفعل
هذا فان الناس قد سبقت اليهم اقاويل وسمعوا احاديث ورووا روايات
واخذ كل قوم بما سبق اليهم واتوا به من اختلاف الناس فدع الناس وما
اختار اهل كل بلد منهم لانفسهم ويحكى نسبة هذه القصة الى هارون الرشيد
وانه شاور مالكا في ان يعلق الموطا في الكعبة ويحمل الناس على ما فيه

ترجمہ اور اس طبقے مین علم شریعت کے تدوین کرنے کے ساتھ وہ لوگ الہام کیے گئے
پس مدون کیا امام مالک اور محمد بن عبد الرحمن بن ابی ذئب نے مدینہ مین اور
ابن جریج اور ابن عیینہ نے مکہ مین اور ثوری نے کوفہ مین اور ربیع بن صبیح نے بصرہ
مین اور یہ سب لوگ اوسی روش پر چلے جسکو مین نے ذکر کیا اور جب حج کیا منصور خلفاء
عباسیہ نے تو امام مالک سے کہا کہ مین نے یہ قصد مصمم کیا ہی کہ تمہاری اس کتاب کو جسکو
تمنے بنایا ہی لکھوانے کا حکم دون اور پھر مسلمانون کے ہر شہرون مین اوسکا ایک ایک نسخہ
بھیجون اور اونکو یہ امر کرون کہ جو اسمین ہی اوسی پر عمل کرین اور اسکے رستے ہوئے اسکے
غیر کی طرف نہ تجاوز کرین تب امام مالک نے کہا اے امیر المومنین ایسا نکر کیونکہ جو پہلے بہت
لوگون کے پاس صحابہ اور تابعین کے اقوال پہونچ چکے ہین اور وہ لوگ حدیثونکو سن چکے اور انکی
روایت کر چکے ہین اور اخذ کیا ہی ہر قوم نے ساتھ اوس چیز کے کہ اوسکے پاس پہلے پہونچا ہی اور لوگونکے
اختلاف اونکو پاس آ چکے ہین پس لوگون کو اوسیکے ساتھ چھوڑ دو کہ جسکو ہر شہر والے نے
اپنے نفس کے لیے اختیار کر لیا ہی اور اس قصہ کی نسبت ہارون رشید کیطرف بھی کی گئی
اور اوسمین یہ ہی کہ اوسنے امام مالک سے یہ مشورت کی کہ موطا کعبے مین لٹکا
دیجاے اور اوسی پر عمل کرنے کی لوگون کو تکلیف دیجاے ❊

عه بنایا سب نے موطا کو ۱۲ محمد حسن

فقال لا تفعل فان اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم اختلفوا فی الفروع وتفرقوا
فی البلدان وکل سنة مضت قال وفقک الله یا ابا عبد الله حکاه السیوطی رحمة الله
علیه وکان مالک اثبتهم فی حدیث المدنیین عن رسول الله صلی الله علیه وسلم
واوثقهم اسنادا واعلمهم بقضایا عمر واقاویل عبد الله بن عمر وعایشة واصحابهم
من الفقهاء السبعة وبه وبامثاله قام علم الروایة والفتوی فلما وسد الیه
الامر حدث وافتی وافاد واجاد وعلیه انطبق قول النبی صلی الله علیه وسلم
یوشک ان یضرب الناس اکباد الابل یطلبون العلم فلا یجدون احدا اعلم من
عالم المدینة علی ما قاله ابن عیینة وعبد الرزاق وناهیک بهما فجمع اصحابه
روایاته ومختاراته ولخصوها وحرروها وشرحوها وخرجوا علیها وتکلموا
فی اصولها ودلایلها وتفرقوا الی المغرب ونواحی الارض فنفع الله بهم کثیرا من خلقه

ترجمہ یہی کہا امام مالک نے ایسا نکر کیونکہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فروع
مین مختلف ہین اور وہ لوگ شہرونمین متفرق ہوگئے اور ہر سنتین گذر گئین تب کہا ہارون
رشید نے توفیق دیوے تجھکو اللہ تعالی یا ابا عبد اللہ حکایت کیا اسکو سیوطی رحمہ اللہ علیہ نے
اور امام مالک رحمہ اللہ اہل مدینہ کی اون احادیث مین جو رسول اللہ سے مروی ہین ثابت تر اور
اونکی اسناد مین مضبوط تر اور قضایا عمر رض اور اقاویل عبد اللہ بن عمر رض اور عائشہ رض اور فقہاء
سبعہ وغیرہ انکے اصحاب کے بڑے جاننے والے تھے اور اسکے اور اسکے مانند سے روایات اور
فتوی کا علم قائم ہوا پس جبکہ امر شریعت کا اونکے حوالے کیا گیا تو اونہون نے حدیثین روایت کین
اور فتوے دیئے اور لوگونکو فائدے پہونچائے اور ٹھیک ٹھیک بیان کیا اور پیغمبر صلی اللہ علیہ و
سلم کا یہ قول اونہین پر منطبق ہوا کہ عنقریب لوگ طلب علم مین اپنے شترونکی جگرون مارینگے
پس کسیکو مدینے کے عالم سے بڑھکر نہ پائینگے بنابر اوسکے کہ کہا ہے ابن عیینہ اور عبد الرزاق نے
اور اسمین انہین دونونکی گواہی کافی ہے پس اونکے اصحاب نے اونکی روایتون اور اونکو
مختار اونکو جمع کیا اور اوسکی تلخیص اور تحریر اور شرح اور تخریج کی اور اوسکی اصول اور دلائل مین
کلام کیے اور مغرب اور اطراف زمین متفرق ہو گئے پس اللہ تعالی نے انسے بہت مخلوق

وان شئت ان تعرف حقیقة ما قلناه من اصل مذهبه فانظر فی کتاب الموطا
لمحمد وکما ذکرناه وکان ابو حنیفة الزمهم بمذهب ابراهیم واقرانه لا یجاوزه الا ما شاء الله
وکان عظیم الشأن فی التخریج علی مذهبه دقیق النظر فی وجوه التخریجات مقبلا
علی الفروع اتم اقبال وان شئت ان تعلم حقیقة ما قلناه فلخص اقوال ابراهیم من
کتاب الآثار لمحمد وجامع عبد الرزاق ومصنف ابی بکر بن ابی شیبة ثم قایسه
مذهبه تجده لا یفارق تلك المحجة الا فی مواضع یسیرة وهو فی تلك الیسیرة
ایضا لا یخرج عما ذهب الیه فقهاء الکوفة وکان اشهر اصحابه ذکرا ابو یوسف
تولی قضاء القضاة ایام هارون الرشید فکان سببا لظهور مذهبه والقضاء
به فی اقطار العراق وخراسان وما وراء النهر وکان احسنهم تصنیفا والزمهم
درسا محمد بن الحسن فکان من خبره انه تفقه علی ابی حنیفة وابی یوسف

ترجمہ اور اگر تم یہ چاہو کہ جو میں نے کہا ہے اسکی حقیقت کو اونکے اصل مذہب سے تمیز کر کے جانو
تو کتاب موطا مین نظر کرو ویسا ہی پاؤ گے جیسا میں نے ذکر کیا اور ابو حنیفہ ابراہیم
اور اونکے اقران کے مذہب کے ساتھ ایسے ملازم تھے کہ اوس سے کبھی تجاوز کرتے تھے الا ما شاء اللہ
اور اونکے مذہب پر تخریج کرنے مین بڑی عظیم الشان اور وجوہ تخریجات مین بڑے دقیق النظر
اور فروع پر بڑی توجہ کرنے والے تھے اور اگر تم چاہو کہ جو مین نے کہا ہے اسکی حقیقت کو جانو
تو اقوال ابراہیم کو کتاب آثار امام محمد رح اور جامع عبد الرزاق اور مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ
سے تلخیص کر لو پھر حنفی مذہب سے اوسکو موازنہ کر کے دیکھو تو تم یہی پاؤ گے کہ امام
ابی حنیفہ رح نے اس روش سے مفارقت نہین کی ہے مگر بعض ہی مقام مین اور وہ
اوس بعض مین بھی اوس سے نہین خارج ہین جسکی طرف فقہاء کوفہ گئے ہین اور اونکے
مشہور اصحاب مین سے ابو یوسف رح ہین جو ہارون رشید کے زمانہ مین قاضی ہوئے
پس حنفی مذہب کے مشتہر ہونے اور تمامی اطراف عراق اور خراسان اور ماوراء النہر مین اسکے پھیل
جانیکا یہ ایک بہت ہی بڑا سبب ہوا اور محمد بن حسن تصنیف کرنے مین بہت اچھے اور درس
کے بڑے ملازم تھے اور یہ خبر مشہور ہے کہ اونہون نے پہلے ابو حنیفہ اور ابو یوسف سے فقہ حاصل کی تھی

ثم خرج الی المدینة فقرأ الموطا علی مالك ثم رجع الی نفسه فطبق مذهب اصحابه
علی الموطا مسئلة مسئلة فان وافق فبها والا فان رای طائفة من الصحابة
والتابعین ذاهبین الی مذهب اصحابه فکذلك وان وجد قیاسا ضعیفا
او تخریجا لینا یخالفه حدیث صحیح مما عمل به الفقهاء ویخالفه عمل اکثر العلماء ترکه
الی مذهب من مذاهب السلف مما یراه ارجح ما هنالك وهما لا یزالان علی
محجة ابراهیم ما امکن لهما کما کان ابو حنیفة رحمه الله یفعل ذلك وانما کان
اختلافهم فی احد شیئین اما ان یکون لشیخهما تخریج علی مذهب ابراهیم یزاحمانه فیه او یکون
هناك لابراهیم ونظرائه اقوال مختلفة یخالفانه فی ترجیح بعضها علی بعض فصنف
محمد رحمه الله وجمع رای هؤلاء الثلاثة ونفع کثیرا من الناس فتوجه اصحاب
ابی حنیفة رحمه الله الی تلك التصانیف تلخیصا وتقریبا وتخریجا وتاسیسا واستدلالا

ترجمہ اور اوسکے بعد مدینہ جاکر امام مالک سے موطا پڑھی پھر وہان سے لوٹکر خود سمجھ بوجھکر
اپنے اصحاب کے مذہب کی ہر ہر مسئلہ کو موطا پر منطبق کیا پس اگر اوسکے موافق پایا تو اوسکو
بہتر سمجھا اور اگر نہین تو صحابہ اور تابعین کی کسی جماعت نے اگر کوئی ایسی روایت کی ہو
جو اونکے اصحاب کے مذہب کیطرف جاتی ہو تو اوسکو بھی بہتر سمجھا اور اگر کسی ضعیف قیاس یا
ایسی نرم تخریج کو پایا جو ایسی حدیث صحیح کی جسپر بہت سے فقہا نے عمل کیا ہو مخالف ہو اور عمل
اکثر علما کا بھی اوسکے خلاف ہے تو اوسکو سلف کے مذہبون مین سے کسی مذہب کیطرف
جسکو وہان مرجح سمجھتے تھے چھوڑ دیا اور یہ دونون جہانتک ممکن ہوسکا برابر ابراہیم کی روش
پر تھے جیسا کہ ابو حنیفہ رح اوسکو کرتے تھے اور سوا اسکے نہین ہے کہ اختلاف انکا ان دو چیزون
مین سے ایک مین تھا یا تو یہ کہ انکے شیخ کی کوئی تخریج ابراہیم کے مذہب پر ہوتی تھی تو
اوسمین یہ دونون مزاحمت کرتے تھے یا ابراہیم اور اونکے مانند لوگون کے اقوال اوسمین
مختلف ہوتے تھے تو یہ دونون بعض کو بعض پر ترجیح دینے مین خلاف کرتے تھے پس
امام محمد رح نے تصنیف کی اور ان تینون کی راے کو جمع کیا اور بہت لوگون کو نفع پہونچایا
پس اصحاب ابو حنیفہ رح کی ان تصانیف کی تلخیص اور تقریب اور تخریج اور تاسیس اور استدلال

ثم تفرقوا الی خراسان وما وراء النهر فسمی ذلک مذهب ابی حنیفة رحمه الله
علیه وانما عد مذهب ابی حنیفة رح مع مذهب ابی یوسف و محمد رح واحدا مع انهما
مجتهدان مطلقان و مخالفتهما یسیرة قلیلة فی الاصول والفروع لتوافقهم فی هذا
الاصل ولتدوین مذاهبهم جمیعا فی المبسوط والجامع الکبیر ثم نشا الشافعی رحمة الله
علیه وا وائل ظهور المذهبین و ترتیب اصولهما و فروعهما فنظر فی صنیع الاوائل
فوجد فیه امورا کبحت عنانه عن الجریان فی طریقهم وقد ذکرها فی اوائل کتاب
الام منها انه وجدهم یاخذون بالمرسل والمنقطع فیدخل فیهما الخلل فانه اذا جمع
طرق الحدیث یظهر انه کم من مرسل لا اصل له وکم من مرسل یخالف مسندا
فقرر ان لا یاخذ بالمرسل الا عند وجود شروط وهی مذکورة فی کتب الاصول

ترجمہ اور یہ سب خراسان اور ما ورا النہر مین تمام پھیل پڑے مین اور اسیکا نام حنفی
مذہب رکھا گیا اور ابو حنیفہ رح کا مذہب ابی یوسف رح اور محمد رح کے ساتھ ایک ہی
مذہب شمار کیا گیا باوجودیکہ یہ دونون مجتہد مطلق ہین اور ان دونون کے اصول و
فروع مین مخالفت بہت سے کم ہے اسلیے کہ اصل مین انکی موافقت ہی اور اسلیے
کہ ان دونون نے اپنے مذاہب کو مبسوط اور جامع کبیر مین مدون کیا ہی اور ادس
ان دونون مذہبون کے اوائل ظہور اور اونکے اصول اور فروع کی ترتیب ہی کے
زمانے مین امام شافعی ظاہر ہوئے پس اونہون نے پہلون کے افعال مین نظر کیا
تو ادسمین اونہون نے چند امور ایسے پائے جس سے انکی باگ اون لوگون کے طریقون
مین جاری ہونے سے رک گئی اور اون سب امرون کو امام شافعی رحمہ اللہ علیہ نے
اوائل کتاب اُم مین ذکر کیا ہی بعض ادسمین کے یہ ہین کہ وہ لوگ مرسل اور منقطع
کے ساتھ اخذ کرتے ہین پس ادسمین خلل داخل ہوتا ہی کیونکہ جب تمامی طریقے حدیث
کے جمع کیے جاتے ہین تو ظاہر ہوتا ہی کہ بہت سے مرسل ایسے ہین کہ جنکی کچھ اصل نہین
اور بہت سے مرسل ایسے ہین جو مسند کے خلاف ہین پس یہ امر ثابت ہوا کہ مرسل سے
نہ استدلال کیا جاوے مگر بوقت موجود ہونے اون شرطون کے جو کتب اصول مین مذکور ہین ع

ومنها انہ لم تکن قواعد الجمع بین المختلفات مضبوطة عندهم فیطرق بذلک خلل فی مجتهداتهم فوضع لها اصولا ودونها فی کتاب وهذا اول تدوین کان فی اصول الفقه مثاله ما بلغنا انه دخل علی محمد بن الحسن وهو یطعن علی اهل المدینة فی قضائهم بالشاهد الواحد مع الیمین ویقول هو هذا زیادة علی کتاب الله فقال الشافعی اثبت عندک انه لا یجوز الزیادة علی کتاب الله بخبر الواحد قال نعم قال فلم قلت ان الوصیة للوارث لا یجوز لقوله صلی الله علیه وسلم الا لا وصیة لوارث وقد قال الله تعالی کُتِبَ عَلَیْکُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ الآیة واورد علیه شیئا من هذا القلیل فانقطع کلام محمد بن الحسن ومنها ان بعض الاحادیث الصحیحة لم یبلغ علماء التابعین ممن وسد الیهم الفتوی فاجتهدوا بارائهم واتبعوا العمومات واقتدوا بمن مضی من الصحابة فافتوا حسب ذلک

ترجمہ اور بعض اونمین سے یہ ہی کہ اونکے نزدیک مختلفات کے جمع کے قاعدے مضبوط نہ تھی اس سبب اونکے مجتہدات مین خلل عارض ہوا کرتا تھا پس اسکے لیے امام شافعی رح نے اصول وضع کیا اور اوسکو ایک کتاب مین مدون فرمایا اور یہ اصول فقہ مین پہلے تدوین یہی تھی مثال اسکی وہ ہی جسکی خبر مجھکو یون پہونچی ہی کہ امام شافعی رح امام محمد ابن حسن کے پاس اتفاقا ایسے وقت مین جا پہونچے کہ وہ مدینے والون پر اس بات مین طعن کر رہے تھے کہ وہ لوگ ایک ہی گواہ سے قسم کہلا کر فیصلہ کر دیا کرتے ہین اور کہہ رہے تھے کہ یہ زیادتی ہی کتاب اللہ پر پس کہا شافعی رحمہ اللہ علیہ نے کیا تمہارے نزدیک ثابت ہوا کہ کتاب اللہ پر زیادتی خبر واحد کے ساتھ جائز نہین ہی کہا ہان تب کہا شافعی رح نے پس کیون کہتے ہو تم کہ وارث کے لیے وصیت جائز نہین ہی بدلیل قول پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے (خبردار ہو جاؤ ای لوگو کہ وارث کے لیے وصیت نہین) حالانکہ فرمایا ہی اللہ تعالی نے جب حاضر ہو تم مین سے کسیکو موت آخر آیت تک اور وارد کیے اوپر اسی قبیل کے بہت اعتراضات پس منقطع ہو گیا کلام محمد بن حسن رحمہ اللہ کا اور امور مذکور مین سے یہ ہی کہ بعض احادیث صحیحہ اون علماء تابعین کو جو فتوا دیا کرتے تھے نہ پہونچین اسلیے اونہون نے اپنی راے سے اجتہاد کیا اور عمومات کی پیروی کی اور جو جو صحابہ گذر گئے تھے

× حنفیوں کے نزدیک وارثوں کے حق میں وراثت کا حکم کسی حدیث سے منسوخ نہیں ہے۔ بلکہ قرآن مجید کی اس آیت سے جس میں توریث کے احکام ہیں

ثم ظهرت بعد ذلك في الطبقة الثالثة فلم يعملوا بها ظنا منهم انها تخالف عمل
اهل مذهبهم وسنتهم التي لا اختلاف لهم فيها وذلك قادح في الحديث
وعلة مسقطة له او لم يظهر في الطبقة الثالثة وانما ظهر بعد ذلك عندما امعن
اهل الحديث في جمع طرق الحديث ورحلوا الى اقطار الارض وبحثوا عن حملة
العلم فكثير من الاحاديث لا يرويه من الصحابة الا رجل او رجلان ولا يرويه عنه
او عنهما الا رجل او رجلان وهلم جرا فخفي على اهل الفقه وظهر في عصر الحفاظ
الجامعين لطرق الحديث وكثير من الاحاديث رواه اهل البصرة مثلا وسائر
الاقطار في غفلة منه فبين الشافعي ان العلماء من الصحابة والتابعين لم يزل شانهم
انهم يطلبون الحديث في المسئلة فاذا لم يجدوا تمسكوا بنوع آخر من الاستدلال
ثم اذا ظهر عليهم الحديث بعد رجعوا من اجتهادهم الى الحديث

ترجمہ اسکے بعد تیسرے طبقے مین وہ حدیثین ظاہر ہوئین تو اونہون نے یہ خیال کرکے کہ یہ
اونکے اہل مذہب اور اونکے اون طریقون کے جسمین اونکو کچھ اختلاف نہین ہے خلاف ہو اون حدیثون پر
عمل نکیا اور یہ درحقیقت حدیث مین قادح اور اوسکے لیے علت مسقطہ تھی یا تیسرے طبقے مین بھی
وہ حدیثین نہ ظاہر ہوئین مگر ہان اسکے بعد جب اہل حدیث نے اوسکے سب طریقون مین خوب نظر کیا اور
اوسکی تحقیقات کے لیے تمامی اطراف زمین مین چلے اور علماؤن سے مباحثہ کیے تو بہت سی ایسی حدیثین
ظاہر ہوئین جنکو صحابہ مین سے فقط ایک یا دو شخص نے روایت کیا تھا اور علی ہذا القیاس
اونسے بھی ایک ہی یا دو نے روایت کی تھی اور علی ہذا القیاس اونسے بھی ایسی ہی مروی
اور اونکے بعد بھی یون ہی منقول ہوتی چلی آئی تھی پس اہل فقہ پر وہ حدیثین چھپی رہین اور
اون حافظون کے زمانے مین کہ حدیث کے تمامی طرق کی جمع کرنیوالے تھے ظاہر ہوگئین کیونکہ
بہت سی ایسی حدیثین ہین کہ مثلاً اہل بصرہ نے اونکو روایت کیا ہے اور تمامی ملک کے لوگ
اوس سے غافل ہین پس بیان کیا شافعی رحمہ اللہ نے کہ علماء صحابہ اور تابعین کی برابر یہ شان
تھی کہ ہمیشہ وہ لوگ ہر مسئلہ مین حدیث طلب کیا کرتے تھے اور جب حدیث نپاتے تھے تو ایک دوسری
طرح کی استدلال سے تمسک کرتے تھے مگر پھر جب اسکے بعد اونپر حدیث ظاہر ہوتی تھی تو اپنی اجتہاد سے

فاذا کان الامر علی ذلک لا یکون علیہم تمسکہم بالحدیث قدحا فیہم الا
اذا بینوا العلۃ القادحۃ مثالہ حدیث القلتین فانہ حدیث صحیح روی بطرق کثیرۃ
معظمہا یرجع الی الولید بن کثیر عن محمد بن جعفر بن الزبیر او محمد بن عباد بن جعفر
عن عبید اللہ بن عبد اللہ عن ابن عمر رض ثم تشعبت الطرق بعد ذلک وہذان
وان کانا من الثقات لکنہما لیسا ممن وسد الیہما الفتوی وعول الناس علیہم فلم
یظہر الحدیث فی عصر سعید بن المسیب ولا فی عصر الزہری ولم یمش علیہ المالکیۃ ولا الحنیفۃ فلم یعملوا
وعمل بہ الشافعی وکحدیث خیار المجلس فانہ حدیث صحیح روی بطرق کثیرۃ وعمل بہا
ابن عمر رض وابو ہریرۃ رض من الصحابۃ ولم یظہر علی الفقہاء السبعۃ ومعاصریہم فلم یکونوا
یقولون بہ فرای مالک وابو حنیفۃ ہذا علۃ قادحۃ فی الحدیث وعمل بہ الشافعی

ترجمہ پس جبکہ یہ امر اسطرح پر تھا تو کسی حدیث کے ساتھ اونکا تمسک کرنا اونمین سے
قدح نہ تھا مگر ہان جب اونہون نے اوسکی علت قادحہ بیان کر دیا ہو مثال اوسکی حدیث
قلتین ہو کہ بیشک یہ حدیث صحیح ہی اور بہت ایسے طریقون سے روایت کی گئی ہو کہ معظم
اسکا پہونچتا ہی طرف ولید بن کثیر کے محمد بن جعفر بن زبیر یا پہونچتا ہی محمد بن عباد بن جعفر
کیطرف جو عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر رض سے مروی ہی پھر اوسکے بعد اوسکے بہت سی طریقے
ہو گئے اور یہ دونون اگرچہ ثقات ہین لیکن مفتیون مین نہین ہین اور لوگ اونکے
پاس فتوا پوچھنے یا ایسی حاجت روائی کے لیے نہ جایا کرتے تھے پس چونکہ یہ حدیث
نہ سعید بن مسیب کے زمانے مین اور نہ زہری کے زمانے مین ظاہر ہوئے اور
نہ اسپر مالکیہ اور نہ حنفیہ چلے اسلیے لوگون نے اسپر عمل نہ کیا مگر امام شافعی رحمہ اللہ نے
اسپر عمل کیا۔ اور جیسے حدیث خیار مجلس کی کہ بیشک وہ حدیث صحیح اور بہت سے
طریقون سے مروی ہی اور صحابیون مین سے ابن عمر رض اور ابو ہریرہ رض نے اسپر
عمل کیا ہی مگر فقہاء سبعہ اور اونکے زمانے کے لوگون پر نہ ظاہر ہوئے تھے پس [illegible]
نہ لوگ اسکے مطابق نہ کہتے اور نہ کسیکو حکم کرتے تھے پس امام مالک رحمہ اور ابو حنیفہ رحمہ
نے سمجھا کہ اس حدیث مین یہ علت قادحہ ہی اور امام شافعی رحمہ اللہ نے اسپر عمل کیا

ومنها ان اقوال الصحابة جمعت فی عصر الشافعی فتکثرت واختلفت وتشعبت
ورای کثیرا منها ما یخالف الحدیث الصحیح حیث لم یبلغهم ورای السلف لم یزالوا
فی مثل ذلک الی الحدیث فترک التمسک باقوالهم ما لم یتفقوا وقال هم رجال ونحن
رجال ومنها انه رای قوما من الفقهاء یخلطون الرای الذی لم یسوغه الشرع
بالقیاس الذی اثبته فلا یمیزون واحدا منهما من الآخر ویسمونه تارة بالاستحسان
واعنی بالرای ان ینصب مظنة حرج او مصلحة علة لحکم وانما القیاس ان یخرج
العلة من الحکم المنصوص ویدار علیها الحکم فابطل هذا النوع اتم ابطال وقال
من استحسن فانه اراد ان یکون شارعا حکاه العضد فی شرح مختصر
الاصول مثاله رشد الیتیم امر خفی فاقاموا مظنة الرشد وهو بلوغ خمس عشر سنة
مقامه قالوا اذا بلغ الیتیم هذا العمر یسلم الیه ماله قالوا هذا استحسان والقیاس ان لا یسلم الیه

ترجمہ اور انہیں امروں میں سے یہ ہے کہ جب امام شافعی کے زمانہ میں اقوال صحابہ جمع کیے گئے
تو بہت اور مختلف اور شاخ شاخ پائے گئے اور انہوں نے بہتوں کو ایسا معلوم کیا کہ یہ حدیث
صحیح کے خلاف ہیں اس حیثیت سے کہ انکو حدیثیں نہیں پہونچیں اور سلف کے حالات انکو
ایسے معلوم ہوئے کہ ایسی حالتوں میں وہ لوگ برابر حدیث کیطرف رجوع کرتے رہے پس ان
لوگوں کے ان اقوال کے ساتھ کہ جو متفق نہ تھے انہوں نے تمسک کرنا چھوڑ دیا اور کہا کہ اس بارہ میں
وہ بھی مرد ہیں اور ہم بھی مرد ہیں اور انہیں امروں میں سے یہ ہے کہ انہوں نے فقہا کی ایک ایسی
قوم کو پایا جس نے اوس رای کو جسکو شریعت نے نہ جائز رکھا تھا اوس قیاس کے ساتھ جسکو انہوں
نے ثابت کیا تھا ایسے طور پر ملا دیا کہ ایک دوسرے سے تمیز نہ ہو سکتی تھی اور اسکا نام وہ لوگ
استحسان رکھا کرتے تھے اور مراد لیتا ہوں میں رای سے یہ کہ قائم ہو مظنہ کسی حرج کا یا مصلحت علت
کسی حکم کے اور قیاس یہ ہے کہ خارج ہو علت حکم منصوص سے اور دائر ہو اوس پر حکم پس امام شافعی نے
اسکو خوب اچھی طرح سے باطل کیا اور کہا کہ جسنے استحسان قائم کیا اوسنے شارع ہونے کا ارادہ کیا
حکایت کیا اسکو عضد نے شرح مختصر الاصول میں مثال اسکے عاقل ہونا یتیم کا کہ ایک امر خفی ہے
پس پندرہ برس کی عمر کو لوگوں نے اوسکی جگہ قائم کیا اور کہا کہ جب یتیم اس عمر کو پہونچ جاوے

حقیقت مذہب شافعی

دیا لجملة فلما رأى فی صنیع الاوائل مثل هذه الامور اخذ الفقه من الراس
فاسس الاصول وفرع الفروع وصنف الکتب فاجاد وافاد واجتمع علیه الفقهاء
وتصرفوا اختصارا وشرحا واستدلالا وتخریجا ثم تفرقوا فی البلدان فکان هذا
مذهب الشافعی رحمه الله تعالی والله اعلم باب اسباب الاختلاف بین اهل
الحدیث واصحاب الرای اعلم انه کان بین العلماء فی عصر سعید بن المسیب والزهری
وابراهیم وفی عصر مالک وسفیان وبعد ذلک قوم یکرهون الخوض بالرای ویهابون
الفتیا والاستنباط الا لضرورة لا یجدون منها بدا وکان اکبر همهم روایة حدیث
رسول الله صلی الله علیه وسلم سئل عبد الله بن مسعود عن شیء فقال انی
لاکره ان احل لک شیئا حرمه الله علیک او احرم ما احله الله لک وقال معاذ بن جبل
یا ایها الناس لا تعجلوا بالبلاء قبل نزوله فانه لم ینفک المسلمون ان یکون فیهم من اذا سئل سدد

ترجمہ الحاصل امام شافعی رح نے جب پہلوں کی عملدرآمد میں ایسے امور دیکھے تو فقہ کو سر سے
اخذ کیا اور اصول قائم کیے اور فروع چھانٹے اور کتابیں تصنیف کیں اور خوب ٹھیک ٹھیک
کام کیا اور خلق اللہ کو فائدہ پہونچایا اور فقہا نے اُن امور پر اتفاق اور اجتماع کیا اور بطور
اختصار و شرح و استدلال و تخریج کی اونہوں نے اسمیں تصرف کیا اور پھر وہ تمام ملکوں میں متفرق
ہوگئے اور یہی سبب امام شافعی رح کا مذہب ہوگیا واللہ اعلم باب اسباب اختلاف
درمیان اہل حدیث و اصحاب رائے کے جان تو کہ سعید بن مسیب اور زہری اور ابراہیم اور امام
مالک اور سفیان کے زمانہ میں اور اونکے بعد بھی علماؤں میں سے ایک ایسی جماعت کے لوگ تھے کہ جو رائے
میں خوض کرنیکو مکروہ جانتے تھے اور بجز ضرورت اور نہایت لابدی امر و حالت کے فتوا اور استنباط
میں بہت ہی خوف کرتے تھے اور بڑی ہمت اونکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کی
روایت کرنے میں مبذول تھی چنانچہ عبد اللہ بن مسعود جب ایک شے سے پوچھے گئے تو اونہوں نے کہا
کہ میں اسکو بہت ہی مکروہ جانتا ہوں کہ حلال کروں تمہارے لیے اوس چیز کو کہ اللہ نے تمپر اوسکو
حرام کیا ہو یا حرام کردوں اوسکو کہ اللہ نے اوسکو تمہارے لیے حلال کیا ہو اور کہا معاذ بن جبل
نے کہ اے لوگو بلا کے اوترنے کے پہلے ہی اوسکو مت اوتارو کیونکہ مسلمانوں میں برابر ایسے لوگ

یہ مذہب شافعی ہوا

وروی نحو ذلك عن عمرؓ وعلیؓ وابن عباسؓ وابن مسعودؓ فی کراهیة التکلم
فی مالم ینزل قال ابن عمرؓ لجابر بن زید انك من فقهاء البصرة فلا تفت الا بقرآن
ناطق او سنة ماضیة فانك ان فعلت غیر ذلك هلکت واهلکت وقال ابو النضر
لما قدم ابو سلمة البصرة اتیته انا والحسن فقال للحسن انت الحسن ما کان
احد بالبصرة احب الی لقاء منك وذلك انه بلغنی انك تفتی برائك فلا تفت
برائك الا ان یکون سنة عن رسول الله صلی الله علیه وسلم او کتاب منزل
وقال ابن المنکدر ان العالم یدخل فیما بین الله وبین عباده فلیطلب لنفسه
المخرج وسئل الشعبی کیف کنتم تصنعون اذا سئلتم قال علی الخبیر وقعت
کان اذا سئل الرجل قال لصاحبه افتهم فلا یزال حتی یرجع الی الاول

ترجمہ اور ایسی چیزون مین کہ نص شرعی نہین نازل ہوئی ہو اوسمین کلام کرنیکی کراہت
مین حضرت عمر اور علی اور ابن عباسؓ اور ابن مسعود سے بھی مروی ہو اور فرمایا ابن عمرؓ نے
جابر بن زید سے کہ تو فقہاء بصرہ سے ہو پس نہ فتوی دیا کر مگر قرآن ناطق یا سنت ماضیہ سے
کیونکہ اگر تو اسکے خلاف کریگا تو خود بھی ہلاک ہوگا اور لوگون کو بھی ہلاک کریگا اور کہا ابو نضر نے
کہ جب ابو سلمہؓ بصرہ مین آئے تو مین اور حسن بصری اونکے پاس آیا تو اونہون نے حسن بصری
سے کہا کہ تو ہی حسن ہو بصرہ کے لوگون مین سے کوئی ایسا نہین جسکے ملنے کو میرا دل تم سے بڑھکر
چاہتا ہو اور یہ اس لیے کہ مجھے یہ خبر پہونچی کہ تو فتوا دیا کرتا ہو تو پس اپنی راے سے فتوا نہ دیا کر
مگر اسطرح پر کہ وہ موافق ہو سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے یا اوس سے جو خدا
کیطرف سے نازل کی گئی ہو اور کہا ابن المنکدر نے کہ عالم داخل ہوتا ہو اوس مقام مین
کہ درمیان اللہ تعالی اور اوسکے بندون کی ہے پس اوسکو چاہیے کہ اپنی نکاسی کی
صورت ٹھہرالیوے اور پوچھے گئے شعبی کہ جب تم لوگ کسی مسئلے سے سوال کیے جاتے
تھے تو کیا کرتے تھے تو اونہون نے کہا کہ تو ایک واقف شخص پر واقع ہوا انہین سے
جب کوئی شخص کچھ پوچھا جاتا تھا تو وہ اپنے صاحب سے کہتا تھا کہ تو ہمکو فتوا دے
یہانتک کہ ایسی اول تک اوسکو انتہا کرتے تھے ۔

وقال الشعبی ما حدثوک هؤلاء عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخذ بہ وما قالوہ برائیھم فالقہ فی الحش اخرج ھذہ الاثار عن اخرھا الدارمی فوقع شیوع تدوین الحدیث والاثر فی بلدان الاسلام وکتابۃ الصحف والنسخ حتی قل من یکون اھل الروایۃ الا کان لہ تدوین الحدیث وصحیفۃ او نسخۃ من حاجتھم بموقع عظیم فطاف من ادرک من عظمائھم ذلک الزمان بلاد الحجاز والشام والعراق والمصر والیمن والخراسان وجمع الکتب وتتبعوا النسخ وامعنوا فی التفحص من غریب الحدیث ونوادر الاثر فاجتمع باھتمام اولئک من الحدیث والاثار مالم یجتمع لاحد قبلھم وتیسر لھم مالم تیسر لاحد قبلھم وخلص الیھم من طرق الاحادیث شئ کثیر حتی کان لکثیر من الاحادیث عندھم مائۃ طریق فما فوقھا فکشف بعض الطرق ما استتر فی بعضھا الاخر وعرفوا محل کل حدیث من الغرابۃ والاستفاضۃ

ترجمہ اور کہا شعبی نے کہ یہ لوگ جو تمکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرین اوسکو لے لو اور جو اپنی راے سے کہین اوسکو جاے ضرورین ڈالدو نکالا ان سب آثار کو دارمی نے پس واقع ہوا شیوع تدوین حدیث اور اثر کا اسلام کے شہرون مین اور کتابت صحیفون کی اور نسخ کی انکا یہانتک کہ ایسے اہل روایت بہت ہی کم تھے جنکے پاس تدوین حدیث یا کوئی صحیفہ یا نسخہ اونکی حاجتون سے جو مواقع عظیمہ مین واقع ہوئی تھی نہون پس پھرے اوس زمانہ کے علما حجاز اور شام اور عراق اور مصر اور یمن اور خراسان کے شہرون مین اور بڑے بڑے علماؤن سے ملاقات کی اور اونسے علوم حاصل کرکے کتابین جمع کین اور نسخ کی تتبع کی اور احادیث غریب اور اثار نادرہ کے تفحص و تلاش مین خوب ہی باریک بینی کی پس انکے اہتمام سے وہ حدیثین و اثار جمع ہوگئے کہ جو انکے پہلے والونمین سے کسیکے پاس نہ مجتمع تھی اور انکے لیے وہ آسانیان ہوگئین کہ جو انکے پہلے کسیکو نہ حاصل تھین اور طرق احادیث سے انکے پاس بہت چیزین پہونچ گئین یہانتک کہ اونکے پاس بہت سی حدیثون کی سو سو یا اس سے بھی زیادہ طریقے تھے پس اس طریقے سے احادیث کے بعض طرق جو بعض روایتون مین پوشیدہ تھے سب کھل گئے اور اون لوگون نے حدیث کی غرابت و شہرت وغیرہا تمامی محل کو پہچان لیا

وامكنهم النظر في المتابعات والشواهد فظهر عليهم احاديث صحيحة كثيرة لم تظهر على اهل الفتوى من قبل قال الشافعي لاحمد انتم اعلم بالاخبار الصحيحة منا فاذا كان خبر صحيح فاعلموني حتى اذهب اليه كوفيا كان او بصريا او شاميا حكاه ابن الهمام وذلك لانه كم من حديث صحيح لا يرويه الا اهل بلد خاصة كافراد الشاميين والعراقيين او اهل بيت خاصة كنسخة بريد عن ابي بردة عن ابي موسى ونسخة عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده او كان الصحابي مقلا خاملا لم يحمل عنه الا شرذمة قليلون فمثل هذه الاحاديث يغفل عنها عامة اهل الفتوى اجتمعت عندهم اثار فقهاء كل بلد من الصحابة والتابعين وكان الرجل فيما قبلهم لا يتمكن الا من جمع حديث بلده واصحابه وكان من قبلهم يعتمدون في معرفة اسماء الرجال ومراتب عدالتهم على ما يخلص اليهم من مشاهدة الحال وتتبع القرائن

الخ ترجمہ اور اس سبب سے متابعات اور شواہد پر نظر کرنے مین وہ قادر ہو گئے اور انپر بہت سی ایسی حدیثین ظاہر ہو گئین کہ جو انکے پہلے اہل فتوا پر نہ ظاہر ہوئی تھین چنانچہ امام شافعی نے امام احمد رح سے کہا کہ اخبار صحیح کو تم ہلوگون سے زیادہ جاننے والے ہو پس جب کوئی خبر صحیح ہو تو اوسکی خبر مجھے کر دو تاکہ مین اوسپر چلون چاہے اوسکا راوی کوفی ہو یا بصری یا شامی حکایت کیا اسکو ابن الہمام نے اور اسکی یہ وجہ ہے کہ بہت سی صحیح حدیثین ایسی ہین کہ جسکو فقط ایک ہی شہر والون نے روایت کیا ہو جیسے بہت سی حدیثون کی روایت کرنے مین شام والے اور علی ہذا القیاس عراق والے فرد ہین یا فقط ایک ہی خاندان کے لوگون نے روایت کی ہے جیسے نسخہ برید کہ وہ فقط ابی بردہ اور ابی موسے ہی سے مروی ہو اور نسخہ عمرو بن شعیب کہ وہ اونکے باپ دادا ہی سے منقول ہو یا یہ کہ صحابی غیر معروف و قلیل الحدیث تھا اوس سے بہت ہی کم لوگون نے روایت کی ہو پس عامہ اہل فتوی ایسی حدیثون سے غافل رہے اور انکے نزدیک ہر شہر کے فقہا صحابہ و تابعین کے آثار مجتمع ہوئے اور پہلے کے لوگ نہ قادر تھے مگر فقط اپنے شہر یا اصحاب کی حدیثون کے جمع کرنے مین اور انکے پہلے کے لوگ اعتماد کرتے تھے معرفت اسمار رجال اور اونکے مراتب عدالت مین جو اونکے پاس مشاہدہ حال اور تتبع قرائن سے پہونچے تھے

ردّ قلیل الحدیث ۱۲

وامعن هذه الطبقة فی هذا الفن وجعلوه شیئا مستقلا بالتدوین
والبحث وناظروا فی الحکم بالصحة وغیرها فانکشف علیهم بهذا التدوین
والمناظرة ماکان خفیا من حال الاتصال والانقطاع وکان سفیان ووکیع
وامثالهما یجتهدون غایة الاجتهاد فلا یمکنون من الحدیث المرفوع المتصل
الامن دون الف حدیث کما ذکره ابو داؤد السجستانی فی رسالته الی مکة
وکان اهل هذه الطبقة یروون اربعین الف حدیث فما یقرب منه
بل صح عن البخاری رحمه اللہ تعالیٰ انه اختصر صحیحه من ستمائة الف
حدیث وعن ابی داؤد انه اختصر سننه من خمسمائة الف حدیث وجعل
احمد مسنده میزانا یعرف به حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم
فما وجد فیه ولو بطریق واحد من طرقه فله اصل والا فلا اصل له

ترجمہ اور اس طبقے والون نے اس فن مین خوب غور و فکر کیا اور اس مین بحث و تدوین
کرکے اسکو ایک مستقل شئے قرار دیا اور حکم مین اوسکے صحت وغیرہ کے ساتھ اونھون نے
مناظرہ کیا پس اس تدوین و مناظرہ مین جو جو امور حالات اتصال و انقطاع سے
پوشیدہ تھے ان پر سب منکشف ہوگئی اور سفیان اور وکیع اور انکے مانند لوگ اگرچہ
اسمین بڑی کوشش کرنے والے تھے مگر تو بھی ہزار سے کم ہی احادیث مرفوع متصل
کی روایت پر قادر تھے جیسا کہ ابو داؤد سجستانی نے اپنے اوس رسالے مین جو مکہ والون
کی طرف لکھا ہے ذکر کیا ہے اور اس طبقے کے لوگون نے چالیس ہزار کے قریب تک روایت
کیا ہے بلکہ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ سے بطور صحیح منقول ہے کہ اونھون نے اپنے صحیح کو چھہ لاکھ
حدیثون سے اختصار کیا ہے اور ابی داؤد سے منقول ہے کہ اونھون نے اپنے سنن
کو پانچ لاکھ حدیث سے اختصار کیا ہے اور امام احمد نے اپنے مسند کو ایک میزان مقرر
کیا ہے جس سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیثین پہچانی جاتی ہین پس جو اوسمین
ہے اگرچہ ایک ہی طریق سے پائی جائے تو یہ جاننا چاہیے کہ اسکے لیے کوئی اصل
ہے اور جو نہین تو یہ محض بے اصل ہے۔

[illegible]

وکان رؤس ھؤلاء عبد بن مھدی الرحمن ویحیی القطان ویزید بن ھارون و
عبد الرزاق وابو بکر بن شیبۃ ومسدد وھناد واحمد بن حنبل واسحق
ابن راھویہ والفضل بن دکیع وعلی المدنی واقرانہم وھذہ الطبقۃ ھی الطراز الاول
من طبقات المحدثین فرجع المحققون منہم بعد احکام فن الروایۃ ومعرفۃ مراتب
الاحادیث الی الفقہ فلم یکن عندھم من الرای ان یجمع علی تقلید رجل من مضی
مع مایرون من الاحادیث والاثار المناقضۃ لکل مذھب من تلک المذاھب
فاخذ وا یتبعون احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم واثار الصحابۃ والتابعین
والمجتھدین علی قواعد احکموھا فی نفوسہم وانا ابینھا لک فی کلمات یسیرۃ کان
عندھم انہ اذا وجد فی المسئلۃ قران ناطق فلا یجوز التحول
منہ الی غیرہ واذا کان القران محتملا لوجوہ فالسنۃ قاضیۃ علیہ

ترجمہ اور سرداراس قافلہ کے عبداللہ بن مہدی الرحمن اور یحیٰی القطان اور یزید بن
ہارون اور عبدالرزاق اور ابو بکر بن شیبہ اور مسدد اور ہناد اور احمد بن حنبل اور اسحق
بن راہویہ اور فضل بن وکیع اور علی مدنی اور اقران انکے ہین اور یہی طبقہ
طبقات محدثین کا نقش اول ہے پس بعد منضبوط کرنے فن روایت و معرفت
مراتب احادیث کے اونکے محققین فقہ کی طرف رجوع لائے تو بمقتضاے رائے
وقیاس کے اونکے نزدیک یہہ بات نہ تھی کہ اون لوگون مین سے کہ گذر چکی تھی کسی
ایک شخص کی تقلید پر مجتمع ہوجاوین باوجودیکہ ان مذاہب مین سے ہر ایک مذہب
کی احادیث اور اثار مناقضہ کو وہ لوگ روایت کرتے اور خوب سمجھتے بوجھتے تھے
پس وہ لوگ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیثون اور صحابہ اور تابعین کے اثار اور
مجتہدین کے اون قواعد کے جسکو اونھون نے خود محکم کیا تھا پیروی کرنے لگے
اور اسکو مین تیرے لیے چند کلمون مین بیان کر دیتا ہون کہ اونکا یہ داب تھا کہ جب وہ
لوگ کسی مسئلہ مین قرآن ناطق پاتے تو اوس سے اسکے غیر کی طرف نقل نکرتے تھے
اور جب قرآن کو چند وجوہ سے محتمل پاتے تو سنت کو اوسپر قاضی ٹھہراتے تھے

طبقہ اول المحدثین

فاذا لم يجدوا في كتاب الله اخذ وبسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم سواء كان مستفيضا دائرا بين الفقهاء او يكون مختصا باهل بلد او اهل بيت او بطريق خاصة وسواء عمل به الصحابة والفقهاء او لم يعملوا به ومتى كان في المسئلة حديث فلا يتبع فيها خلافه اثر من الاثار والاجتهاد احد من المجتهدين واذا افرغوا جهدهم في تتبع احاديث ولم يجدوا في المسئلة حديثا اخذوا باقوال جماعة من الصحابة والتابعين ولا يتقيدون بقوم دون قوم ولا ببلد دون بلد كما كان يفعل من قبلهم فان اتفق جمهور الخلفاء والفقهاء على شيء فهو المتبع وان اختلفوا اخذوا بحديث اعلمهم علما واورعهم ورعا و اكثرهم اشتهر عليهم فان وجدوا شيئا يستوي فيه قولان فهي مسئلة ذات قولين فان عجزوا عن ذلك ايضا تاملوا في عمومات الكتاب والسنة وايمائهما واقتضائهما وحملوا نظير المسئلة عليها في الجواب

ترجمہ یعنے جب کتاب اللہ مین نہ پاتے تھے تو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اخذ کرتے تھے چاہے سنت مشہور اور فقہا مین دایر ہو یا کسی شہر یا خاندان یا طریقہ خاصہ کے ساتھ مختص ہو اور چاہے صحابہ اور فقہا نے اسپر عمل کیا ہو یا نہ کیا ہو اور جب کسی مسئلہ مین حدیث موجود ہوا کرتی تھی تو اوسکے خلاف مین کسی آثار یا اجتہاد مجتہدین کے ساتھ پیروی نکرتے تھے اور جب وہ لوگ حدیث کی تلاش مین کوشش کر کے تھک جاتے تھے اور اوس مسئلہ مین حدیث نہ پاتے تھے تو صحابہ و تابعین سے کسی ایک جماعت کے اقوال کے ساتھ اخذ کرلیتے تھے اور کسی قوم یا شہر کے تقید جیسا کہ انکے پہلے کے لوگ کیا کرتے تھے یہ بھی نکرتے تھے پس اگر جمہور خلفاء اور فقہاء کسی شئے پر متفق ہوتے تھے تو اسکو وہ لوگ امر متبع اور پیروی کے لائق سمجھتے تھے اور اگر مختلف ہوتے تو اونمین سے جو بڑا عالم اور پرہیز گار اور مقتدی و مشہور ہوا کرتا تھا اوسکی حدیث کو اخذ کرتے تھے اور اگر اسمین ایسی شئے پاتے جسمین دونون قول مساوی ہوتے تو اوسکو دو قول والا مسئلہ ٹھہراتے اور اگر اس سے بھی عاجز آجاتے تو عمومات کتاب و سنت اور اسکے ایما و اقتضا مین تامل کرتے اور جواب نظیر مسئلہ کو اوس مسئلہ پر حمل کرتے

واذا كانا متقاربين بادی الرای لا يعتمدون فی ذلك علی قواعد من الاصول
ولكن علی ما يخلص الی الفهم ويثلج به الصدر كما انه ليس ميزان التواتر عدد الرواة
ولا حالهم ولكن اليقين الذی يعقبه فی قلوب الناس كما نبهنا علی ذلك فی بيان
حال الصحابة وكانت هذه الاصول مستخرجة من صنيع الاوائل وتصريحاتهم
وعن ميمون بن مهران قال كان ابوبكر اذا ورد عليه الخصم نظر فی كتاب الله
فان وجد فيه ما يقضی بينهم قضی به وان لم يكن فی الكتاب وعلم من رسول الله
صلی الله عليه وسلم فی ذلك الامر سنة قضی به فان اعياه خرج
فسال المسلمين وقال اتانی كذا وكذا فهل علمتم ان رسول الله صلی الله
عليه وسلم قضی فی ذلك بقضاء فربما اجتمع عليه النفر كلهم يذكر من
رسول الله صلعم فيه قضاء فيقول ابوبكر الحمد لله الذی جعل فينا من يحفظ علی نبينا

ترجمہ اور جب ظاہر مین وہ دونون متقارب ہوتے تو اسمین قواعد اصول کے مطابق وہ لوگ
نہ اعتماد کرتے لیکن جو اونکی فہم مین آجاتا اور جس سے اونکا سینہ ٹھنڈا ہوجاتا اوسیکو معتمد جانتے
جیسا کہ میزان تواتر مین عدد رواۃ اور اونکا حال معتبر نہین ہے بلکہ وہی یقین معتمد ہے جو
لوگون کے دلون مین بعد مشاہدہ کسی امر کے جانشین ہوجایا کرتا ہے جیسا کہ ہمنے اسپر
بیان حال صحابہ مین آگاہ کیا ہے اور یہ اصول پہلون کی عمل درآمد اور اونکی تصریحات سے مستخرج تھا
چنانچہ میمون بن مہران سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کو جب کوئی امر خصومت کا پیش آتا تو وہ
کتاب اللہ مین نظر کرتے پس اگر اوسمین وہ اوس امر کو پاتے جس سے متخاصمین کے درمیان
فیصلہ ہوجاتا تو اوس سے فیصلہ کردیتے اور اگر کتاب اللہ مین ایسا نہوتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اس بارہ مین کوئی طریقہ مسنونہ جانتے ہوتے تو اوس سے حکم کرتے اور اگر ان دونون سے نکلجاتے
تو مجمع عام مین نکلتے اور مسلمانون سے پوچھتے اور یہ کہتے کہ میرے پاس ایسا ایسا امر خصومت کا آیا ہے آیا تم لوگ
جانتے ہو کہ رسول صلعم نے اسمین کوئی فیصلہ کیا ہے اور کوئی امر فرمایا ہے پس اکثر اوقات تمام لوگ اونکے پاس
مجتمع ہوکر رسول صلعم سے جو امر فیصلہ کا اسمین ثابت ہوا ہوتا ذکر کرتے تب وہ یہ سب دیکھکر فرماتے شکر ہے
خدا کا جسنے ہم مین ایسے لوگونکو موجود کیا جنھون نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و احکام کو یاد کیا

ملہ پڑے اونکو یقین کامل ہوجاتا ۱۲ محمد محمود

فان اعياه ان يجد فيه سنة من رسول الله صلى الله عليه وسلم جمع رؤس
الناس وخيارهم فاستشارهم فاذا اجتمع رايهم على امر قضى به وعن شريح ان
عمر بن الخطاب كتب اليه ان جاءك شئ في كتاب الله فاقض به ولا يلفتك
عنه الرجال فان جاءك ما ليس في كتاب الله فانظر سنة رسول الله صلعم
فاقض بها فان جاءك ما ليس في كتاب الله ولم يكن فيه سنة رسول الله
صلى الله عليه وسلم فانظر ما اجتمع عليه الناس فخذ به فان جاءك ما ليس
في كتاب الله ولم يكن فيه سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم ولم يتكلم
فيه احد قبلك فاختر اي الامرين شئت ان شئت ان تجتهد برايك ثم تقدم
فتقدم وان شئت ان تتأخر فتأخر ولا ارى التأخر الا خيرا لك

ترجمہ اور اگر اس بارہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پانے سے بھی تھک
جاتے تو سرداروں اور اچھے لوگوں کو جمع کر کے مشورت کرتے اور جس پر اونکی راے مجتمع
ہوتی اوسکے مطابق حکم فرماتے اور شریح سے منقول ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ
عنہ نے اونکو لکھ بھیجا کہ اگر تمہارے پاس کوئی ایسی چیز آئے جو کتاب اللہ میں ہے تو مطابق
اسکے فیصلہ کیا کرو اور دیکھو لوگ تمکو اس سے ڈگا نہ دین اور اگر کوئی ایسی چیز آئے جو کتاب
اللہ میں نہو تو سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں اوسکو دیکھو اور مطابق اوسکے فیصلہ
کرو اور اگر کوئی ایسا امر تمہارے پاس آوے کہ جو نہ کتاب اللہ میں اور نہ سنت رسول اللہ
میں ہو تو دیکھ کہ لوگ جس پر مجتمع ہوں اوسکو اخذ کر اور اگر کوئی ایسا امر آیا کہ نہ
کتاب اللہ میں ہے اور نہ سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں اور نہ اسمین
تیرے پہلے کسی نے کچھ کلام کیا ہے تو ان دونوں امروں میں سے جسکو چاہے
تو اختیار کر یعنے اگر چاہے تو اپنی راے سے اجتہاد کر پیشتر بڑھ اور بڑھ اور
اگر چاہے تو پیچھے ہٹ پھر اور پیچھے ہٹ مگر میں تیرے لیے پیچھے ہٹنا ہی بہتر دیکھتا
ہوں —

وعن عبد اللہ بن مسعود قال اتی علینا زمان لسنا نقضی ولسنا ھنا لک وان اللہ قد قدر من الامران قد بلغنا ما ترون فمن عرض لہ قضاء بعد الیوم فلیقض فیہ بما فی کتاب اللہ عز وجل فان جاءہ ما لیس فی کتاب اللہ فلیقض بما قضی بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فان جاءہ ما لیس فی کتاب اللہ ولم یقض بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلیقض بہ بما قضی بہ الصالحون ولا یقل انی اخاف وانی اری فان الحلال بین والحرام بین وبین ذلک امور متشبھۃ فدع ما یریبک الی ما لا یریبک وکان ابن عباس اذا سئل عن الامر فکان فی القران اخبر بہ وان لم یکن فی القران وکان عن رسول اللہ صلعم اخبر بہ فان لم یکن فعن ابی بکرؓ وعمرؓ فان لم یکن قال فیہ برائہ وعنہ الا تخافون ان تعذبوا ویخسف بکم ان تقولوا قال رسول اللہ صلعم وقال فلان

ترجمہ اور عبد اللہ ابن مسعودؓ سے منقول ہو کہ اونھون نے کہا کہ ہملوگون پر ایسا زمانہ آیا کہ ہم فیصلہ نہین کرتے اور نہ ہم اسکے لایق ہین اور بیشک اللہ تعالی نے ایسی مقدر کر دیا کہ اس حالت پر ہم پہونچے کہ جسکو تم دیکھتے ہو پس اسکے بعد جسکو منصب قضا عارض ہو تو اوسکو چاہئیے کہ کتاب اللہ سے فیصلہ کرے اور اگر اوسکے پاس کوئی ایسا امر آوے کہ جو کتاب اللہ مین نہو تو قضایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ کرے اور اگر اوسکے پاس ایسا امر آوے کہ جو کتاب اللہ مین نہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کسی ایسے امر مین فیصلہ نہین کیا تو اوسکو چاہیے کہ مطابق اوسکے فیصلہ کرے کہ نیک لوگون نے جس سے فیصلہ کیا ہو اور یہ نہ کہے کہ مین ایسا خیال کرتا ہون اور مین ایسا تجویز کرتا ہون کیونکہ حلال ظاہر ہو اور حرام ظاہر ہو اور اسکے درمیان مین بہت سے امور مشتبہ ہین پس چھوڑ دے جسمین شک ہو اور اختیار کرے اوسکو جسمین شک نہو اور ابن عباسؓ جب کسی امر سے پوچھے جاتے اور وہ امر قرآن مین ہوتا تو مطابق اوسکے خبر دیتے اور اگر قرآن مین نہوتا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہوتا تو مطابق اوسکے خبر دیتے اور اگر آنحضرت سے بھی منقول نہوتا تو ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے اور اگر یہ بھی نہوتا تو اپنی راے سے کہتے اور اونھین سے منقول ہو کہ تم لوگ خوف نہین کرتے کہ عذاب کیے جاؤ یا دھنسائے جاؤ اس بات سے کہ کہو تم فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور کہا فلان نے

وعن قتادة قال حدث ابن سيرين رجلا بحديث عن النبي صلى الله عليه وسلم فقال
رجل قال فلان كذا وكذا فقال ابن سيرين احدثك عن النبي صلى الله عليه وسلم وتقول
قال فلان كذا وكذا وعن الاوزاعي قال كتب عمر بن عبد العزيز انه لا راى لاحد في كتاب الله
وانما راى الائمة فيما لم ينزل فيه كتاب ولم تمض فيه سنة عن رسول الله صلى الله عليه
وسلم ولا راى لاحد في سنة سنها رسول الله صلى الله عليه وسلم وعن الاعمش قال كان
ابراهيم يقول يقوم عن يساره فحدثته عن سميع الزيات عن ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم
اقامه عن يمينه فاخذ به وعن الشعبي جاءه رجل يسأله عن شيء فقال كان ابن
مسعود يقول فيه كذا وكذا قال اخبرني انت برايك فقال الا تعجبون من هذا اخبرته
عن ابن مسعود ويسألني عن رائي وديني آثر عندي من ذلك والله لان اتغنى
بغنية احب الي من ان اخبرك برائي اخرج هذه الآثار كلها الدارمي

ترجمہ اور قتادہ سے منقول ہے کہا کہ ابن سیرین نے ایک شخص سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث
بیان کی تو اوسنے کہا کہ فلانا ایسا ایسا کہتا ہے تب ابن سیرین نے کہا کہ میں تجھکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت
کرتا ہوں اور تو کہتا ہے کہ فلانا ایسا ایسا کہتا ہے اور اوزاعی سے منقول ہے کہ عمر ابن عبد العزیز نے کسیکو لکھ بھیجا
کہ اللہ تعالی کی کتاب میں کسیکی رای کو دخل نہیں اور اماموں کی رای کا اوسی پر اعتبار ہے کہ جسمیں کتاب اللہ نازل
نہیں ہوئی اور اوسمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث نہیں گذری اور اوس طریقے میں کہ
رسول نے اوسکو مقرر کیا ہے کسیکی رای کا اوسمیں اعتبار نہیں ہے اور اعمش سے منقول ہے کہ ابراہیم امام کی
بائیں جانب سے کھڑے ہونیکو کہتے تھے پس حدیث روایت کی میں نے اونکو سمیع زیات سے کہ وہ روایت
کرتے تھے ابن عباس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو داہنی جانب سے کھڑا کیا پس ابراہیم نے اوسکو قبول کیا
اور شعبی سے منقول ہے کہ اونکے پاس ایک شخص آیا اور اونسے کچھ سوال کیا تو اونہوں نے کہا کہ ابن مسعود اس میں
ایسا ایسا کہتے تھے تب اوسنے کہا کہ تم اپنی عندیہ اور رای سے مجھے خبر دو تب اونہوں نے کہا کہ تم لوگ
اس شخص سے تعجب نہیں کرتے کہ میں اسکو ابن مسعود سے خبر دیتا ہوں اور یہ میری رای سے پوچھتا ہے اور دین
میرا میرے نزدیک بہت ہی اختیار کرنے کے لائق ہے اس سے قسم ہے خدا کی کہ بالکل ہی بے پرواہ ہو جاؤں
میں خیر دنیا سے تو مجھکو بہتر ہے اس سے کہ خبر دوں میں تجھکو اپنی رای سے نکالا ان سب آثار کو دارمی نے

واخرج الترمذی عن ابی السائب قال کنا عند وکیع فقال لرجل ممن ینظر فی الرأی اشعر
رسول الله صلی الله علیه وسلم ویقول ابو حنیفة هو مثلة قال الرجل فانه قد روی عن ابراهیم
النخعی انه قال الاشعار مثلة قال رأیت وکیعا غضب غضبا شدیدا وقال اقول لک
قال رسول الله صلی الله علیه وسلم وتقول قال ابراهیم ما احقک بان تحبس ثم لا تخرج
حتی تنزع عن قولک هذا وعن عبد الله بن عباس وعطاء ومجاهد ومالک بن انس
انهم کانوا یقولون ما من احد الا وماخوذ من کلامه ومردود علیه الا رسول الله صلی الله علیه وسلم
وبالجملة فلما مهد الفقه علی هذه القواعد فلم تکن مسألة من المسائل التی تکلم فیها من قبلهم والتی وقعت
فی زمانهم الا وجدوا فیها حدیثا مرفوعا متصلا او مرسلا او موقوفا صحیحا او حسنا او صالحا
للاعتبار او وجدوا اثرا من آثار الشیخین او سائر الخلفاء وقضاة الامصار وفقهاء البلدان
او استنباطا من عموم او ایماء او اقتضاء فیسر الله لهم العمل بالسنة علی هذا الوجه

ترجمہ اور نکالا ترمذی نے ابی السائب سے کہا کہ ہم لوگ وکیع کے پاس تھے کہ ایک شخص نے اہل رائے
میں سے کہا کہ اشعار کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ یہ مثلہ ہے اور کہا اوس آدمی نے
کہ بیشک مروی ہے ابراہیم نخعی سے کہ اونہوں نے بھی اشعار کو مثلہ کہا ہے کہا اوسی نے کہ دیکھا میں نے وکیع کو کہ
سنکر بہت ہی غضبناک ہوئے اور کہا کہ میں تجھکو کہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اور تو کہتا ہے کہ ابراہیم نے کہا تو اسی لائق ہے کہ قید میں ڈالا جاوے اور جب تک اپنے اس قول
سے باز نہ آوے قید خانہ سے نہ نکالا جاوے اور عبد اللہ ابن عباس اور عطاء اور مجاہد اور مالک
ابن انس رضی اللہ عنہم کہتے تھے ایسا کوئی نہیں ہے کہ جسکا قول اوس سے نکلے اور پھر اسپر مردود
ہو مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ اونکا کوئی قول مردود نہیں ہے الحاصل جب فقہ کو لوگوں نے
ان قواعد پر درست کیا تو کوئی مسئلہ جسمیں انکے پہلے کے لوگوں نے کلام کیا ہو یا اسکے زمانہ میں
واقع ہوا ہو ایسا نہ تھا جسمیں اونہوں نے کوئی حدیث متصل و مرسل یا موقوف صحیح
یا حسن یا وہ کہ جو اعتبار کے لائق ہے یا کوئی اثر آثار شیخین یا تمامی خلیفوں و ملکوں کے قاضیوں
اور شہروں کے فقیہوں کی اونہوں نے نہ پائی ہو یا کوئی استنباط جو عموم نصوص سے ہو یا ایما
یا اقتضا اونکو نہ ملا ہو پس اسطرح پر اللہ تعالے نے اونکے لیے سنت پر عمل کرنا آسان کیا

وكان اعظمهم شانا واوسعهم رواية واعرفهم للحديث مرتبة واعمقهم فقها احمد بن محمد بن حنبل ثم اسحق بن راهويه وكان ترتيبا لفقه على هذا الوجه يتوقف على جميع شئ كثير من الاحاديث والاثار حتى سئل احمد يكفي الرجل مائة الف حديث حتى يفتي قال لا حتى قيل خمسمائة الف حديث قال ارجو كذا في غاية المنتهى ومراده الافتاء على هذه الاصل ثم انشا الله تعالى قرنا اخر فرأوا اصحابهم قد كفوا مؤنة جمع الاحاديث وتمهيد الفقه على هذا الاصل فتفرغوا لفنون اخرى كتمييز الحديث الصحيح المجمع عليه بين كبراء اهل الحديث كيزيد بن هارون ويحيى بن سعيد القطان واحمد واسحق واضرابهم وكجمع احاديث الفقه التي بنى عليها فقهاء الامصار وعلماء البلدان مذاهبهم وكالحكم على كل حديث بما يستحقه كالشاذة والفاذة من الاحاديث التي لم يرووها او طرقها التي لم يخرج من جهتها الاوائل مما فيه اتصال او علو سند او رواية فقيه عن فقيه او حافظ عن حافظ ونحو ذلك من المطالب العلمية

ترجمہ اور ان لوگوں میں بڑے عظیم الشان اور روایت میں وسیع اور مراتب حدیث کے بڑے پہچاننے والے اور فقہ میں بڑے ہی باریک بین احمد بن محمد بن حنبل اونکے بعد اسحق بن راہویہ تھے اور اس طرح پر فقہ کا ترتیب کرنا بہت سی احادیث و آثار کے جمع کرنے پر موقوف تھا یہانتک کہ امام احمد کو پوچھا گیا کہ لاکھ حدیث آدمی کو فتوا دینے کے لیے کافی ہے تو انہوں نے کہا کہ نہیں یہانتک کہ کہا گیا پانچ لاکھ حدیثیں کافی ہیں تو کہا امید رکھتا ہوں میں کہ اونسے کافی ہو ایسا ہی غایۃ المنتہی میں اور مراد انکی اس سے فتوی دینا اسی اصل پر تھا اسکے بعد اللہ تعالے نے ایک دوسرے زمانہ کو پیدا کیا اور اوسکے لوگوں نے جب یہ دیکھا کہ ہمارے پہلوں نے حدیثوں کی جمع کرنیکی محنت سے ہمکو سبکدوش کر دیا اور فقہ کی تمہید اس اصل پر قائم کر گئے تو انہوں نے دوسرے فنوں میں مثل تمیز کرنے حدیث صحیح کے جو درمیان کبراء اہل حدیث کے مجمع علیہ ہے تفریع شروع کی جیسے یزید بن ہارون اور یحیی بن سعید القطان اور احمد اور اسحق اور مثل انکے اور مثل جمع کرنے اون احادیث فقہ کے جنپر ملکوں کے فقہا اور شہروں کے علماؤں نے اپنے مذاہب کی بنا ڈالی تھی اور جیسے ہر حدیث پر جسکی وہ مستحق ہے حکم لگانا مثل شاذہ و فاذہ کے ان حدیثوں کے جسکو ان لوگوں نے روایت نکیا تھا یا اونکے وہ طریقے جسکی تصریح اوائل نے نکی تھی وہ کہ جنمیں اتصال یا علو اسناد پایا جاتا ہے یا جسکو ایک فقیہ نے دوسرے فقیہ سے یا ایک حافظ نے دوسرے حافظ سے روایت کیا ہے اور مثل اسکے اور بہت سے مطالب علمیہ کی تفریع کر دی تھی

وهؤلاء هم البخاري ومسلم وابو داود وعبد بن حميد والدارمي وابن ماجة وابو يعلى
والترمذي والنسائي والدارقطني والحاكم والبيهقي والخطيب والديلمي وابن عبد البر
وامثالهم وكان اوسعهم علما عندي وانفعهم تصنيفا واشهرهم ذكرا رجال
اربعة متقاربون في العصر اولهم ابو عبد الله البخاري رحمه الله تعالى وكان
غرضه تجريد الاحاديث الصحاح المستفيضة المتصلة من غيرها واستنبط
الفقه والسيرة والتفسير منها فصنف جامع الصحيح فوفى بما شرط وبلغنا ان
رجلا من الصالحين رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم في منامه وهو يقول
مالك اشتغلت بفقه محمد بن ادريس وتركت كتابي قال يا رسول الله وما
كتابك قال صحيح البخاري ولعمري انه نال من الشهرة والقبول درجة لا يرام فوقها

ترجمہ اور یہہ لوگ بخاری اور مسلم اور ابو داود اور عبد بن حمید اور دارمی اور ابن ماجہ اور ابو یعلی
اور ترمذی اور نسائی اور دارقطنی اور حاکم اور بیہقی اور خطیب اور دیلمی اور ابن عبد البر
رحمہم اللہ تعالی اور مثل انکی ہین اور انہین سے میرے نزدیک کشادہ ترین ازروی علم کے اور
نافع ترین ازروی تصنیف کے اور مشہور ترین ازروی ذکر کے چار شخص ہین جو باہم نزدیک
قریب زمانہ مین تھے پہلے انکے ابو عبد اللہ بخاری رحمہ اللہ تعالے ہین
اونکی یہہ غرض تھی کہ صحیح مشہور متصل حدیثون کو اونکی غیر سے علاحدہ کر لیوین او
فقہ وسیر وتفسیر کو اون سے استنباط کرین پس اسکے لئے اونھون نے جامع صحیح
تصنیف کی اور اپنی شرطون کو اوسمین پورا کیا ہمکو یہہ تحقیق خبر پہونچی ہے
کہ صلحاؤن مین سے ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین
دیکھا کہ آپ اوس سے فرماتے ہین کہ تجھے کیا ہوا ہے کہ محمد بن ادریس کے فقہ مین
لگا ہے اور میری کتاب کو چھوڑ دیا ہے تو اوس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم آپ کی کون کتاب ہے تب آپ نے فرمایا کہ صحیح بخاری اور یہہ امر
شہرت اور قبولیت سے ایسے مرتبہ کو پہونچ گیا ہے جسکے اوپر بیان نہین
ہو سکتا۔

وثانيهم مسلم النيسابوري توخى تجريد الصحاح المجمع عليها بين المحدثين المتصلة المرفوعة مما يستنبط منه السنة واراد تقريبها الى الاذهان وتسهيل الاستنباط منها فرتب ترتيبا جيدا وجمع طرق كل حديث في موضع واحد ليتضح اختلاف المتون وتشعب الاسانيد ليصرح ما يكون وجمع بين المختلفات فلم يدع لمن له معرفة بلسان العرب عذرا في الاعراض عن السنة الى غيرها وثالثهم ابوداؤد السجستاني وكان همته جمع الاحاديث التي استدل بها الفقهاء ودارت فيهم وبنى عليها الاحكام علماء الامصار فصنف سننه وجمع فيها الصحيح والحسن واللين الصالح للعمل قال ابوداؤد وما ذكرت في كتابي حديثا اجمع الناس على تركه وما كان منها ضعيفا صرح بضعفه وما كان فيه علة بين علته بوجه يعرفه الخائض في هذا الشان وترجم على كل حديث بما قد استنبط منه عالم وذهب اليه ذاهب ولذلك صرح الغزالي وغيره بان كتابه كاف للمجتهد

ترجمہ اور دوسرے انکے مسلم نیساپوری ہین اونھون نے یہہ قصد کیا کہ وہ صحیح متصل مرفوع حدیثین جو درمیان محدثین کے مجمع علیہ ہین اور اونسے فقہ مستنبط ہوتی ہو اکٹھا کر دیجاوین اور اونھون نے یہہ بھی ارادہ کیا کہ یہہ ایسے طور پر ہو کہ لوگون کے ذہن سے قریب ہو اور استنباط کرنا اونسے سہل ہو جاے پس اونھون نے اسکو ایک اچھی ترتیب سے مرتب کیا اور ہر حدیث کے سب طرق اونکو ایک جگہ جمع کر دیا تاکہ متون کے اختلاف واضح ہو جاوین اور اسانید کے افتراق وغیرہ جو کچھہ ہین سبکی تصریح ہو جاوے اور تمامی مختلفات کو جمع کر دیا اس سبب اونھون نے اون لوگون کے لئے جو زبان عربی جانتے ہین سنت سے اعراض کرنیکا کوئی عذر باقی نہ رکھا اور تیسرے انکے ابوداؤد سجستانی ہین اونکی ہمت اسپر مبذول تھی کہ اون حدیثون کو جمع کرین جنسے فقہا نے استدلال کیا ہے اور وہ اونکے درمیان دائر ہین اور شہرون کے علما نے اونپر بنا احکام رکھی ہے پس اونھون نے اسی غرض سے اپنی سنن تصنیف کی اور صحیح اور حسن اور وہ لین حدیثین جو عمل کے لائق ہین سب کو اوسمین جمع کیا اور خود ابوداؤد نے کہا ہے کہ مین نے اپنی اس کتاب مین کوئی ایسی حدیث نہین ذکر کی ہے جسکے ترک پر لوگون نے اجماع کیا ہو اور جو اونمین ضعیف ہے اوسکے ضعف کی تصریح کر دی اور جسمین علت تھی اوسکی علت کو بھی ایسے طور پر بیان کر دیا ہے جسکو اس فن مین خوض کرنیوالا بخوبی پہچان لے سکتا ہے اور ہر حدیث کا ترجمہ اون مضامین سے کیا ہے جسکو کسی عالم نے استنباط کیا اور اوسکی طرف کوئی جانیوالا گیا ہو اسلیئے غزالی وغیرہ نے تصریح کی ہے کہ یہہ کتاب مجتہد کے لئے کافی ہے

وتلاهم ابو عيسى الترمذي وكانه استحسن طريقة الشيخين حيث بيّنا وما ابهما
وطريقة ابي داؤد حيث جمع كل ما ذهب اليه ذاهب فجمع كلتا الطريقتين وزاد عليها
بيان مذاهب الصحابة والتابعين وفقهاء الامصار فجمع كتابا جامعا واختصر طرق
الحديث اختصارا لطيفا فذكر واحدا واومأ الى ما عداه وبيّن امر كل حديث من انه صحيح او حسن
او ضعيف او منكر وبيّن وجه الضعف ليكون الطالب على بصيرة من امره فيعرف ما يصلح للاعتبار
عما دونه وذكر انه مستفيض او غريب وذكر مذاهب الصحابة وفقهاء الامصار وسمّى
من يحتاج الى التسمية وكنّى من يحتاج الى الكنية فلم يدع خفاء لمن هو من رجال العلم
ولذلك يقال انه كاف للمجتهد مغن للمقلد وكان بازاء هؤلاء في عصر مالك
وسفيان وبعدهم قوم لا يكرهون المسائل ولا يهابون الفتيا ويقولون على الفقه
بناء الدين فلا بد من اشاعته ويهابون رواية حديث النبي صلى الله عليه وسلم والرفع اليه

ترجمہ اور پیچھے اونکے ابو عیسیٰ ترمذی ہین اونھون نے طریقہ شیخین کو اس حیثیت سے کہ ان دونون
بیان کیا اور مبہم نہ چھوڑا اور طریقہ ابی داؤد کو اس حیثیت سے کہ انھون نے تمامی مذاہب کو جمع کیا تھا پسند کیا
اور اپنی کتاب مین ان دونون طریقون کو جمع کر دیا اور اسپر بیان مذاہب صحابہ اور تابعین اور فقہا
امصار کو زیادہ کیا پس انھون نے اپنی کتاب کو ایک جامع کتاب بنایا اور طرق حدیث کو اختصار
لطیف کے ساتھ مختصر کیا اور اوسکی ایک یا اس سے زیادہ طریقہ کو ذکر کیا اور ہر حدیث کا امر کہ وہ
حدیث صحیح ہے یا حسن یا ضعیف یا منکر ان سب امور کو بھی بیان کیا اور وجہ ضعف کو بھی بیان کیا تاکہ اوسکے
طالب کو اس امر مین بصیرت ہو جاوے اور وہ اون مین جو اعتبار کے لائق ہین اور اون مین جو اس پایہ کے لائق
نہین ہین تمیز کر لیوے اور یہ بھی ذکر کیا کہ یہ حدیث مشہور ہے یا غریب ہے اور صحابہ اور بلاد کے فقہا کے
مذاہب کو بھی ذکر کیا اور جسکی نام لینے کی حاجت تھی اوسکا نام لیا اور جسکی کنیت بیان کرنے کی ضرورت
تھی اوسکی کنیت ذکر کی پس علما کے لئے کوئی پوشیدگی کچھ نہ چھوڑی اسی واسطے کہا گیا ہے کہ جامع ترمذی مجتہد کے لئے کافی
اور مقلد کے واسطے مغنی ہے اور مقابل انکے مالک و سفیان کے زمانہ مین اور انکے بعد بھی ایک ایسی قوم تھی کہ جو
مسائل کو مکروہ نہ سمجھتی اور فتوون کے دینے مین کچھ خوف نہ کرتی اور کہتے تھے کہ فقہ پر دین کی بنا ہے پس اوسکا شائع کرنا
ضرور ہے اور پیغمبر کی حدیثون کو روایت کرنے اور اوسکو آنحضرت تک پہنچانے مین وہ خوف کرتی تھی

حتی قال الشعبی علی من دون النبی صلی اللہ علیہ وسلم احب الینا فان کان فیہ زیادۃ او
نقصان کان علی من دون النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال ابراھیم اقول قال عبد اللہ
وقال علقمۃ احب الینا وکان ابن مسعود اذا حدث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ترید وجھہ وقال ھکذا او نحوہ ھکذا او نحوہ وقال عمر حین بعث رھطا من الانصار الی الکوفۃ
انکم تاتون الکوفۃ فتاتون قوما لھم ازیز بالقران فیاتونکم فیقولون قدم اصحاب محمد قدم
اصحاب محمد فیاتونکم فیسالونکم عن الحدیث فاقلوا الروایۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
ابن عون کان الشعبی اذا جاءہ شیء اتقی وکان ابراھیم یقول ویقول ویقول اخرج ھذہ الآثار الدار
ووقع تدوین الحدیث والفقہ والمسائل من حاجتھم بموقع من جہۃ اخری وذلک انہ لو لم یکن عندھم من
الاحادیث والآثار ما یقدرون بہ علی استنباط الفقہ علی الاصول التی اختارھا اھل الحدیث
ولم تنشرح صدورھم للنظر فی اقوال علماء البلدان وجمعھا والبحث عنھا واتھموا انفسھم
فی ذلک یہانتک کہ شعبی نے یہ کہا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کے لوگوں تک سلسلہ روایت پہونچانا
میرے نزدیک اس سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ آنحضرت تک پہونچایا جاوے کیونکہ اگر اسمین کچھ زیادتی وکمی ہوگی
تو اونہین لوگونپر ہوگی جو آنحضرت کے بعد ہین اور کہا ابراہیم نے کہا عبد اللہ نے اور کہا علقمہ نے کہنا میرے
نزدیک پسندیدہ تر ہے اس سے کہ کہا رسول اللہ نے کہا جاوے اور ابن مسعود جب رسول اللہ صلعم سے کوئی
روایت کرتے تھے تو مارے ہیبت کے اونکا چہرہ متغیر ہوجاتا اور وہ کہتے ایسا اور مانند اسکے اور ایسا اور مثل
اسکے رسول اللہ صلعم نے فرمایا اور عمر نے جب انصار کے ایک جماعت کو کوفہ کی طرف بھیجا تو اونسے یہ کہدیا کہ
تم لوگ کوفہ جاتے ہو وہان تم ایک ایسی قوم کے پاس آوگے جو غنغناہٹ سے وہ قرآن پڑھتے ہونگے وہ تمہارے
پاس یہ کہتے ہوے کہ محمد کے صحابی آگئے تمہارے پاس آوینگے اور تم سے آنحضرت کی حدیثین پوچھینگے تو تم اون سے آنحضرت کی
روایات بہت ہی کم حدیثین بیان کیجیو اور کہا ابن عون نے کہ شعبی کے پاس جب کوئی مسئلہ آتا تو وہ اوسکے جواب سے
اپنے کو بچا لیتے اور ابراہیم کے پاس جب کوئی مسئلہ آتا تو وہ کہتے کہ فلانے یون کہتے ہین اور فلانے یون کہتے ہین
ان سب آثار کو دارمی نے بیان کیا واقع ہوئی تدوین حدیث اور فقہ اور اون مسائل کی جنکی انکو حاجت تھی
دوسری وجہ سے ایک اور موقع مین اور یہ اسلیے ہوا کہ چونکہ اونکے پاس وہ حدیثین و آثار نہ تھے جس سے استنباط فقہ
پر اون اصول کے موافق جسکو اہل حدیث نے اختیار کیا تھا قادر ہوتے اور شہرون کے علماء کے قول مین جمع

وكانوا اعتقدوا في ائمتهم انهم في الدرجة العليا من التحقيق وكان قلوبهم اميل شيء الى اصحابهم وكل ميسر لما خلق له كما قال علقمة هل احد منهم اثبت من عبد الله وقال ابو حنيفة ابراهيم افقه من سالم ولولا فضل الصحبة لقلت علقمة افقه من ابن عمر وكان عندهم من الفطانة والحدس وسرعة انتقال الذهن من شيء الى شيء ما يقدرون به على تخريج جواب المسائل على اقوال اصحابهم وكل ميسر لما خلق له وكل حزب بما لديهم فرحون فمهدوا الفقه على قاعدة التخريج وذلك ان يحفظ كل احد كتاب من هو لسان اصحابه واعرفهم باقوال القوم واصحهم نظرا في الترجيح فيتأمل في كل مسألة وجه الحكم فكلما سئل عن شيء او احتاج الى شيء رأى فيما يحفظه من تصريحات اصحابه فان وجد الجواب فيها والا نظر الى عموم كلامهم فاجراه على هذه الصورة او اشارة ضمنية لكلام فاستنبط منها

ترجمہ اور اپنے اماموں کو وہ تحقیق کے بہت ہی بڑے درجہ مین پہونچا ہوا اعتقاد کر رہے تھے اور اونکا دل اپنے صحاب کی جانب بہت ہی مائل تھا اور ہر شخص جسکے لیے وہ مخلوق ہوا ہے وہی اوسکے لیے آسان بھی کیا جاتا ہے جیسا کہ علقمہ نے کہا کہ کیا کوئی عبد اللہ سے بھی بڑھکر ثابت تر ہے اور ابو حنیفہ نے کہا کہ ابراہیم سالم سے زیادہ فقہ جانتے ہین اور اگر فضل صحبت کا ہوتا تو بیشک مین کہتا کہ علقمہ ابن عمر سے زیادہ فقہ جانتے ہین اور اون لوگونکو ملکہ فطانت اور حدس اور ایک شے سے ایک شے کیطرف سرعت انتقال ذہن وغیرہ وہ سب امور اونکو حاصل تھے جنسے وہ لوگ ہر مسئلونکے جواب میں اپنے اصحاب کے اقوال کے موافق تخریج پر قادر ہو جاتے تھے اور ہر شخص جسکے لیے مخلوق ہوا ہے وہ اوسکے لیے آسان کر دیا جاتا ہے اور ہر جماعت کے لوگ جو کچھ اونکے پاس ہے اوسمین خوش ہین پس سبب اسکے اونلوگون نے فقہ کو تخریج کی قاعدون پر درست کیا اور یہ اسطور پر ہوا کہ اونمین سے ہر شخص اوس کی کتاب کو حفظ کرتا تھا جو اونکے اصحاب کی زبان اور اون قوم کے اقوال کا خوب جاننے والا اور ترجیح مین بہت ہی صحیح النظر تھا پس شامل کرتا تھا ہر مسئلہ مین وجہ حکم کو اور جب جب کسی شے کو سوال کیا جاتا یا کسی شے کا محتاج ہوتا تو جو کچھ اپنے صحاب کی تصریحات سے حفظ کیا تھا اوسمین غور کرتا پس اگر اوسکا جواب اوسمین پاتا تو اوسکو بہتر جانتا اور نہین تو اونکے عموم کلام مین نظر کرتا اور اوسکو اوسی صورت پر جاری کرتا اور اگر اوسمین کسی کلام کے لیے ضمنی اشارہ پاتا تو اوس سے اپنا جواب استنباط کر لیتا

لہ یعنی ابراہیم و سالم کی نظیر فی المسائل ۱۲ منہ

ع یعنی صحابی ہین ۱۲ منہ

وربما كان البعض لكلام ايماء واقتضاء يفهم المقصود وربما كان للمسئلة المصرح بها نظير يحمل عليها وربما نظروا في علة الحكم المصرح به بالتخريج او باليسر والحذف فاخذوا حكمه على غير المصرح به وربما كان له كلامان لو اجتمعا على هيئة القياس الاقتراني والشرطي انتجا جواب المسئلة وربما كان في كلامهم ما هو معلوم بالمثال والقسمة غير معلوم بالحد الجامع المانع فيرجعون الى اهل اللسان ويتكلفون تحصيل ذاتياته وترتيب حد جامع مانع له وضبط مبهمه وتمييز مشكله وربما كان كلامهم محتملا لوجهين فينظرون في ترجيح احد المحتملين وربما يكون تقريب الدلائل للمسائل خفيا فيبينون ذلك وربما استدل بعض المخرجين من فعل ائمتهم وسكوتهم ونحو ذلك فهذا هو التخريج ويقال له القول المخرج لفلان كذا ويقال على مذهب فلان كذا او على اصل فلان او على قول فلان جواب المسئلة كذا وكذا ويقال لهؤلاء المجتهدون في المذهب

ترجمہ اور کبھی بعض کلام کے لیے اگر ایما اور اقتضا ہوتا تو اوسی سے اپنا مقصد لوجہ لیتا اور کبھی اوس مسئلہ کی جسکی تصریح اوسکو منظور ہوتی نظیر ہوتی تو اوسکو اوسپر حمل کر دیتا اور کبھی نظر کرتے وہ لوگ علت اوس حکم مین جسکی تصریح اونکو منظور ہوتی تخریج یا یسر یا حذف کے ساتھ پس جب دیکھتے وہ لوگ اوسکو تو حکم کرتے اوسکا اوپر غیر مصرح بہ کے اور کبھی اونکو ایسے دو کلام ملتے کہ اگر وہ دونون بہیئت قیاس اقترانی اور شرطی کی جمع کیے جاتے تو اون دونون کا نتیجہ وہی جواب مسئلہ کا ہوجاتا اور کبھی اونکے کلام مین وہ امر ہوتا کہ مثال اور قسمت سے تو وہ معلوم ہوجاتا مگر حد جامع مانع سے غیر مفہوم رہتا تو اوسکے لیے وہ اہل لسان کیطرف رجوع لاتے اور اوسکی تحصیل ذاتیات اور ترتیب جامع مانع وضبط مبہمات اور تمیز مشکلات مین تکلف کرتے اور کبھی اونکا کلام دو وجہ کو محتمل ہوتا تو وہ لوگ ان دونون محتملوں مین سے ایک کی ترجیح مین نظر کرتے اور کبھی مسائل کی تقریب دلائل خفیہ ہوتین تو اونکو وہ لوگ بیان کرتے اور کبھی بعض مخرجین اپنے ائمہ کے فعل سکوت وغیرہ سے بھی استدلال کرتے اور یہی تخریج ہے اور اسکو القول المخرج لفلان کذا اور علی مذہب فلان کذا یا علی اصل فلان یا علی قول فلان جواب المسئلہ کذا و کذا بھی کہتے ہین اور یہ لوگ مجتہد فی المذہب کہے جاتے ہین —

وعنى بهذا الاجتهاد على حد الاجتهاد من قال من حفظ المبسوط كان مجتهدا اى
وان لم يكن له علم بالرواية اصلا ولا بحديث واحد فوقع التخريج فى كل مذهب
مذهب وكثر فاى مذهب كان اصحابه مشهورين وسد اليهم القضاء والافتاء واشتهر
تصانيفهم فى الناس ودرسوا درسا ظاهرا انتشر فى اقطار الارض ولم يزل
ينتشر كل حين واى مذهب كان اصحابه خاملين ولم يولوا القضاء والافتاء
ولم يرغب فيهم الناس اندرس بعد حين واعلم ان التخريج على كلام الفقهاء
وتتبع لفظ الحديث لكل منهما اصل اصيل فى الدين ولم يزل المحققون من العلماء
فى كل عصر ياخذون بهما فمنهم من يقل من ذا ويكثر من ذلك ومنهم من يكثر من ذا
ويقل من ذلك فلا ينبغى ان يهمل امر واحد منهما بالمرة كما يفعله عامة الفريقين
وانما الحق البحت ان يطابق احدهما بالآخر وان يجبر خلل كل بالآخر وذلك
قول الحسن البصرى سنتكم والله الذى لا اله الا هو بينهما بين الغالى والجافى

ترجمہ اور یہی اجتہاد اس اصل پر مراد لیا ہے اوس شخص نے جسنے یہ کہا ہے کہ جو مبسوط کو حفظ کرلے
وہ مجتہد ہو جاتا ہے یعنے اگرچہ اوسکو علم روایت کا نہو اور ایک حدیث کا بھی علم نہو پس بکثرت
واقع ہوئی تخریج ہر مذہب مین پھر جس مذہب کے لوگ مشہور اور قاضی و مفتی ہوئے اور انکی
تصانیف لوگون مین مشتہر ہوئین اور لوگون نے ظاہر ظاہر اونکی درس و تدریس جاری رکھی وہ مذہب تمام
زمین مین پھیلگیا اور برابر بڑھتا ہی گیا اور جس مذہب کے لوگ غیر معروف تھے اور وہ قاضی و مفتی بھی
نہوئے اور لوگون نے اونمین رغبت نہ کی وہ چند ہی روز کے بعد مٹ گیا۔ اور جان تو فقہا کے کلام کی
تخریج کرنا اور حدیث کے ہر لفظ کی تتبع کرنی دین مین اصل اصیل ہے اور برابر ہر زمانہ مین علما محققین
ان دونون کے ساتھ اخذ کرتے رہے ہیں بعض نے اس سے کم کیا اور اوس سے زیادہ اور بعض نے
اس سے زیادہ کیا اور اوس سے کم پس مناسب نہین کہ ان دونون مین سے کوئی امر بالکل ہی چھوڑ دیا جاے جیسا کہ
عامہ فریقین کرتے ہین اور حق محض یہ ہے کہ ایک دوسرے سے مطابق کیا جاے اور ایک کا جبر
نقصان دوسرے سے کیا جاے اور اسی معنی مین حسن بصری رح کا یہ قول ہے کہ قسم ہے اوس کی
جسکے سوا کوئی معبود برحق نہین کہ تم لوگون کا طریقہ ان دونون یعنے غالی اور جافی کے درمیان ہے

فمن كان من اهل الحديث ينبغي ان يعرض ما اختاره وذهب اليه على راى المجتهدين من التابعين ومن بعدهم ومن كان من اهل التخريج ينبغي له ان يحصل من السنن ما يحترز به من مخالفة الصريح الصحيح ومن ان يقول برايه فيما فيه حديث او اثر بقدر الطاقة ولا ينبغي لمحدث ان يتعمق في القواعد التي احكمها اصحابه وليست مما نص عليه الشارع فيرد به حديثا او قياسا صحيحا كرد ما فيه ادنى شائبة الارسال والانقطاع كما فعله ابن حزم رد حديث تحريم المعازف لشائبة الانقطاع في البخاري على انه في نفسه متصل صحيح فان مثله انما يصار اليه عند التعارض وكقولهم فلان احفظ لحديث فلان من غيره فيرجحون حديثه على حديث غيره لذلك وان كان في الآخر الف وجه من الرجحان وكان اهتمام جمهور الرواة عند الرواية بالمعنى برؤس المعاني دون الاعتبارات التي يعرفها المتعمقون من اهل العربية فاستدلالهم بنحو الفاء والواو وتقديم كلمة وتاخيرها ونحوها من التعمق

ترجمہ: پس جو شخص اہل حدیث سے ہے اوسکو مناسب ہے کہ اپنے مذہب مختار کو مجتہدین تابعین و تبع تابعین وغیرہ کی راے پر پیش کرے اور جو اہل تخریج سے ہو اوسکو مناسب ہے کہ آثار و سنن کی تفتیش کر کر تا کہ اوسکے صریح مخالفت سے بچے اور جسمین حدیث و اثر وارد ہین حتی المقدور اوسمین راے زنی کرنے سے بچا رہے اور محدث کو یہ مناسب نہین ہے کہ اون قواعد مین جنکو اوسکے اصحاب نے محکم کیا ہے اور اونمین شارع کی جانب سے کوئی نص نہین ہے تعمق کر کے کسی حدیث یا قیاس صحیح کو رد کر دیا کرے مثلاً جس حدیث مین ادنی شائبہ ارسال اور انقطاع کا پایا جاوے اوسکو رد کرے جیسے ابن حزم نے حدیث تحریم معازف کو باعث ادنی شائبہ انقطاع کے جو بخاری مین ہے رد کر دیا باوجودیکہ وہ حدیث فی نفسہ متصل صحیح ہے کیونکہ سوا اسکے نہین کہ پھیری جاتی ہے حدیث طرف اوسکے بوقت تعارض کے اور جیسے اون لوگون کا یہ کہنا کہ فلانا فلانے کی حدیث کا بڑا حافظ ہے پس اس سبب سے اوسکی حدیث کو دوسرے کی حدیث پر وہ لوگ ترجیح دیتے ہین اگرچہ دوسرے مین ہزارون وجہ رجحان کی پائی جاتی ہین اور جمہور راویونکا اہتمام روایت بالمعنی مین اصل معانی کے ساتھ ہوا کرتا تھا نہ اون اعتبارات کے ساتھ جنکو متعمقین اہل عربیت اعتبار کرتے ہین پس اون لوگونکا مثل فا اور واو اور تقدیم و تاخیر کلمہ وغیرہ سے استدلال کرنا یہ تعمق اور تکلف ہے

اہل حدیث کو مناسب ہے

اہل تخریج کو مناسب ہے

محدث کو مناسب نہین

وكثيرا ما يعبر الراوي للاخر عن تلك القصة فياتي مكان ذلك الحرف بحرف آخر والحق ان كل ما ياتي به الراوي فظاهره انه كلام النبي صلى الله عليه وسلم فان ظهر له حديث آخر او دليل آخر وجب المصير اليه ولا ينبغي للمخرج ان يخرج قولا لا يفيده نفس كلام اصحابه ولا يفهمه منه اهل العرف والعلماء باللغة ويكون بناء على تخريج مناط او حمل نظير المسئلة عليها مما يختلف فيه اهل الوجوه تتعارض فيه الآراء ولو ان اصحابه سئلوا عن تلك المسئلة ربما لم يحملوا النظير على النظير لمانع وربما ذكروا علة غير ما خرجه هو وانما جاز التخريج لانه في الحقيقة من تقليد المجتهد ولا يتم الا فيما يفهم من كلامه ولا ينبغي ان يرد حديثا او اثرا تطابق عليه القوم لقاعدة استخرجها هو واصحابه كرد حديث المصراة وكاسقاط سهم ذوي القربى فان رعاية الحديث اوجب من رعاية تلك القاعدة المخرجة

ترجمہ اور بہت ایسا ہوتا ہے کہ راوی دوسرے سکے لیے اس قصہ سے تعبیر کرتا ہے پس اس حرف کی جگہہ دوسرے حرف کو لاتا ہے اور حق یہ ہے کہ جو کچھ راوی لاتا ہے تو ظاہر یہ ہے کہ کلام نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے پھر اوسکے لیے اگر کوئی دوسری حدیث یا کوئی دوسری دلیل ظاہر ہو تو البتہ اودہر رجوع لاتا ہے اور مخرج کو یہ نہین لائق ہے کہ ایسے قول کو تخریج کرے جو اوسکے اصحاب کے نفس کلام کو نہ مفید ہو اور نہ ایسے کہ اہل عرف اور علمار باللغۃ اوسکو نہ سمجہین اور نہ ایسے کہ اوسکی بنار تخریج اور مناط یا حمل نظیر مسئلہ ایسے وجوہ مختلفہ اور آراے متعارضہ پر ہو کہ اگر اصحاب اونکے ان مسئلون سے پوچہے جاتے تو اکثر اوقات کسی مانع کے سبب سے نظیر کو نظیر پر نہ حمل کرتے اور کبھی اونکے اس تخریج کے سوا دوسری ہی علت ذکر کرتے اور تخریج اسلیے جائز ہے کہ درحقیقت وہ تقلید مجتہد ہے اور یہ بات پوری نہین ہوسکتی مگر اوسمین جسمین اونکا کلام سمجہا جاوے۔ اور یہ مناسب نہین کہ کسی حدیث یا ایسے اثر کو جسپر تمامی قوم متفق ہوا ہے یا کسی اپنے اصحاب کے نکالے ہوئے قاعدہ کے لیے رد کر دیوے جیسے حدیث مصراۃ کا رد کرنا یا ذوی القربیٰ کے حصہ کا ساقط کر دینا کیونکہ حدیث کی رعایت کرنا واجب تر ہے اپنے اس نکالے ہوئے قاعدے کی رعایت سے

والى هذا المعنى اشار الشافعى رحمه الله عليه حيث قال مهما قلت من قول او اصلت
من اصل فبلغه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم خلاف ما قلت فالقول ما قاله
صلى الله عليه وسلم ومن شواهد ما نحن فيه ما صدر به الامام ابو سليمان الخطابى كتابه
معالم السنن حيث قال رأيت اهل العلم فى زماننا قد حصلوا حزبين وانقسموا
الى فرقتين اصحاب حديث واثر واهل فقه ونظر وكل واحدة منهما لا تتميز عن
اختها فى الحاجة ولا يستغنى عنها فى ذلك ماخوذه من البغية والارادة لان الحديث
بمنزلة الاساس الذى هو الاصل والفقه بمنزلة البناء الذى هو له كالفرع وكل بناء
لم يوضع على قاعدة اساس فهو منهدم وكل اساس خلا من بناء وعمارة فهو قفر وخراب ووجدت
هذين الفريقين على ما بينهم من التدانى فى المحلين والتقارب فى المنزلين وعموم الحاجة من
بعضهم الى بعض وشمول الفاقة اللازمة لكل منهم الى صاحبه اخوانا
متهاجرين على سبيل الحق بلزوم التناصر والتعاون غير متظاهرين

ترجمہ اور اسی معانی کی طرف امام شافعی رح نے اشارہ کیا ہے جہاں یہ کہا ہے کہ میں جب
میں کبھی کوئی قول کہوں یا کوئی اصل بیان کروں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
خلاف میرے قول کے پہونچے تو وہی قول معتبر ہے جسکو رسول نے فرمایا ہے۔ اور
جسکے ہم درپے ہیں اوسکے شواہد سے وہ ہی جس سے امام ابو سلیمان خطابی نے اپنی کتاب
معالم السنن کو شروع کیا ہے چنانچہ کہا ہے کہ میں نے اپنے زمانہ کے لوگوں کو دیکھا کہ وہ دو قسم
پر ہوگئے ایک فرقہ اہل حدیث واثر اور دوسرا اہل فقہ ونظر اور ان دونوں میں سے
اپنے حاجات ومقاصد وارادات ومطالب میں کوئی دوسرے سے ممیز نہیں ہے تاکیونکہ حدیث
بمنزلہ اساس واصل کے ہے اور فقہ بمنزلہ اوس بناء کے ہے جو اوسی اصل پر بنائی گئی
ہے اور جو بناء کہ ایسے قاعدہ اساس وبنیاد پر نہیں رکھی جاتی وہ منہدم ہے اور جو بنیاد
کہ بناء وعمارت سے خالی ہے وہ اوجاڑ وخراب ہے اور ان دونوں فرقوں
میں باوجود یکہ اسقدر قربت ولگاؤ ہے کہ گویا دونوں باخود با بھائی ہیں مگر تو
بھی ان دونوں کو ایک دوسرے سے پھرا ہوا اور عداوت ودشمنی کرتے ہوئے پایا

فاما هذه الطبقة الذين هم اهل الحديث والاثر فان الاكثرين منهم انما وكدهم الروايات وجمع الطرق وطلب الغريب والشاذ من الحديث الذي اكثره موضوع او مقلوب لا يراعون المتون ولا يتفهمون المعاني ولا يستنبطون سيرها ولا يستخرجون ركازها وفقهها وربما عابوا الفقهاء وتناولوهم بالطعن وادعوا عليهم مخالفة السنن ولا يعلمون انهم عن مبلغ ما اوتوه من العلم قاصرون وبسوء القول فيهم آثمون واما الطبقة الاخرى وهم اهل الفقه والنظر فان اكثرهم لا يعرجون من الحديث الا على اقله ولا يكادون يميزون صحيحه من سقيمه ولا يعرفون جيده عن رديه ولا يعبؤن بما بلغهم منه ان يحتجوا به على خصومهم اذا وافق مذاهبهم التي ينتحلونها ووافق آراءهم التي يعتقدونها وقد اصطلحوا على مواضعة بينهم في قبول الخبر الضعيف والحديث المنقطع اذا كان ذلك قد اشتهر عندهم وتعاورته الالسن فيما بينهم من غير ثبت فيه او يقين علم به فكان ذلك ضلة من الراي وغبنا فيه

ترجمہ پس یہ طبقہ اہل حدیث واثر کا انکی اکثر کوشش وہمت روایات وطرق کے جمع کرنے اور اون غریب اور شاذ حدیثون کے طلب کرنے مین صرف ہوتی ہو جنمین اکثر موضوع یا مقلوب ہین نہ تو یہ لوگ متون کی رعایت کرتے ہین اور نہ معانی سمجھتے ہین اور نہ اسکے سر کو استنباط کرتے ہین اور نہ اوسکے چھپے ہوئے بھیدون اور فقہ کے نکالنے کی فکر کرتے ہین اور کبھی فقہا کون پر عیب لگاتے اور اونپر طعن کرتے ہین اور یہ دعوی کرتے ہین کہ وہ لوگ سنت کے خلاف کرتے ہین اور یہ نہین جانتے کہ جسقدر وہ لوگ علم دیے گئے اوس سے یہ قاصر ہین اور اونکو برا کہکر یہ خود گنہگار ہوتے ہین اور دوسرا طبقہ جو اہل فقہ ونظر کا ہو پس اکثر اوسکی حدیث نہین جانتے مگر بہت ہی کم اور اوسکے صحیح کو سقیم سے اور جید کو ردی سے پہچان کر تمیز نہین کرسکتے اور جو انکو اونکے مذہب کے مطابق پہونچا ہو یا اسکے مطابق جسکو اونہون نے اختیار کیا ہو یا جن آرا کو وہ معتقد ہین اوس سے اپنے خصم پر حجت قائم کرنے مین کچھ پروا نہین کرتے اور جب اون لوگون مین کوئی خبر ضعیف یا حدیث منقطع مشتہر ہوجاتی ہے تو اوسکے قبول کرنیکے لیے بہت سے ایسے مثال ہین ان لوگون نے اصطلاح مقرر کر لی ہو اور بدون ثبوت اور اوسکے علم الیقینی کے اوسکو مونہا مونہہ کہکے آپسمین مشہور کردیتے ہین ایسی خبر رائے کی لغزش اور غبن کے سبب ہے ؛

وهؤلاء وفقنا الله وإياهم لو حكي لهم عن واحد من رؤساء مذاهبهم وزعماء محالهم قول له باجتهاده من قبل نفسه طلبوا فيه الثقة واستقروا له الشهرة فتجد أصحاب مالك لا يعتمدون في مذهبه إلا ما كان من رواية ابن القاسم والأشهب وضربائهما من نبلاء أصحابه فإذا جاءت رواية عبد الله بن عبد الحكم وأضرابه لم يكن عندهم طائلا وترى أصحاب أبي حنيفة لا يقبلون من الرواية عنه إلا ما حكاه أبو يوسف ومحمد بن الحسن والعلية من أصحابه والأجلة من تلامذته فإن جاءهم عن الحسن ابن زياد اللؤلؤي وذويه رواية قول بخلافه لم يقبلوه ولم يعتمدوه وكذلك تجد أصحاب الشافعي إنما يعولون في مذهبه على رواية المزني والربيع بن سليمان المرادي فإذا جاءت رواية حرملة والجيزي وأمثالهما لم يلتفتوا إليها ولم يعتدوا بها في أقاويله على هذا عادة كل فرقة من العلماء في أحكام مذاهب أئمتهم وأستاذيهم

ترجمہ اور یہ لوگ اللہ تعالے انکو اور ہمکو توفیق دے اگر انکے لیے انکے روسا و مذہب مقتدیٰ کے جانب سے کوئی اونکا قول جو اونھون نے خود اپنے اجتہاد سے نکالا ہو حکایت کیا جاوے تو اوسکے لیے یہ لوگ ثقہ کو طلب کرتے اور اوسکے اعتماد و ثبوت کی جانچ کرتے ہین چنانچہ ہم اصحاب مالک کو پاتے ہین کہ وہ اپنے مذہب مین اعتماد نہین کرتے مگر اونہین روایتون کو جو ابن القاسم اور اشہب وغیرہما اونکے عقلاء اصحاب سے منقول ہو اسلیے جب کوئی روایت عبد اللہ بن الحکم وغیرہ کی آتی ہو تو وہ اونکے نزدیک معتمد نہین ٹھہرتے اور اصحاب ابی حنیفہ کو تم دیکھتے ہو کہ اونسے کسی روایت کو قبول نہین کرتے مگر اوسیکو جسکو ابو یوسف و محمد بن الحسن وعلیہ وغیرہ اونکے اصحاب اور بزرگ شاگردون نے روایت کیا ہو اور اگر انکے پاس کوئی روایت حسن بن زیاد لولوی اور ایسے کم رتبہ کے راویونکا کوئی قول بخلاف اسکے منقول ہوتا ہے تو اوسکو یہ لوگ نہ قبول کرتے ہین اور نہ معتمد جانتے ہین اور اسیطرح ہم اصحاب شافعی کو دیکھتے ہین کہ اپنے مذہب مین مزنی اور ربیع بن سلیمان کی روایت کی حرص ہین اسلیے جب اونکے پاس حرملہ اور جیزی اور انکی مثل لوگونکی روایت آتی ہو تو اوسکیطرف کچھ التفات نہین کرتے اور اسکے ساتھ اونکی قولون کو بھی معتبر نہین سمجھتے اور یہ طریقہ عادت ہر فرقہ کے علما اونکی ائمہ اور استادون کے احکام مذاہب مین جاری ہے

فاذا كان هذا دابهم وكانوا لا يثقون في امر هذه الفروع وروايتها عن هؤلاء الشيوخ الا
بالوثقة والتثبت فكيف يجوز لهم ان يتساهلوا في الامر الاهم والخطب الاعظم وان يتواكلوا
الرواية والنقل عن امام الائمة ورسول رب العزة الواجب حكمه اللازمة طاعته الذي يجب
علينا التسليم لحكمه والانقياد لامره من حيث لا نجد في انفسنا حرجا مما قضاه ولا في صدورنا
غلا من شيء ابرمه وامضاه ارأيتم اذا كان للرجل ان يتساهل في امر نفسه ويسامح
غرماءه في حقه فياخذ منهم الزيف ويقضي لهم من العيب هل يجوز له ان يفعل ذلك
في حق غيره اذا كان نائبا عنه كولي الضعيف ووصي اليتيم ووكيل الغائب هل يكون له
ذلك منه اذا فعله الا خيانة للعهد واخفاء للذمة فهذا هو ذلك اما عيان حس واما
عيان مثل ذلك الا انهم اقوام عساهم استوعروا طريق الحق واستطالوا المدة في درك الحظ واحبوا
عجالة النيل فاختصروا طريق العلم واقتصروا على نتف وحروف منتزعة من معاني اصول الفقه

ترجمہ پس جبکہ اونکا یہ حال ہے کہ ان فروع مین ایسے ایسے شیوخ کی روایت کا بدون اعتبار
اعتماد و تثبیت کی نہین کرتے تو امر اہم و معاملہ ہاے عظیمہ مین تساہل کرنے کو کیونکر جائز رکھینگے
اور روایت و نقل کو امام الائمہ و رسول رب العزۃ کے کیونکر حوالہ کرینگے جسکا حکم لازم اور اونکے حکم
و طاعت کی تسلیم اور اونکی امر کی فرمانبرداری اسطور سے ہم پر واجب ہے کہ جو اونہون نے فیصلہ کردیا
اوس سے ہم اپنے دلون مین کچھ تنگی اور جو امر اونہون نے مستحکم و جاری کردیا اوس سے اپنے سینون مین
کچھ میل نہ پاوین تبلاؤ تو بھلا کوئی شخص اگر اپنے بارہ مین تساہل اور اپنے قرضدارون کے حق مین
تسامح کرکے اون سے کھوٹا روپیہ لیکر اونکا معاملہ چکا دے تو کیا جب یہ کسی غیر کا نائب مثلاً کسی ضعیف
کا ولی اور یتیم کا وصی اور غائب کا وکیل ہو تو اوس غیر کے حق مین بھی اوسے یہ کرنا جائز ہوگا ہرگز نہین
بلکہ اوسوقت اوسکا یہ کرنا بجز اپنے عہدہ مین خیانت کرنے اور ذمہ کے چھپانے کے اور کچھ نہوگا پس
اسیطرح سے یہ بھی ہے یا اعیان حس یا اعیان مثل لیکن بہت سی قومون نے طریق حق کو دشوار
سمجھا اور درک حظ کی مدت کو بہت طول جانا اور اپنے حصول مراد مین جلدی کو دوست رکھا
پس طریق علم کو مختصر کر ڈالا اور چند بال اوکھیڑ لینے اور معانی اصول فقہ سے چند حروف
نکال لینے پر اقتصار کیا۔

وسموها عللا وجعلوها شعارا لانفسهم فی الوسم برسم العلم واتخذوها جنة عند لقاء خصومهم ونصبوها وزرا للخوض والجدال يتناظرون بها و يتلاطمون عليها وعند التصادر عنها قد حكم للغالب بالحذق والتبريز فهو الفقيه المذكور فی عصره والرئيس المعظم فی بلده ومصره هذا قد دس لهم الشيطان حيلة لطيفة وبلغ منهم مكيدة بليغة فقال لهم هذا الذی فی ايديكم علم قصير وبضاعة مزجاة لاتفی بمبلغ الحاجة والكفاية فاستعينوا عليه بالكلام و صلوه بمقطعات منه واستظهروا باصول المتكلمين يتسع لكم مذهب الخوض و مجال النظر فصدق عليهم ابليس ظنه واطاعه كثير منهم واتبعوه الا فريقا من المؤمنين فيا للرجال والعقول اين يذهب بهم وانی يخدعهم الشيطان عن حظهم وموضع رشدهم والله المستعان انتهی كلام الخطابی رحمه الله

ترجمہ اور اونکا نام علل رکہا اور اپنا اوپر رسوم و نشان علم کے ٹہرانے کے لیے اوسکو شعار اور علامت مقرر کیا اور اپنے دشمنون سے لڑنے مین اوسکو ڈہال بنایا اور خوض و جدال کی ترجیح اوسکو ورد مقرر کیا اوسی سے وہ باخود ہا مناظرہ کرتے تہے اسی پر ایک دوسرے کو طمانچہ مارتے اور اسکے صادر ہونے کے وقت جو ہمین غالب ہوتا اوسکو ماہر اور عزیز الوجود خیال کرتے اور وہی اونکے زمانہ مین فقیہ مشہور اور اونکے شہر و ملک مین بڑا رئیس ہوا کرتا ددآی لنتخا مین سے کہ جسکے سبب شیطان نے انہین اپنی ایک حکمت عملی گہسیڑ دی اور اونسے ایک بڑا اونکو حیلہ اپنی نسبت یہ کہا کہ یہ علم جو تمہارے پاس ہے ایسا چہوٹا اور یہ پونجی ایسی کہوٹی ہے کہ حاجت روائی کے لیے کامل وکافی نہین ہے تب علم کلام سے اونہون نے مدد چاہی اور اوسکے ٹکڑون سے پیوند جوڑا اور اصول متکلمین سے پشت پناہی چاہنے لگے تاکہ لوگون کے لیے خوض کی راہین اور مجال نظر کی کشادہ ہوجائین پس اسطرح سے ابلیس نے اپنے خیالات کو اونپر ٹہیک بٹہا دیا اور بہت لوگون نے اوسکی اطاعت اور پیروی کی مگر مسلمانون کا ایک فرقہ اس بلا سے بچ گیا ہاے افسوس یہ لوگ اپنی عقل لیے ہوئے کہان چلے جاتے ہین اور شیطان انکو اونکے اچہے حصے و مقام ارشاد سے کہان بہٹکاکے پہیرتا ہے اب تو اللہ ہی پر بہروسا اور سہارا ہے تمام ہوا کلام

حکایۃ حال الناس قبل المائۃ الرابعۃ وبیان سبب الاختلاف بین الاوائل والاواخر فی الانتساب الی مذھب من المذاھب وعدمہ وبیان سبب الاختلاف بین العلماء فی کونہم من اھل الاجتہاد المطلق او اھل الاجتہاد فی المذھب والفرق بین ھاتین المنزلتین واعلم ان الناس کانوا فی المائۃ الاولی والثانیۃ غیر مجمعین علی التقلید لمذھب واحد بعینہ قال ابو طالب المکی فی قوت القلوب ان الکتب والمجموعات محدثۃ والقول بمقالات الناس والفتیا بمذھب الواحد من الناس واتخاذ قولہ والحکایۃ لہ فی کل شیء والتفقہ علی مذھبہ لم یکن الناس قدیما علی ذلک فی القرنین الاول والثانی انتہی بل کان الناس علی درجتین العلماء والعامۃ وکان من خبر العامۃ انہم کانوا فی المسائل الاجماعیۃ التی لا اختلاف فیہا بین المسلمین او بین جمہور المجتہدین لا یقلدون الا صاحب الشرع وکانوا یتعلمون صفۃ الوضوء والغسل واحکام الصلوۃ والزکوۃ ونحو ذلک من آبائہم او معلمی بلادہم فیمشون علی ذلک

الصحابۃ والتابعین ۱۲

ترجمہ حکایت حال ان لوگونکا جو چوتھی صدی کے پہلے تھے اور بیان سبب اختلاف درمیان اوائل اور اواخر کے انتساب اور عدم انتساب مین کسی ایک مذہب کے ان مذاہب مین سے اور بیان سبب اختلاف درمیان علما کے انکے اہل اجتہاد مطلق اور اہل اجتہاد فی المذہب ہونے کے اور ان دونون مین فرق کے بیان مین جانتو اسبات کو کہ پہلی اور دوسری صدی مین لوگ کسی ایک مذہب معین کے تقلید پر مجتمع نتھے ابو طالب مکی نے قوت القلوب مین کہا ہے کہ یہ کتب اور مجموعات سب نو پیدا ہین اور لوگونکے قول کے مطابق کہنا اور کسی ایک شخص معین کے مذہب کے موافق فتوا دینا اور اسکے قول کو ہر شی مین اخذ کرنا اور حکایت کرنا اور اوسکے مذہب پر اعتماد کرنا پہلے اور دوسرے قرن کے لوگونمین یہ نتھا بلکہ لوگ دو طور پر تھے ایک علما اور ایک عامہ عوام کے تو یہ حالت تھی کہ وہ ان مسائل اجماعیہ مین جن مین درمیان مسلمانون یا درمیان جمہور مجتہدین کے اختلاف نہین ہے بجز صاحب شرع کے کسیکی تقلید نکرتے تھے اور صفت وضو اور غسل اور احکام صلوۃ و زکوۃ وغیرہ کو اپنے باپ یا اون اور شہر کے معلمون سے سیکھکر اونہین کی

واذا وقعت لهم واقعة نادرة استفتوا فيها اى مفتى وجدوا من غير تعين مذهب قال ابن الهمام فى آخر التحرير كانوا يستفتون مرة واحدا ومرة غيره غير ملتزمين مفتيا واحدا انتهى واما العلماء فكانوا على مرتبتين منهم من امعن فى تتبع الكتاب والسنة والآثار حتى حصل له بالقوة القريبة من الفعل ملكة ان ينتصب مفتيا فى الناس يجيبهم فى الوقائع غالبا بحيث يكون جوابه اكثر مما يتوقف فيه ويخص باسم المجتهد وهذا الاستعداد يحصل تارة باستفراغ الجهد فى جمع الروايات فانه ورد كثير من الاحكام فى الاحاديث وكثير منها فى آثار الصحابة والتابعين وتبع التابعين مع مالا ينفك عنه العاقل العارف باللغة من معرفة مواقع الكلام وصاحب العلم بالآثار من معرفة طرق الجمع بين المختلفين وترتيب الدلائل ونحو ذلك كحال الامامين القدوتين احمد بن محمد بن حنبل واسحق بن راهويه

ترجمہ اور جب اونکو کوئی واقعہ نادرہ پیش آتا تو جس مفتی کو پاتے بدون تعین کے اوسی سے فتوا پوچھ لیتے تھے ابن ہمام نے اپنی کتاب تحریر کے آخر مین لکھا ہر کہ وہ لوگ کبھی ایک سے اور کبھی اوسکے غیر سے استفتا کیا کرتے اور بدون التزام اور تعین کسی خاص مفتی کے فتوا پوچھا کرتے تھے اور لیکن علما پس وہ دو طرح پر تھے ایک وہ جنہون نے تتبع کتاب اور سنت اور آثار مین اسقدر غور کیا جس سے اونکو ساتھ قوت قریبہ کے فعل سے ایسا ملکہ ہو گیا جس سے وہ لوگون مین مفتی قائم ہونے کے لائق ہو گئے اور اکثر وقائع مین اونکو جواب دینے لگے اور جواب باصواب دینے مین وہ ایسے مشاق ہو گئے کہ اونکا جواب اونکے توقف سے زیادہ ہوتا اور وہی لوگ مجتہد کے نام سے مشہور و مختص ہو گئے اور یہ استعداد کبھی حاصل ہوتی ہی روایات کے جمع کرنے مین بہت کوشش کرنے سے کیونکہ بہت سے احکام احادیث اور آثار صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین مین وارد ہین باوجودیکہ عاقل عارف باللغۃ جسکو اسکی معرفت مواقع کلام سے حاصل ہے اور صاحب علم آثار کو طرق جمع بین المختلفین و ترتیب دلائل وغیرہ کے ساتھ مثل دونون امام پیشوا احمد بن محمد بن حنبل و اسحق بن راہویہ کے جانتا ہی اس سے غافل و جدا نہین ہے

وتارة باحكام طرق التخريج وضبط الاصول المروية في كل باب باب عن
مشائخ الفقه من الضوابط والقواعد مع جملة صالحة من السنن والآثار
كحال الامامين الجليلين ابي يوسف ومحمد بن الحسن ومنهم من حصل له
من معرفة القرآن والسنة ما يتمكن به من معرفة رؤس الفقه وامهات مسائله
بادلتها التفصيلية وحصل له غالب الرأي ببعض المسائل الاخرى من ادلتها وتوقف
في بعضها واحتاج في ذلك الى مشاورة العلماء لانه لم تتكامل له الادوات كما
يتكامل للمجتهد المطلق فهو مجتهد في البعض غير مجتهد في البعض وقد تواتر
عن الصحابة والتابعين انهم كانوا اذا بلغهم الحديث يعملون به من غير
ان يلاحظوا شرطا وبعد المائتين ظهر فيهم التمذهب للمجتهدين باعيانهم
وقل ما كان لا يعتمد على مذهب مجتهد بعينه وكان هذا هو الواجب في ذلك الزمان

ترجمہ اور کبھی یہ استعداد حاصل ہوتی ہے طریق تخریج کے محکم کرنے سے اور اون
اصول وضوابط وقواعد کے ضبط کرنے سے جو ہر ہر باب مین مشائخ فقہ سے مروی
ہین ساتھ جملہ صالحہ کے سنن اور آثار سے جیسے کہ دونون امام وپیشوا ابی یوسف
ومحمد بن الحسن تھے اور اونمین سے بعض کو معرفت قرآن او سنت مین اسقدر قوت
حاصل ہوتی کہ جسکے ذریعہ سے اونکو روش فقہ اور اوسکے اصل مسائل کے ادلۂ تفصیلیہ
کے ساتھ معرفت حاصل ہوگئی اور اوسکی دلیلون سے دوسرے مسئلون مین اونکو
ملکہ غالب رائے کا حاصل ہوگیا تھا اور بعض مین توقف عارض ہوا اسلیے وہ اور علماء سے
مشاورت کرنے کے محتاج ہوئے کیونکہ اونکے لیے تمامی اسباب اجتہاد کے فراہم
نہوئے جیسا کہ مجتہد مطلق کے لیے کامل ہوگئی تھے اسلیے وہ بعض مین مجتہد اور بعض مین
غیر مجتہد ہے اور صحابہ اور تابعین سے بطور تواتر ثابت ہے کہ اونکو جب کوئی حدیث پہنچتی
تھی تو بدون لحاظ کسی شرط کے وہ اوسپر عمل کرتے تھے اور دو سو برس کے بعد لوگون
مین مذہب معین اختیار کرنے کا دستور نکلا اور اوس وقت مین بہت کم لوگ ایسے
جو مذہب معین پر اعتماد نہ کرتے ہون اور اوس زمانہ مین گویا یہ واجب ہوگیا ٭

وسبب ذلك ان المشتغل بالفقہ لا یخلو عن حالتین احدیھما ان یکون اکبر ھمہ معرفۃ المسائل التی قد اجاب فیھا المجتھدون من قبل من ادلتھا التفصیلیۃ ونقدھا وتنقیح ماخذھا وترجیح بعضھا علی بعض وھذا امر جلیل لا یتم لہ الا بامام فیاتم بہ قد کفی مؤنۃ فرش المسائل وایراد الدلائل فی کل باب باب فیستعین بہ فی ذلک ثم یشتغل بالنقد والترجیح ولولا ھذا الامام صعب علیہ ولا معنی لارتکاب امر صعب مع امکان الامر السھل ولا بد لھذا المقتدی ان یستحسن شیئا مما سبق الیہ امامہ ویستدرک علیہ شیئا فان کان استدراکہ اقل من موافقتہ عد من اصحاب الوجوہ فی المذھب وان کان اکثر لم یعد تفردہ وجھا فی المذھب وکان مع ذلک منتسبا الی صاحب المذھب فی الجملۃ ممتازا عمن یاتم بامام آخر فی کثیر من اصول مذھبہ وفروعہ

ترجمہ اور اسکا یہ سبب ہی کہ مشتغل بالفقہ دو حال سے خالی نہین ایک یہ کہ اوسکی بڑی ہمت اون مسائل کا پہچاننا ہے جنہین مجتہدین سابقین اُنکے ادلہ تفصیلیہ سے اوسکا جواب دے چکے اور اوسکی تنقید اور اوسکے ماخذ کی تنقیح اور بعض پر بعض کی ترجیح وغیرہ سب کچھ کر چکے ہین اور یہ ایسا جلیل الشان امر ہے کہ بدون کسی امام کے پیروی کے پورا نہین ہو سکتا اور چونکہ درستگی مسائل اور ہر ہر باب مین ایراد دلائل کی مشقت کو وہ لوگ برداشت کر چکے تھے اسلیے یہ اونسے اسمین مدد لینے لگے اور پھر تنقید و ترجیح مین مشتغل ہوگئے اور اگر اونکا یہ امام نہوتا تو اوسپر بڑی مشکل پڑتی اور پھر ارتکاب امر صعب کے ساتھ امکان امر سہل کے کیا معنی ہوسکتے اور اس مقتدی کے لیے یہ ضرور ہوا کہ اپنے اماموں کی طرز و روش کو اچھی طرح جانے اور اوسپر اور کچھ بڑھا دے اور اوسکو سنبھالے ہین اوسکا استدراک اوسکی موافقت سے اگر اقل ہوتا ہی تو اصحاب وجوہ فی المذہب مین شمار کیا جاتا ہی اور اگر اکثر ہے تو اوسکا تفرد وجہ فی المذہب مین نہین گنا جاتا اور باوجود اسکے بھی کسی صاحب المذہب کیطرف فی الجملہ ایسے طور پر اوسکی نسبت کی جاتی ہے کہ جنکی وہ پیروی کرتا ہی جنسے دوسرے اماموں کے بہت سے اصول مذہب اور فروع مین ممتاز رہتا ہی۔

وتوجد لمثل هذا البعض مجتهدات لم يسبق بالجواب فيها اذ الوقائع متتابعة
والباب مفتوح فياخذها من الكتاب والسنة وآثار السلف من غير اعتماد
على امامه ولكنها قليلة بالنسبة الى ما سبق بالجواب فيه وهذا هو المجتهد
المطلق المنتسب وثانيها ان يكون اكبر همته معرفة المسائل التي يستفتيه المستفتون
مما لم يتكلم فيه المتقدمون وحاجته الى امام ياتم به في الاصول الممهدة في كل
باب باب اشد من حاجة الاول لان مسائل الفقه متعانقة متشابكة فروعها
يتعلق بامهاتها فلو ابتدا هذا بتنقيد مذاهبهم وتنقيح اقوالهم لكان ملتزما لما
لا يطيقه ولا يتفرغ منه طول عمره فلا سبيل له الى ما اهمه الا ان يحمل النظر فيما سبق فيه
ويتفرغ للتفاريع وقد يوجد لمثل هذا استدراكات على امامه بالكتاب والسنة
وآثار السلف والقياس لكنها قليلة بالنسبة الى موافقاته وهذا هو المجتهد في المذهب۔

ترجمہ اور ایسوں میں بعض مجتہدات ایسے بھی پائے جاتے ہیں جنکا جواب پہلوں نے بھی
نہیں دیا ہے کیونکہ وقائع یکی بعد دیگرے واقع ہوا کرتے ہیں اور اسکے دروازے کھلے ہیں پس وہ اخذ
کرتا ہے کتاب اور سنت اور آثار سلف سے بغیر اعتماد کے اپنے امام پر لیکن یہ پہلوں کے جواب کی
بہ نسبت کم ہے اور یہ مجتہد مطلق منتسب ہے اور دوسرا وہ ہے کہ جسکی بڑی ہمت اون مسائل کا پہچاننا ہے
جنکو لوگوں نے اس سے پوچھا اور متقدمین نے انمین کچھ کلام نہیں کیا اور اسکی حاجت ایک
امام مقتدی کیطرف جسکے اصول ممہدہ کے ہر ہر باب میں یہ پیروی کرتا ہے پہلے سے زیادہ ہے کیونکہ
مسائل فقہ ایک دوسرے میں ملے ہوئے اور باخود ہا چمٹے ہوئے اور اوسکے تمامی فروع انکی اصول
میں لگے ہوئے ہیں پس اگر یہ اونکے مذاہب کی تنقید اور اونکے اقوال کی تنقیح کرنے لگے
تو اپنے اوپر ایسے امر کا لازم کرنے والا ہوگا جسکی وہ طاقت نہیں رکھتا ہے اور عمر بھر اس سے
فارغ نہو سکیگا پس اوسکے ان مشکلات کو دفع کی کوئی صورت نہیں ہے مگر یہی کہ جو اسکے
پہلے ہو گیا ہے اون میں امور پر نظر کو نکو مکمل کرتا اور تفریعوں کو متفرع کرتا جائے اور کبھی اسکی
کو بہت سے استدراکات اپنے امام پر کتاب اور سنت اور آثار سلف اور قیاس سے ملتے ہیں
لیکن وہ بہ نسبت اسکی موافقات کے کم ہوتے ہیں اور یہ مجتہد فی المذہب ہے ٭

واما الحالة الثالثة وهی ان يستفرغ جهده اولا فی معرفة ادلة ما سبق اليه ثم
يستفرغ جهده ثانيا فی التفريع علی ما اختاره واستحسنه فهی حالة بعيدة غير
واقعة لبعد العهد عن زمان الوحی واحتياج كل عالم فی كثير مما لابد له فی علمه
الی من مضی من رواية الاحاديث علی تشعب متونها وطرقها ومعرفة مراتب
الرجال ومراتب صحة الحديث وضعفه وجمع ما اختلف من الاحاديث والآثار
والتنبه لماخذ الفقه منها ومن معرفة غريب اللغة واصول الفقه ومن
رواية المسائل التی سبق التكلم فيها من المتقدمين مع كثرتها جدا او
تباينها واختلافها ومن توجيه افكاره فی تمييز تلك الروايات وعرضها
علی الدلالة فاذا انفد عمره فكيف يوفی حق التفاريع بعد ذلك والنفس
الانسانية وان كانت زكية لها حد معلوم تعجز عما وراءها

ترجمہ اور تيسری حالت يہ ہے کہ پہلے اپنی کوششون کو معرفت ادلہ ماسبقہ
مين صرف کرے اور پھر اوسکے بعد تفريعات مين جس طور پر اونکو اختيار کيا ہی يا مستحسن
سمجھا ہے لگاوے اور يہ حالت بعيدہ غير واقعہ ہے بباعث دور ہونے اسوقت کے
زمانۂ وحی سے اور بباعث احتياج ہر عالم کے اپنے بہت سے ضروری علمون مين
متقدمين کی طرف مختلف المتون اور مختلف الطرق حديثون کی روايت مين اور
معرفت مراتب رجال اور مراتب صحت حديث اور اوسکے ضعف مين اور احاديث
وآثار مختلفہ کے جمع کرنے مين اور اونسے ماخذ فقہ کے خبردار ہونے مين اور لغات
غريبہ اور اصول فقہ کے پہچاننے مين اور روايت کرنے سے اون مسائل کے
جنمين متقدمين کلام کر چکے ہين باوجود کثرت اور تباين اور اختلاف اونکے اور
توجيہ سے اپنی فکر کی ان روايات کے تميز کرنے مين اور دلالت پر اسکے کرنے
سے پس جب اپنی عمر کو اسمين تمام کر ڈاليگا تو حق تفاريع کو اسکے بعد کيونکر
ادا کريگا اور نفس انسانی کتنا ہی پاک و مقدس ہو تو بھی اوسکے ليے ايک
حد معين ہے کہ اوسکے آگے وہ عاجز ہو جاتا ہے ؎

وانما کان ھذا متیسرا للطراز الاول من المجتھدین حین کان العھد قریبا والعلوم غیر متشعبۃ علی انہ لم یتیسر ذلک ایضا الا لنفوس قلیلۃ وھم مع ذلک کانوا مقتدین بمشائخھم معتمدین علیھم ولکن لکثرۃ تصرفاتھم فی العلم صاروا مستقلین وبالجملۃ فالتمذھب للمجتھدین سر الھمہ اللہ تعالی العلماء وجمعھم علیہ من حیث یشعرون او لا یشعرون ومن شواھد ما ذکرنا کلام الفقیہ ابن زیاد الشافعی الیمنی فی فتواہ حیث سئل عن مسئلتین اجاب فیھما البلقینی بخلاف مذھب الشافعی فقال فی الجواب انک لا تعرف توجیہ الکلام البلقینی ما لم تعرف درجتہ فی العلم فانہ امام مجتھد مطلق منتسب غیر مستقل من اھل التخریج والترجیح واعنی بالمطلق المنتسب من لہ اھلیۃ الترجیح ولو خالف الراجح فی المذھب للامام الذی ینتسب الیہ وھذا حال کثیر من یرا بذہ الاکابر اصحاب الشافعی من المتقدمین والمتاخرین وسیاتی ذکرھم وترتیب درجاتھم

ترجمہ: اور پہلے طرز کے مجتہدین کے لیے جب زمانہ وحی کا قریب اور علوم بھی بہت شاخ بشاخ نہوئے تھے البتہ یہ آسان تھا مگر تو بھی یہ بہت ہی کم لوگوں کو میسر ہوا اور پھر وہ بھی اپنے مشائخ کے مقتدی اور اونپر اعتماد کرنے والے تھے لیکن علوم میں بہت تصرف کرنے سے وہ خود مستقل ہو گئے الحاصل ان مجتہدین کا مذہب بہ مذہب ہونا اور لوگوں کا اسکو اختیار کرنا ایک بھید ہے جسکو اللہ تعالے نے علما پر الہام کیا اور اونکو اسپر متفق کر دیا چاہیں وہ اسکو جانیں یا نجانیں اور اسکی خبر رکھیں یا نہ رکھیں اور جو ہمنے ذکر کیا ہی اسکے شواہد سے کلام فقیہ ابن زیاد شافعی الیمنی کا اونکے فتوا میں ہے جبکہ وہ سوال کیے گئے اون دو مسئلوں سے کہ جنمیں بلقینی نے بخلاف مذہب شافعی کے جواب دیا تھا اونھوں نے کہا کہ تو بلقینی کے توجیہ کلام کو نہیں جان سکتا جب تک کہ علم میں تو اوسکے درجہ کو نجانے کیونکہ وہ امام مجتہد مطلق منتسب غیر مستقل اہل تخریج و ترجیح سے ہی اور منتسب مطلق سے میں اوسکو مراد لیتا ہوں جسکو ایسی ترجیح کا اختیار ہو جو اپنے امام مذہب کے راجح کے خلاف ہو سکتا ہو اور یہ حال بہت سے متقدمین و متاخرین اکابر علماء شافعی کا ہی اور قریب ہی اونکا ذکر اور اونکے درجات کی ترتیب کا بیان آتا ہے ✤

۱۲

وممن نظم البلقینی فی سلک المجتهدین المطلقین المنتسبین تلمیذه التالی [الولی]
ابو زرعة فقال قلت مرة لشیخنا الامام البلقینی ما یقصر بالشیخ تقی الدین
السبکی عن الاجتهاد وقد استکمل آلته وکیف یقلد قال ولم اذکره هو ای
شیخه البلقینی استحیاء منه لما اردت ان ارتب علی ذلک فسکت فقلت فما عندی
ان الامتناع من ذلک ما هو الا للوظائف التی قدرت للفقهاء علی المذاهب الاربعة
وان من خرج عن ذلک واجتهد لم ینله شیء من ذلک وحرم ولایة القضاء وامتنع
الناس من استفتائه ونسب للبدعة فتبسم ووافقنی علی ذلک انتهی قلت اما
انا فلا اعتقاد ان المانع لهم من الاجتهاد ما اشار الیه حاشا منصبهم العلی
عن ذلک وان یترکوا الاجتهاد مع قدرتهم علیه لغرض القضاء والاسباب هذا
مما لا یجوز لاحد ان یعتقده فیهم وقد تقدم ان الراجح عند الجمهور وجوب الاجتهاد
فی مثل ذلک وکیف ساغ للولی نسبتهم الی ذلک او نسبة البلقینی الی موافقته علی ذلک

ترجمہ اور اونلوگوں میں سے کہ جنکو بلقینی نے سلک مجتہدین مطلقین منتسبین میں منتظم کیا ہی اوسکا
شاگرد رشید ابو زرعہ ہی اور اُسنے کہا کہ مینے ایکمرتبہ اپنے شیخ امام بلقینی سے کہا کہ کس چیز نے شیخ تقی الدین
سبکی کو اجتہاد سے روک رکھا ہی حالانکہ اوسکے پاس اسکا سب سامان کامل مہیا ہی پھر وہ کیونکر
تقلید کرتا ہی کہا ابو زرعہ نے کہ چونکہ مینے ارادہ کیا تھا کہ اوسکو اسپر ترتیب دونگا اسلیے شرم کے مارے
میرے شیخ بلقینی نے اوسکو ذکر نکیا اور چپ رہگیا تب مینے کہا کہ میرے نزدیک اس امتناع کی کوئی
اور وجہ نہین مگر وہی وظیفے جو فقہاء مذاہب اربعہ کے لیے مقدر ہی اور اگر ایکبار بھی اُسکے نکلین اور
اجتہاد کرین تو انمین سے اونکو کچھ نملے اور ولایت قضا سے محروم رہین اور لوگ اونسے فتوا پوچھنا چھوڑ دین اور
بدعتی کہنے لگین پس اسکو سُنکر وہ ہنس دیے اور اسپر میری موافقت کی لیکن مین کہتا ہون کہ میرے
نزدیک اونکے لیے اجتہاد سے مانع وہی امر تھا جسکو ابو زرعہ نے اشارہ بیان کیا ہی کیونکہ اونکا منصب
ان سب امور سے اور خصوص اس امر سے کہ باوجودیکہ وہ اجتہاد پر قادر ہون اور اُسکو اپنے منصب
قضاء وغیرہ کے سبب سے چھوڑ دین بہت ہی دور تھا اور کسی کے لیے یہ جائز نہین ہی کہ اونکی شان مین یہ اعتقاد
رکھے اور پہلے بیان ہو چکا ہی کہ راجح نزدیک جمہور کے ایسی حالت مین وجوب اجتہاد ہی پھر کیونکر ایک

وقد قال الجلال السيوطی فی شرح التنبیہ فی باب الطلاق ما لفظہ وما وقع من الائمۃ من الاختلاف من تغیر الاجتہاد فیصحح فی کل موضع ما ادی الیہ اجتہادہم فی ذلک الوقت وقد کان المصنف یعنی صاحب التنبیہ من الاجتہاد فی المحل الذی لا ینکر فصرح غیر واحد من الائمۃ بانہ وابن الصباغ وامام الحرمین والغزالی بلغوا رتبۃ الاجتہاد المطلق وما وقع فی فتاوی ابن الصلاح من انہم بلغوا رتبۃ الاجتہاد فی المذہب دون المطلق فمرادہم انہم کانت لہم درجۃ الاجتہاد المنتسب دون المستقل وان المطلق کما قررہ ہو فی کتابہ اداب الفتیا والنووی فی شرح المہذب نوعان مستقل وقد فقد من راس الاربع مائۃ فلم یمکن وجودہ ومنتسب وہو باق الی ان یاتی اشراط الساعۃ الکبری ولا یجوز انقطاعہ شرعا لانہ فرض کفایۃ ومتی قصر اہل عصر حتی ترکوہ آثموا کلہم وعصوا باسرہم کما صرح بہ الاصحاب منہم الماوردی فی الحاوی والرویانی فی البحر والبغوی فی التہذیب وغیرہم

ترجمہ اور جلال الدین سیوطی نے شرح التنبیہ کے باب الطلاق مین جو فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ اماموں مین جو اختلاف واقع ہوا وہ تغیر اجتہاد سے ہے پس جس مقام مین اونکا اجتہاد اوس وقت پہونچا اوسکی وہ تصحیح کرتے تھے اور مصنف یعنی صاحب تنبیہ اجتہاد کے ایسے محل مین تھا جسکا انکار نہین کیا جا سکتا اور بہت سے اماموں نے تصریح کی ہے کہ وہ اور ابن الصباغ اور امام الحرمین اور غزالی اجتہاد مطلق کے رتبہ کو پہونچ گئے تھے اور جو فتاوے ابن الصباغ مین واقع ہوا ہے کہ یہ لوگ رتبہ اجتہاد فی المذہب کو پہونچتے تھے نہ مطلق کو تو مراد اوسکی یہ ہے کہ اونکو درجہ اجتہاد منتسب حاصل تھا نہ مستقل اور اجتہاد مطلق جیسا کہ خود اوسنے اپنی کتاب آداب الفتیا مین اور نووی نے شرح المہذب مین ثابت کیا ہے دو طرح پر ہے ایک مستقل اور چونکہ یہ چوتھی صدی سے مفقود ہو گیا اسلیے اسکا وجود ممکن نہین اور دوسرا منتسب اور وہ قیامت کی بڑی نشانیوں کے آنے تک باقی رہیگا اور شرعاً اوسکا منقطع ہونا جائز نہین کیونکہ وہ فرض کفایہ ہے اور جب کسی زمانہ والے اوس سے یہانتک قاصر ہونگے کہ اوسکو بالکل ہی چھوڑ دینگے تو سبکے سب گناہگار اور بالکل نافرمان ہو جاینگے جیسا کہ ہمارے اصحاب نے اسکی تصریح کی ہے بعض انمین سے ماوردی ہین جنہون نے حاوی مین اور رویانی نے بحر مین اور بغوی نے تہذیب مین اور انکے غیر نے انکے غیر

ولا يتأدى هذا الفرض بالاجتهاد المقيد كما صرح به ابن الصلاح والنووي في شرح المهذب والمسئلة مبسوطة في كتابنا المسمى بالرد على من اخلد الى الارض وجهل ان الاجتهاد في كل عصر فرض ولا يخرج هؤلاء عن الاجتهاد المطلق المنتسب من كونهم شافعية كما صرح به النووي وابن الصلاح في الطبقات وتبعه ابن السبكي ولهذا صنفوا في كتب المذهب وافتوا وولوا وظائف الشافعية كما ولى المصنف وابن الصباغ تدريس النظامية ببغداد وولى امام الحرمين والغزالي تدريس النظامية بنيسابور وولى ابن عبد السلام الجابية والظاهرية بالقاهرة وولى ابن دقيق العيد الصلاحية المجاورة لمشهد امامنا الشافعي رضي الله عنه والفاضلية والكاملية وغير ذلك اما من بلغ رتبة الاجتهاد المستقل فانه يخرج بذلك عن كونه شافعيا ولا ينقل اقواله

ترجمہ اور یہ فرض اجتہاد مقید سے ادا نہیں ہوسکتا جیسا کہ ابن الصلاح نے اسکی تصریح کی ہے اور نووی نے شرح مہذب میں مفصل بیان کیا ہے اور یہ مسئلہ ہماری اوس کتاب میں جسکا نام ردعلی من اخلد الی الارض وجہل ہے نہایت بسط و تفصیل سے بیان کیا گیا ہے کہ اجتہاد ہر زمانہ میں فرض ہے اور یہ لوگ اجتہاد مطلق منتسب سے اپنے شافعی ہونے سے خارج نہیں ہوسکتے جیسا کہ نووی اور ابن الصلاح نے طبقات میں اسکی تصریح کی ہے اور ابن سبکی نے بھی اسکی تبعیت کی ہے اور اسلیے اونہوں نے اس مذہب میں کتابیں تصنیف کیں اور فتوا دیا اور وظایف شافعیہ کے متولی ہوئے جیسا کہ مصنف اور ابن الصباغ بغداد کے مدرسہ نظامیہ کی تدریس کے متولی ہوئے اور امام الحرمین اور غزالی نیشاپور کے مدرسہ نظامیہ کی تدریس کے متولی ہوئے اور ابن عبد السلام قاہرہ کے مدرسہ جابیہ اور ظاہریہ کا متولی ہوا اور ابن دقیق العید صلاحیہ کا جو ہمارے امام شافعی رح کے مشہد مقدس کے قریب ہے اور فاضلیہ اور کاملیہ کا متولی ہوا لیکن وہ شخص کہ رتبہ اجتہاد مستقل کو پہونچگیا ہے تو وہ اس سبب سے شافعی ہونے سے خارج ہوگیا اور اسکے اقوال کتب مذہب میں نقل نہیں کیے جاسکتے

ولا اعلم احدا بلغ هذه الرتبة من الاصحاب الا ابا جعفر بن جرير الطبري فانه
كان شافعيا ثم استقل بمذهب ولهذا قال الرافعي وغيره ولا يعد تفرده وجها
في المذهب انتهى وهي عندي حسن مما سلكت الولي ابو ذرعة الا ان كلامه
يقتضي ان ابن جرير لا يعد شافعيا وهو مردود فقد قال الرافعي في اول كتاب الزكوة
من الشرح تفرد ابن جرير لا يعد وجها في مذهبنا وان كان معدودا في طبقات اصحاب
الشافعي قال النووي في التهذيب ذكره ابو عاصم العبادي في الفقهاء الشافعية
وقال هو من افراد علمائنا واخذ فقه الشافعي عن الربيع المرادي والحسن الزعفراني
انتهى ومعنى انتسابه الى الشافعي انه جرى على طريقته في الاجتهاد واستقراء الادلة وترتيب
بعضها على بعض ووافق اجتهاده اجتهاده واذا خالف احيانا لم يبال بالمخالفة
ولم يخرج عن طريقه الا في مسائل وذلك لا يقدح في دخوله في مذهب الشافعي

ترجمہ اور مین کسی کو نہین جانتا کہ اصحاب مین سے اس رتبہ کو پہونچا ہو مگر ابو جعفر
ابن جریر الطبری کہ پہلے وہ شافعی تھا پھر اسکا ایک مستقل مذہب ہوگیا اسلیے رافعی
وغیرہ نے کہا کہ اوسکا تفرد مذہب مین کوئی وجہ موجہ نہ شمار کیا جائیگا انتہی اور میرے
نزدیک ولی ابو زرعہ کا یہ حال بہت ہی پسندیدہ ہے مگر کلام اوسکا اس امر کو مقتضی ہے
کہ ابن جریر شافعیون مین نہ معدود ہو تو یہ مردود ہے کیونکہ رافعی نے اسی شرح مین
کتاب الزکوۃ کی شروع ہی مین کہا ہے کہ ابن جریر کا تفرد ہمارے مذہب مین بطور وجہ
کے نہ معدود ہوگا اگرچہ وہ طبقات شافعیہ مین معدود ہے اور نووی نے شرح
تہذیب مین کہا ہے کہ ابو عاصم عبادی نے اوسکو فقہاء شافعیہ مین ذکر کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ وہ
ہمارے علماء سے ہے اور اوسنے فقہ شافعی کو ربیع مرادی اور حسن زعفرانی سے اخذ کیا ہے اور اوسکے
امام شافعی کیطرف منتسب ہونیکے یہ معنی ہین کہ اوسنے اپنے اجتہاد و استقرار ادلہ اور اونکی باہم
ترتیب کو اونھین کے طریقہ پر جاری کیا ہے اور اونکا اجتہاد اونکے اجتہاد کے موافق ہوا ہے
اور جب کبھی اوسنے کچھ مخالفت کی تو اس مخالفت مین کچھ پروا نہ کی اور اونکے طریقہ سے
نہ خارج ہوئے مگر چند مسئلون مین اور یہ انکی امام شافعی کے مذہب مین داخل ہونیکے لیے کوئی قادح نہین ہے

ومن هذا القبيل محمد بن اسمعيل البخاري فانه معدود في طبقات الشافعية وممن ذكره في طبقات الشافعية الشيخ تاج الدين السبكي وقال انه تفقه بالحميدي والحميدي تفقه بالشافعي واستدل شيخنا العلامة على ادخال البخاري في الشافعية بذكرهم في طبقاتهم وكلام النووي الذي ذكرناه شاهد له وذكر الشيخ تاج الدين السبكي في طبقاته ما لفظه كل تخريج اطلقه المخرج اطلاقا فيتنظر ان ذلك المخرج ان كان ممن يغلب عليه المذهب والتقليد كالشيخ ابي حامد والقفال عد من المذهب ان كان ممن يكثر خروجه كالمحمدين الاربعة يعني محمد بن جرير ومحمد بن خزيمة ومحمد بن نصر المروزي ومحمد بن المنذر فلا يعد فاما المزني وبعده ابن سريج فبين الدرجتين لم يخرجوا خروج المحمدين ولم يتقيدوا تقيد العراقيين والخراسانيين انتهى وذكر السبكي في طبقاته الشيخ ابا الحسن الاشعري امام اهل السنة والجماعة وقال انه معدود من الشافعية فانه تفقه بالشيخ ابي اسحاق المروزي انتهى قول ابن زياد

ترجمہ" اور اسی قبیل سے محمد بن اسمعیل بخاری ہین کہ لوگون نے آپکو طبقات شافعیہ مین شمار کیا ہے اور جن لوگون نے آپکو طبقات شافعیہ مین شمار کیا ہے اونمین سے شیخ تاج الدین سبکی ہین اونھون نے کہا کہ بخاری نے حمیدی سے فقہ حاصل کی اور حمیدی نے امام شافعی سے فقہ کو سیکھا شیخ تاج الدین سبکی کے بخاری کو طبقات شافعیہ مین ذکر کرنے سے ہمارے شیخ علامہ نے بخاری کو شافعیون مین داخل کرنے پر استدلال کیا ہے اور نووی کا وہ کلام جسکو ہم نے ذکر کیا ہے اوسکا شاہد ہے اور شیخ تاج الدین سبکی نے طبقات مین جو ذکر کیا ہے اوسکا خلاصہ یہ ہے کہ جس تخریج کو مخرج مطلق چھوڑ دے تو دیکھا جائیگا کہ وہ مخرج اگر اون لوگون مین ہے کہ جنپر مذہب اور تقلید غالب ہے مانند شیخ ابی حامد اور قفال کے تو وہ اوس مذہب کے لوگون مین شمار کیا جاویگا اور اگر وہ اون لوگون مین ہے کہ جو اکثر مذہب سے خارج ہو جایا کرتا ہے مانند محمدین اربعہ یعنی محمد بن جریر اور محمد بن خزیمہ اور محمد بن نصر المروزی اور محمد بن المنذر کے تو اوسمین معدود نہ ہوگا اور لیکن مزنی اور بعد اوسکے ابن سریج تو یہ لوگ دونون درجون کے درمیان مین ہین نہ تو محمدین کی مانند خارج ہین اور نہ عراقیین و خراسانیین کی مانند مقید انتہی اور ذکر کیا سبکی نے اپنے طبقات مین شیخ ابو الحسن اشعری کو جو اہل سنت و جماعت کا امام ہے اور یہ بھی کہا کہ یہ شافعیون مین معدود ہین کیونکہ انہون نے شیخ ابی اسحق مروزی سے فقہ حاصل کی تمام ہوا قول ابن زیاد کا

المحمدین الاربعہ

ومن شواهد ما ذکرنا ایضاً ما فی کتاب الانوار حیث قال والمنتسبون الی مذهب الشافعی وابی حنیفة ومالک واحمد اصناف احدها العوام وتقلیدهم للشافعی متفرع علی تقلید المنتسب الثانی البالغون الی مرتبة الاجتهاد والمجتهد لا یقلد مجتهدا وانما ینسبون الیه لجریهم علی طریقته فی الاجتهاد واستعمال الادلة وترتیب بعضها علی بعض الثالث المتوسطون وهم الذین لم یبلغوا رتبة الاجتهاد ولکنهم وقفوا علی اصول الامام وتمکنوا من قیاس ما لم یجدوه منصوصا علی ما نص علیه وهؤلاء مقلدون له وکذا من یاخذ بقولهم من العوام والمشهور انهم لا یقلدون فی انفسهم لانهم مقلدون انتهی کلام الانوار فان قلت کیف یکون شیء واحد غیر واجب فی زمان وواجبا فی زمان آخر مع ان الشرع واحد فلیس قولک لم یکن الاقتداء بالمجتهد المستقل واجبا ثم صار واجبا الا قولا متناقضا متنافیا

ترجمہ اور جو ہمنے کہا اسکے شواہد سے وہ بھی ہے جو کتاب الانوار میں ہے چنانچہ اوسمین کہا ہے کہ شافعی اور ابحنیفہ و مالک و احمد کے مذہب کیطرف جو لوگ منسوب ہیں وہ چند طرح پر ہیں ایک اونمین سے عوام ہیں اور اونکا امام شافعی کی تقلید کرنا منتسب کی تقلید پر متفرع ہے اور دوسرے وہ لوگ ہیں جو اجتہاد کے مرتبہ کو پہونچے ہوئے ہوں حالانکہ ایک مجتہد دوسرے مجتہد کی تقلید نہیں کرتا مگر باوجود اسکے بھی جو یہ لوگ اپنے کو اونکی طرف منسوب کرتے ہیں تو اس سبب سے کہ انکا اجتہاد و استعمال ادلہ اور اوسکی ترتیب بایکدیگر اونھین کے طریقہ پر جاری ہے اور تیسرے درمیانی لوگ اور وہ وہ ہیں کہ مرتبہ اجتہاد کو نہیں پہونچے ولیکن اپنے امام کے اصول سے واقفیت رکھتے ہیں اور امور غیر منصوصہ کے قیاس پر بنابر نص اپنے ائمہ کے قادر ہیں اور یہ لوگ درحقیقت اونکے مقلد ہیں اور ایسے ہی جو لوگ عوام میں سے اونکے اقوال کو اخذ کرتے ہیں اور مشہور یہ ہے کہ فی نفسہ وہ مقلد نہیں کیونکہ وہ مقلد ہیں تمام ہوا کلام کتاب الانوار کا۔ پس اگر کہے تو کہ کیونکر ایک چیز ایک زمانہ میں غیر واجب اور وہی چیز دوسرے زمانہ میں واجب ہو گئی باوجودیکہ شرع ایک ہی ہے پس تمہارا یہ کہنا کہ ایک مجتہد مستقل کی اقتدا واجب نہ تھی پھر واجب ہو گئی نہیں ہے مگر قول متناقض اور متنافی

قلت الواجب الاصلی هو ان یکون فی الامة من یعرف الاحکام الفرعیة من ادلتها التفصیلیة اجمع علی ذلک اهل الحق ومقدمة الواجب واجبة فاذا کان للواجب طرق متعددة وجب تحصیل طریق من تلک الطرق من غیر تعیین واذا تعین له طریق واحد وجب ذلک الطریق بخصوصه کما اذا کان الرجل فی مخمصة شدیدة یخاف منها الهلاک وکان لدفع مخمصة طرق من شراء الطعام والتقاط الفواکه من الصحراء واصطیاد ما یتقوت به وجب تحصیل شیء من هذا الطرق لا علی التعیین فاذا وقع فی مکان لیس هناک صید ولا فواکه وجب علیه بذل المال فی شراء الطعام وکذلک کانت للسلف طرق فی تحصیل هذا الواجب کان الواجب تحصیل طریق من تلک الطرق لا علی تعیین ثم انسدت تلک الطرق الا طریق واحد فوجبت ذلک الطریق بخصوصه

ترجمہ تو اُسکے جواب مین مین یہ کہتا ہون کہ واجب اصلی تو یہی ہے کہ امت مین ایسا شخص ہو جو احکام فرعیہ کو اوسکے ادلہ تفصیلیہ سے جانتا ہو اسپر تمامی اہل حق کا اجماع ہے اور مقدمہ واجب کا واجب ہوا کرتا ہے اور جب کسی واجب کے طرق متعدد ہون تو تحصیل کسی ایک طریقہ کے اون طریقون مین سے بغیر تعیین کے واجب ہوگا جب اوسکے لیے کوئی ایک طریقہ متعین ہو جاوے تو وہی طریقہ بخصوصہ واجب ہوگا مثلاً جب کوئی ایسے مخمصہ شدیدہ مین مبتلا ہو جاوے کہ جس سے اپنی ہلاکت کا خوف کرتا ہو اور دفع مخمصہ کے بہت سے طریقے ہین مثل کھانا مول لینے اور صحرا سے میوہ چن لینے اور بمقدار اپنی قوت کے شکار کر لینے وغیرہ سے تو کسی شئے کا ان طریقون سے لا علی التعیین حاصل کرنا واجب ہے پس اگر کوئی شخص ایسے مکان مین ٹھہر جاوے جہان نہ کوئی شکار ہو اور نہ کوئی میوہ تو اوسپر کھانا مول لینے کے لیے مال کا خرچ کرنا واجب ہوگا ایسی ہی سلف کے لیے اس واجب کے حاصل کرنے مین بہت سے طریقے تھے اور ان طریقون سے بغیر تعیین کے ایک ہی طریقہ حاصل کرنا واجب تھا اونکے بعد وہ سب طریقے مسدود ہو گئے مگر ایک ہی طریقہ باقی رہ گیا پس ایسا شخص بخصوصہ وہی طریقہ واجب ہوگا

وكان السلف لا يكتبون الحديث ثم صار يومنا هذا كتابة الحديث واجبة لان
رواية الحديث لا سبيل لها اليوم الا معرفة هذه الكتب وكان السلف لا يشتغلون
بالنحو واللغة وكان لسانهم عربيا لا يحتاجون الى هذه الفنون ثم صار يومنا هذا
معرفة اللغة العربية واجبة لبعد العهد عن العرب الاول وشواهد ما نحن فيه
كثيرة جدا وعلى هذا ينبغي ان يقاس وجوب تقليد الامام بعينه فانه قد يكون
واجبا وقد لا يكون واجبا فاذا كان الانسان جاهل في بلاد الهند وبلاد
ما وراء النهر وليس هناك عالم شافعي ولا مالكي ولا حنبلي ولا كتاب من
كتب هذه المذاهب وجب عليه ان يقلد لمذهب ابي حنيفة ويحرم عليه ان
يخرج من مذهبه لانه حينئذ يخلع من عنقه ربقة الشريعة ويبقى سدى
مهملا بخلاف ما اذا كان في الحرمين فانه متيسر له هناك معرفة جميع المذاهب
ولا يكفيه ان ياخذ بالظن من غير ثقة ولا ان ياخذ من السنة العوام ولا ان
ياخذ من كتاب غير مشهور كما ذكر كل ذلك في النهر الفائق شرح كنز الدقائق

ترجمہ اور سلف حدیثوں کو نہ لکھتے تھے پھر اب آجکل ہمارے زمانہ میں کتابت حدیث واجب ہوگئی کیونکہ
آجکل بجز معرفت ان کتابوں کے روایت حدیث کی کوئی سبیل نہیں اور سلف نحو و لغت سے نہ مشتغل تھے
اور چونکہ اونکی زبان عربی تھی اسلیے وہ ان فنون کے محتاج بھی نہ تھے پھر آجکل ہمارے زمانہ میں عرب
اول کے زمانہ کے بہت دور ہوجانے سے عربی زبان کا سیکھنا واجب ہوگیا اور علیٰ ہذا القیاس اسکے اور بھی
بہت شواہد و نظیریں ہیں پس مناسب ہے کہ اسی پر وجوب تقلید امام معین کو قیاس کیا جاوے کہ کبھی تو وہ واجب ہے
اور کبھی نہیں مثلاً جب کوئی جاہل آدمی ہند یا ماوراء النہر کے شہروں میں ہو اور وہاں کوئی عالم
شافعی و مالکی و حنبلی نہیں پایا جاتا اور ان مذاہب کی کوئی کتاب بھی نہیں ملتی تو اوسپر واجب
ہے کہ ابی حنیفہ رح کی تقلید کرے اور حرام ہے کہ اونکے مذہب سے خارج ہو کیونکہ اسحالت میں اگر اونکے
مذہب سے نکلیگا تو ربقہ شریعت کو اپنی گردن سے نکالیگا اور محض بیکار و مہمل باقی رہجائیگا بخلاف
اسحالت کے کہ جب وہ حرمین شریفین میں ہو کیونکہ اوسکو وہاں تمامی مذاہب کی معرفت میسر ہے
اور اسکو یہی کافی نہیں ہے کہ بحسب ظن و گمان کے غیر ثقہ لوگوں سے اخذ کرے اور یہ بھی نہ چاہیے کہ عوام

واعلم ان المجتہد المطلق من جمع خمسة من العلوم قال النووی فی المنہاج وشرط القاضی مسلم مکلف حر ذکر عدل سمیع بصیر ناطق کاف مجتہد وھو ان یعرف من القران والسنة ما یتعلق بالاحکام وخاصه وعامه ومجمله ومبینه وناسخه ومنسوخه ومتواتر السنة وغیره والمتصل والمرسل وحال الرواة قوة وضعفا ولسان العرب لغة ونحوا واقوال العلماء من الصحابة ومن بعدھم اجماعا واختلافا والقیاس بانواعه ثم اعلم ان ھذا المجتہد قد یکون مستقلا وقد یکون منتسبا الی المستقل والمستقل من امتاز عن سائر المجتہدین بثلاث خصال کما تری ذلك فی الشافعی ؒ ظاھرا احدیھا ان یتصرف فی الاصول والقواعد التی یستنبط منه الفقه کما ذکر ذلك فی اوائل الام حیث عد صنیع الاوائل فی استنباطھم واستدرك علیھم

ترجمہ اور جان تو کہ مجتہد مطلق وہ ہے کہ جسمین پانچ طرح کا علم جمع ہوئے چنانچہ نووی نے منہاج مین کہا ہے اور شرط قاضی کے مسلم مکلف حر ذکر عدل سمیع بصیر ناطق کاف مجتہد ہے اور مجتہد وہ ہے کہ جو قرآن اور سنت مین سے ان امور کو جو احکام سے متعلق ہین پہچانتا ہو اور اسکے خاص اور عام اور مجمل اور مبین اور ناسخ ومنسوخ اور سنن متواترہ اور غیر متواترہ اور متصل ومرسل کو جانتا ہو اور راویون کے حال کو از روے قوت وضعف کے اور زبان عرب کو از روے لغت ونحو کے اور اقوال علماء کو صحابہ وتابعین وتبع تابعین مین سے از روے اجماع واختلاف کے اور قیاس کو اُسکے انواع کے ساتھ پہچانتا ہو پھر یہ بھی جان رکھو کہ یہ مجتہد کبھی مستقل ہوتا ہے اور کبھی کسی مستقل کیطرف منتسب ہوتا ہے اور مستقل وہ ہے کہ تمامی مجتہدین سے تین خصلتون مین ممتاز ہو جیسا کہ امام شافعی مین یہ باتین ظاہر دیکھتے ہو ایک یہ کہ اصول اور اون قواعد مین تصرف کرے جس سے فقہ مستنبط ہے جیسا کہ ان سبکو امام شافعی رحمہ اللہ نے اوائل اُم مین ذکر کیا ہے جہان کہین صنیع اوائل کو اونکے استنباط مین شمار کرکے استدراک کیا ہے ؎

وکما اخبرنا شیخنا ابوطاھر محمد بن ابراھیم المدنی عن شیخہ المکین الشیخ حسن بن علی العجمی والشیخ احمد النخلی عن الشیخ محمد بن العلاء البابلی عن ابراھیم بن ابراھیم اللقانی وعبدالرؤف البطلاوی وعن الجلال ابی الفضل السیوطی عن ابی الفضل المرجانی اجازۃ عن الحافظ الحجۃ ابی الفرج الغزی عن یونس بن ابراھیم الدبوسی وعن ابی الحسن المقیری عن الفضل بن سھل الاسفرائی ابی بکر احمد بن علی الخطیب خبرنا ابونعیم الحافظ حدثنا ابومحمد عبداللہ بن محمد بن یعقوب حدثنا حاتم یعنی الرازی حدثنی یونس بن عبدالاعلی قال قال محمد بن ادریس الشافعی الاصل قرآن وسنۃ فان لم یکن فقیاس علیھما واذا اتصل الحدیث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصح الاسناد منہ فھو سنۃ والاجماع اکبر من الخبر المفرد والحدیث علی ظاھرہ واذا احتمل المعانی فما اشبہ منھا ظاھرہ اولاھا بہ

ترجمہ اور جیسا کہ خبر دی ہمکو ہمارے شیخ ابوطاہر محمد بن ابراہیم المدنی نے اپنے شیخ مکین شیخ حسن بن العجمی اور شیخ احمد نخلی سے اونہون نے شیخ محمد بن العلاء البابلی سے اونہون نے ابراہیم بن ابراہیم اللقانی اور عبدالرؤف بطلاوی اور جلال ابی الفضل سیوطی سے وہ ابی الفضل المرجانی سے ازروے اجازت کے حافظ الحجۃ ابی الفرج الغزی سے وہ یونس بن ابراہیم الدبوسی سے وہ ابی الحسن بن المقیری سے وہ الفضل بن سہل الاسفرائنی ابی بکر احمد بن علی الخطیب سے اونہون نے کہا کہ خبر دی مجھکو ابونعیم حافظ نے اونہون نے کہا کہ حدیث کیا مجھکو ابومحمد عبداللہ بن محمد بن یعقوب نے اونہون نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھسے حاتم یعنے رازی نے اونہون نے کہا کہ حدیث کی مجھے یونس بن عبدالاعلی نے اونہون نے کہا کہ فرمایا محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ تعالی نے کہ اصل قرآن اور سنت ہی ہیں اگر کسی مسئلہ کا جواب انمین نہو تو وہ ہی جو انپر قیاس کیا گیا ہو اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے باسناد صحیح کوئی حدیث پہونچی تو وہی سنت ہو اور اجماع اکبر ہو خبر مفرد سے اور اعتبار حدیث کا اوسکے ظاہر پر ہو اور جب اوسکے معانی محتمل ہون تو اونمین سے جو ظاہر معانی کو تشابہ ہو اوسیکی طرف رجوع کرنا چاہیے

وإذا الكافات الاحاديث فاصحها اسنادا اولها وليس المنقطع بشيء ماعدا منقطع ابن المسيب ولا يقاس اصل على اصل ولا يقال الاصل لم وكيف وانما يقال للفرع لم فاذا صح قياسه على الاصل صح فقامت به الحجة انتهى وثانيها ان يجمع الاحاديث والآثار فيحصل احكامها وينبه لماخذ الفقه منها ويجمع مختلفها ويرجح بعضها على بعض ويعين بعض محتملها وذلك قريب من ثلثي علم الشافعي فيما اری والله اعلم وثالثها ان يفرع التفاريع التي ترد عليه مما لم يسبق بالجواب فيه من القرون المشهود لها بالخير وبالجملة ليكون كثير التصرفات في هذه الخصال فائقا على اقرانه سابقا في حلبة رهانه مبرزا في ميدانه

ف اور جب مختلف حدیثون کا ہجوم ہو تو اونمین سے جسکی سند اصح ہو وہی اولے ہو اور کوئی منقطع سوا سے منقطع ابن المسیب کے کچھ نہین اور کوئی اصل کسی اصل پر نہ قیاس کیجاسے اور یہ نہین کہا جا سکتا کہ یہ اصل کیون ہوا اور کیونکر ہے ہان فرع کے لیے البتہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ کیون ہے اور جب قیاس اوسکا اصل پر صحیح ہوا تو اوسکے ساتھ حجت قائم ہو سکتی ہے انتہے اور دوسری خصلت یہ ہو کہ احادیث و آثار کو جمع کر کے اوسکے احکام کو حاصل کری اور اوس سے ماخذ فقہ پر خبرداری ہو جاسے اور اوسکے مختلف کو جمع کرسے اور اور بعض کو بعض پر ترجیح دی اور بعض محتمل کو معین کرسے اور یہ قریب دو تہائی علم شافعی رحمہ اللہ علیہ کے ہے جو تو دیکھتا ہے اور تیسری خصلت یہ ہے کہ جتنی تفریعین اس پر ایسی وارد ہوتی جاتی ہین جنکا جواب قرون مشہود لہا بالخیر مین نہین ہوا ہے اون سبکی بہی تفریع کرنا چاہیے اور بالجملہ وہ ان صفتون مین کثیر التصرف اور اپنے اقران مین فائق اور اس گہوڑدوڑ مین سابق اور اس میدان مین آگے نکلنے والا ہو

(خصلت دوسری)

خصلت تیسری

وخصلة رابعة تتلوها وهي ان ينزل له القبول من السماء فيقبل الى علمه
جماعات من العلماء من المفسرين والمحدثين والاصوليين وحفاظ كتب
الفقه ويمضي على ذلك القبول والاقبال قرون متطاولة حتى يدخل ذلك
في صميم القلوب والمجتهد المطلق المنتسب هو المسلم له في خصلة الاولى
الجاري مجراه في الخصلة الثانية والمجتهد في المذهب هو الذي سلم له الاولى والثانية
وجرى مجراه في التفريع على منهاج تفاريعه ولنضرب لذلك مثله
فنقول كل من تطبب في هذه الازمنة المتاخرة اما ان يكون يقتدي باطباء
اليونان او باطباء الهند فهم بمنزلة المجتهد المستقل ثم ان كان هذا الطبيب
قد عرف خواص الادوية وانواع الامراض وكيفية ترتيب الاشربة والمعاجين
بعقله بان تنبه لذلك من تنبيههم حتى صار على يقين من امره من غير تقليد
واقتدر على ان يفعل كما فعلوا فيعرف خواص العقاقير التي لم يسبق بالتكلم فيها

له اطباء یونان و ہند محمد عبدہ

ترجمہ اور اسکے پیچھے چوتھی خصلت یہ کہ اوسکی قبولیت آسمان سے نازل ہووے اور
علم کیطرف علماء مفسرین اور محدثین اور اصولیین اور حفاظ کتب فقہ کے جماعت متوجہ
ہو جاوے اور یہ قبول اور توجہ زمانہاے دراز تک جاری رہے اور یہ باتین لوگون کے
دلمین گھس جائین اور مجتہد مطلق منتسب وہ پیشوا ہے جسمین خصلت اولی مسلم اور دوسری
قائم مقام ہوا اور مجتہد فی المذہب وہ ہے کہ جسکی خصلت اول اور ثانیہ مسلم ہوون
اور قائم مقام اوسکے ہو تفریع مین اوپر روش تفاریع اوسکے اور اسکے لیے ہم ایک نقل
بیان کرتے ہین پس کہتے ہین کہ اس اخیر زمانے مین جو شخص طبابت کرتا ہو تو وہ اطباء
یونانکی اقتدا کرتا ہو یا اطباء ہند کی پس وہ لوگ بمنزلہ مجتہد مستقل کے ہین پھر اس طبیب
نے خواص ادویہ اور انواع امراض اور کیفیت ترتیب اشربہ اور معاجین کو اپنی عقل سے
پہچان لیا ہو یعنے اونکے خبردار کرنے سے ایسا خبردار ہو گیا ہے کہ اونکے امر پر بدون تقلید
کے اوسکو ایسا مرتبہ یقین کا حاصل ہو گیا ہو کہ جو کچھ وہ علاج کرتے تھے ویسا ہی اونکے کرنے پر
قادر ہو گیا ہو اس سبب سے اون عقاقیر کے خواص کو بھی پہچانتا ہے جسمین وہ لوگ کچھ نہ بولے تھے

خصلت چوتھی

له یعنی اطباء یونان و ہند ۱۲

وبیان اسباب الامراض وعلاماتها ومعالجاتها مالم یرصده السابقون وزاحم الاوائل فی بعض ما تکلموا قل ذلك منه فهو بمنزلة المجتهد المطلق المنتسب وان سلم له ذلك منهم من غیر تعیین کامل وکان اکثر همته لتولید الاشربة والمعاجین من تلك القواعد الممهدة کاکثر متطببة هذه الازمنة المتاخرة فهو بمنزلة المجتهد فی المذهب وکذلك کل من نظم الشعر فی هذه الازمنة ان یقتدی فی ذلك باشعار العرب ویختار اوزانهم وقوافیهم واسالیب قصائدهم او باشعار العجم فهم بمنزلة المجتهد المستقل ثم ان کان هذا الشاعر مخترعا لانواع من الغزل والتشبیب والمدح والهجو والوعظ واتی بالعجب العجاب فی الاستعارات والبدائع ونحوها مالم یسبق الی مثله بل تنبه لذلك من بعض صنائعهم فاخذ النظیر بالنظیر وقاس الشیء بالشیء واقتدر علی ان یخترع بحرا لم یتکلم فیه من قبله

ترجمہ اور بیان اسباب امراض اور اونکی اون علامات اور معالجات کو بھی جانتا ہے جسکی اسکے پہلون سے کچھہ خبرداری نکی تھی اور اگلون سے ان بعض گفتگو مین مزاحمت کی ہو ایسا اون لوگون سے بہت ہی کم ہوا پس وہ بمنزلہ مجتہد مطلق منتسب کے ہے اور اگر یہ اون لوگون سے بدون تعیین کامل کے مسلم ہوا اور اکثر ہمت اوسکے بنانے مین اشربہ اور معاجین کے اونہین قواعد ممہدہ پر ہے جیسکہ اکثر اس اخیر زمانہ کے طبیب ہین تو وہ بمنزلہ مجتہد فی المذہب کے ہے اور اسیطرح سے جو لوگ اس زمانہ مین شعر کہتے ہین وہ اسمین اشعار عرب کے اقتدا کرتی ہین اور اونکے اوزان اور قوافی اور اسالیب قصاید کو اختیار کرتے ہین یا اشعار عجم کی پیروی کرتے ہین پس وہ لوگ اسمین بمنزلہ مجتہد مستقل کے ہین پھر اگر یہ شاعر اختراع کرنیوالا ہے انواع غزل اور تشبیب اور مدح اور ہجو اور وعظ کو اور اپنے استعارات اور بدائع وغیرہا مین ایسے عجب العجاب لایا کرتا ہے کہ جسکی نظیر سابقین مین نہین پائی جاتی بلکہ اسکو اسنے اونکے بعض صنائع سے اخذ کیا ہی اور نظیر کو نظیر کے ساتھ اخذ کیا ہے اور ایک شئے دوسری شئے پر قیاس کرکے ایسے بحر کی اختراع کرنے پر قادر ہو گیا جسمین متقدمین نے کچھ کلام نکیا تھا

او اسلوباً جدیداً کنظم المثنوی والرباعیۃ ورباعۃ الردیف اعنی کلمۃ تامۃ یعیدها
فی کل بیت بعد القافیۃ یفعل کل ذلک فی الشعر العربی فهو بمنزلۃ المجتهد
المطلق وان لم یکن مخترعاً وانما یتبع طرقهم فقط فهو بمنزلۃ المجتهد فی المذهب
وهکذا الحال فی العلم التفسیر والتصوف وغیرهما من العلوم فان قلت ما
السبب فی ان الاوائل لم یتکلموا فی اصول الفقہ کثیر کلامهم فلما نشا الشافعی
رحمہ اللہ تعالیٰ تکلم فیها کلاما شافیا وافاد واجاد قلت سببہ ان الاوائل
کان یجمع عند کل واحد منهم احادیث بلدہ واثارہ ولا یجتمع احادیث
البلاد فاذا تعارضت علیہ الادلۃ فی احادیث بلدہ حکم فی ذلک
التعارض بنوع من الفراسۃ بحسب ما تیسر لہ ثم اجتمع فی عصر الشافعی
احادیث البلاد جمیعها فوقع التعارض فی احادیث البلاد ومختارات فقهاء مرتین

ترجمہ یا ایک ایسے اسلوب جدید کی اختراع کرنے پر قادر ہوا کہ جسکو وہ نہ جانتے تھے
جیسے نظم مثنوی اور رباعی اور رباعۃ الردیف یعنی کلمہ تامہ ہر بیت مین بعد قافیہ کے اوسکا
اعادہ کرتا جاے اور ایسا ہی شعر عربی مین کرے پس وہ بمنزلہ مجتہد مطلق کے ہے اور اگر کسی
نئے اسلوب وغیرہ کا اختراع کرنے والا نہین ہے اور فقط اونکے طرق ہی کی پیروی کرتا ہے
تو وہ بمنزلہ مجتہد فے المذہب کے ہے اور یہی حال علم تفسیر و تصوف وغیرہ تمامی
علوم کا ہے پس اگر تم کہو کیا سبب ہے کہ اوائل نے اصول فقہ مین بہت کلام نکیا
اور جب امام شافعی رحمہ اللہ تعالے پیدا ہوے تو اونہون نے اسمین کلام شافی اور
مفید اور جید کیا تو کہتا ہون مین کہ پہلے لوگون مین سے ہر شخص کے پاس
اسکے شہر کی حدیثین اور آثار مجتمع تھے اور تمامی شہرون کی حدیثین اکٹھا نہوئی
تھین پس جب اونکے شہر کی حدیثون مین دلیلین متعارض ہوتین تو اوس
تعارض مین اپنی ایک طرح کی فراست سے جو اونکے لیے خدا کی طرف سے میسر تھی
حکم کرتے تھے پھر امام شافعی رح کے زمانے مین تمام شہرون کی حدیثین جب مجتمع
ہو گئین تو تمامی شہر کی حدیثون اور مختارات فقہا مین دوبارہ تعارض واقع ہوا

مرۃ فیما بین احادیث بلد واحادیث بلد آخر ومرۃ فی احادیث بلد واحد فیما
بینھما وانتصر کل رجل بشیخہ فیما رأی من الفراسۃ فاتسع الخرق وکثر الشعب
وھجم علی الناس من کل جانب من الاختلاف ما لم یکن بحساب فبقوا متحیرین
مدھوشین لا یستطیعون سبیلا حتی جاءھم تائید من ربھم فالھم الشافعی
قواعد جمع بھا بین المختلفات وفتح لمن بعدہ بابا ای باب وانقرض المجتہد المطلق
المنتسب فی مذھب الامام ابیحنیفۃ رح بعد المائۃ الثالثۃ وذلک لانہ لا یکون
الا محدثا جھبذا واشتغالھم بعلم الحدیث قلیل قدیما وحدیثا وانما کان فیہ
المجتہدون فی المذھب وھذا الاجتہاد اراد من قال ادنی الشروط للمجتہد حفظ
المبسوط وقل المجتہد المنتسب فی مذھب مالک وکل من کان منھم بھذہ المنزلۃ فانہ لا یعد
تفردہ وجھا فی المذھب کابی عمر المعروف بابن عبد البر وکالقاضی ابی بکر بن العربی

ترجمہ ایک مرتبہ دو شہر کی حدیثوں میں اور ایک مرتبہ ایک ہی شہر کی حدیثوں میں اور
ہر شخص نے اپنی اپنی فراست سے جو مناسب جانا اوسی سے اپنے اپنے شیخ کی پیروی کی
پس رخنہ کشادہ ہوتا گیا اور اسکی بہت سی شاخیں ہو گئیں اور ہر طرف سے لوگوں
نے اختلاف میں بےحساب ہجوم کیا اور لوگ حیران و مدہوش ہو گئے اور کسیطرف راہ نہ
پا سکے یہانتک کہ خدا کی طرف سے اونکی تائید آئی اور امام شافعی رح ان قواعد کے
ساتھ الہام کیے گئے پس اونھوں نے اس سے درمیان مختلفات کے جمع کیا اور اپنے
پچھلوں کے لیے دروازہ اور عجیب طرح کا دروازہ کھولدیا۔ اور مجتہد مطلق منتسب امام ابی حنیفہ
کے مذہب میں تیسری صدی کے بعد منقطع ہو گئی اور اسکی یہ وجہ ہے کہ مجتہد مطلق منتسب
وہی شخص ہوتا ہے جو بہت بڑا محدث ہوا کرتا ہے اور ان لوگوں کا اشتغال علم حدیث کے
ساتھ ہمیشہ کم رہا اسلیے ان لوگوں میں مجتہد فی المذہب ہوا کیے اور یہی اجتہاد مراد لیا ہے
جس شخص نے یہ کہا کہ ادنے شرط مجتہد کی مبسوط کا حفظ کر لینا ہے اور امام مالک کے مذہب میں
مجتہد منتسب بہت کم ہوئے اور ان میں سے جو لوگ اس مرتبہ کو پہنچے ونکے تفرد مذہب میں کبھی وجہ مذہب
شمار نہ کیے گئے جیسے کہ ابی عمر المعروف بابن عبد البر اور قاضی ابی بکر ابن العربی

واما مذهب احمد فكان قليلا قديما وحديثا وكان فيه المجتهدون طبقة بعد طبقة الى ان انقرض فى المائة التاسعة واضمحل المذهب فى اكثر البلاد الا ناسا قليلون بمصر وبغداد ومنزلة مذهب احمد من مذهب الشافعى كمنزلة مذهب ابى يوسف ومحمد من مذهب ابى حنيفة الا ان مذهبه لم يجمع فى التدوين مع مذهب الشافعى كما دون مذهبهما مع مذهب ابى حنيفة فلذلك لم يعد مذهبا واحدا فيما نرى والله اعلم وليس تدوينه مهملا به غيرا على من تلقاها على وجهها واما مذهب الشافعى فهو اكثر المذاهب مجتهدا مطلقا ومجتهدا فى المذهب واكثر المذاهب اصوليا ومتكلما واوفرها مفسرا للقران وشارحا للحديث واشدها اسنادا ورواية واقواها ضبطا لنصوص الامام واشدها تمييزا بين اقوال الامام ووجوه الاصحاب واكثرها اعتناء بترجيح بعض الاقوال والوجوه على بعض وكل ذلك لا يخفى على من مارس المذهب واشتغل بها

ترجمہ اور لیکن امام احمد کا مذہب پس یہ ہمیشہ سے کم رہا اور اسمین طبقہ طبقہ مجتہد ہوا کیے یہانتک کہ نوین صدی تک سب ختم ہوگئے اور انکا مذہب اکثر شہرونمین مضمحل ہوگیا اور بہت تھوڑے آدمی مصر اور بغداد مین رہگئے اور منزلت مذہب احمد کے مذہب شافعی سے ایسے ہی جیسے کہ مذہب ابی یوسف اور محمد کے مذہب ابی حنیفہ سے ہی لیکن مذہب اونکا تدوین مین شافعی کے مذہب کے ساتھ جمع نہوا جیسا کہ اون دونون کا مذہب ابی حنیفہ کے مذہب کے ساتھ مجتمع ہوا اور اسلیے ہماری سمجھ مین وہ دو مذہب شمار کیے گئے واللہ اعلم اور جو انکو مذہب کو بخوبی جانتا ہی اوسکے نزدیک اونکی تدوین سے اونکا مذہب غیر نہین معلوم ہوتا اور امام شافعی کے مذہب مین مجتہد مطلق اور مجتہد فی المذہب اور اصولی اور متکلم اور قرآن کے مفسر اور حدیث کے شارح بہت ہین اور انکا مذہب بڑا اسانید مین بہت ٹھیک اور روایت مین قوی اور اپنے امام کے نصوص کے یاد رکھنے مین بڑا مضبوط اور اقوال امام اور وجوہ اصحاب مین بڑا تمیز کرنیوالا اور بعض اقوال اور بعض وجود کی ترجیح مین بڑا کوشان ہی یہ سب اوس شخص پر کہ جو مذاہب مین مہارت رکھتا ہی اور اونکے ساتھ مشتغل ہی پوشیدہ نہین ہی

وکان اوائل اصحابه مجتہدین بالاجتہاد المطلق لیس فیہم من یقلدہ فی جمیع مجتہداتہ حتی نشا ابن شریح فاسس قواعد التقلید والتخریج ثم جاء اصحابہ یمشون فی سبیلہ وینسجون علی منوالہ ولذلک یعد من المجددین علی رأس المئتین واللہ اعلم ولا یخفی علیہ ایضاً ان مادۃ مذہب الشافعی من الاحادیث والآثار مدونۃ مشہورۃ مخدومۃ ولم یتفق مثل ذلک فی مذہب غیرہ فمن مادۃ مذہبہ کتاب الموطا وذلک وان کان متقدما علی الشافعی فان الشافعی بنی علیہ مذہبہ وصحیح البخاری وصحیح مسلم وکتب ابی داؤد والترمذی وابن ماجہ والدارمی ثم مسند الشافعی وسنن النسائی وسنن الدارقطنی وسنن البیہقی وشرح السنۃ للبغوی اما البخاری فانہ وان کان منتسبا الی الشافعی موافقا لہ فی کثیر من الفقہ فقد خالفہ ایضاً فی کثیر ولذلک لا یعد ما تفرد بہ من مذہب الشافعی

ترجمہ اور امام شافعی کے اوائل اصحاب اجتہاد مطلق کے مجتہد تھے اونمین کوئی ایسا نتھا جو اونکے جمیع مجتہدات مین اونکی تقلید کرتا یہانتک کہ ابن شریح ظاہر ہوے کہ جنہون نے تقلید اور تخریج کے قواعد کی بناڈالی پھر اونکے اصحاب آئے اور اوسی راہ مین چلے اور وہی کاروبار کرنے لگے اسلیے وہ دوسری صدی کے مجددونمین شمار کیے گئے واللہ اعلم اور اوسپر یہ بھی پوشیدہ نہین ہے کہ شافعی رح کے مذہب کا مادہ احادیث اور آثار مدونہ مشہورہ مخدومہ سے ہے اور ایسا اتفاق اونکے غیر کے مذہب مین نہوا پس مادہ مذہب امام شافعی سے کتاب موطا ہے اور چونکہ وہ امام شافعی سے متقدم ہے اسلیے امام شافعی نے اپنے مذہب کی بنا اوسپر رکھی اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور کتاب ابی داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی پھر مسند شافعی اور سنن نسائی اور سنن دارقطنی اور سنن بیہقی اور شرح السنہ بغوی بھی اونکے مواد مذہب سے ہے لیکن بخاری پس اگرچہ وہ امام شافعی کیطرف منتسب اور فقہ مین اونکے بہت موافق ہین تو بھی بہت باتون مین اونکی مخالفت کی ہے اسلیے جن باتون مین وہ امام شافعی سے متفرد ہین وہ امام شافعی کے مذہب سے نہین شمار کیا جاتا ہے

واما ابوداؤد والترمذی فہما مجتہدان منتسبان الی احمد واسحق وکذلک ابن ماجۃ والدارمی فیما نری واللہ اعلم واما مسلم وابوالعباس الاصم جامع مسند الشافعی والذین ذکرناہم بعدہ فہم متفردون لمذہب الشافعی یناضلون دونہ واذا احطت بما ذکرنا یتضح عندک ان من عاد بمذہب الشافعی یکون مجردما عن منصب الاجتہاد المطلق وان علم الحدیث قد ابی ان یناصح لمن لم یتطفل علی الشافعی واصحابہ وکن طفیلہم علی ادب فلا ادری شافعیا اسوء الادب باسیب حکایۃ ما حدث فی الناس بعد مائۃ الرابعۃ ثم بعد ہذہ القرون کان ناس آخرون ذہبوا یمینا وشمالا وحدث فیہم امور منہا الجدل والخلاف فی علم الفقہ وتفصیلہ علی ما ذکرہ الغزالی انہ لما انقرض عہد الخلفاء الراشدین المہدیین افضت الخلافۃ الی قوم تولوہا بغیر استحقاق ولا استقلال بعلم الفتاوی والاحکام

ترجمہ اور لیکن ابوداؤد اور ترمذی تو وہ دونوں مجتہد احمد اور اسحق کیطرف منتسب ہیں اور ایسا ہی ابن ماجہ اور دارمی کو بھی ہم سمجھتے ہیں لیکن مسلم اور ابوالعباس الاصم جامع مسند شافعی رح اور وہ لوگ جنکا ذکر ہمنے اونکے بعد کیا ہی وہ لوگ مذہب شافعی میں منفرد اور کم درجے کے ہیں اور جو ہمنے ذکر کیا ہی اوس سے جب تو خبردار ہوگا تو تجھپر واضح ہوجائیگا کہ بیشک جو شخص امام شافعی کے مذہب سے عداوت رکھیگا وہ منصب اجتہاد مطلق سے محروم رہیگا اور جو شخص شافعی اور اونکے اصحاب کا طفیلی نہیں ہی علم حدیث کو اونکی مناصحت سے انکار ہی پس ادب سے اونکا طفیلی ہو کیونکہ ہم کسی شافعی کو بے ادب نہیں دیکھتے باب حکایت اون امور کے جو لوگوں میں چوتھی صدی کے بعد حادث ہوئے ہیں اس زمانے کے بعد دوسرے لوگ ہوئے جو دہنے بائیں جانے لگے اور اونمیں بہت سے امر حادث ہوئے بعض اونمیں سے علم فقہ میں جدل اور خلاف ہی اور تفصیل اوسکی حسب بیان امام غزالی کے یہ ہی کہ جب خلفاء راشدین مہدیین کا زمانہ گذر گیا تو خلافت ایسے لوگوں کی طرف پہونچی جو اسکا استحقاق اور علم اور احکام کے ساتھہ استقلال نہ رکھتے تھے تو

حکایۃ ما حدث فی الناس بعد المائۃ الرابعۃ

ان امور کا بیان جو لوگوں میں چوتھی صدی کے بعد حادث ہوئے

فاضطروا الی الاستعانة بالفقهاء والی استصحابهم فی جمیع احوالهم وقد کان بقی
من العلماء من هو مستمر علی الطراز الاول وملازم صفا الدین فکانوا اذا
طلبوا هربوا واعرضوا فرای اهل تلک الاعصار عز العلماء واقبال الائمة علیهم
مع اعراضهم فاشرابوا لطلب العلم توصیلا الی نیل العز ودرک الجاه فاصبح الفقهاء
بعد ان کانوا مطلوبین طالبین وبعد ان کانوا اعزة بالاعراض عن السلاطین
اذلة بالاقبال علیهم الا من وفقه الله تعالی وقد کان من قبلهم قد صنف ناس
فی علم الکلام واکثروا القال والقیل والایراد والجواب وتمهید طریق الجدال
وقع ذلک منهم بموقع من قبل ان کان من الصدور والملوک من مالت نفسه
الی المناظرة فی الفقه وبیان الاولی من مذهب الشافعی وابی حنیفة رحمهما فترک الناس
الکلام وفنون العلم واقبلوا علی المسائل الخلافیة بین الشافعی وابی حنیفة رحمهما
علی الخصوص وتساهلوا فی الخلاف مع مالک وسفیان واحمد بن حنبل وغیرهم

ترجمہ پس وہ لوگ فقہاء سے مدد لینے اور اونکو ہر حال مین ساتھ لیے رہنے مین لاچار ہوگئے
اور اوس وقت مین بعض بعض ایسے علما بھی باقی رہگئے تھے جو طرز اول پر برابر چلے جاتے تھے اور
دین صفا کے ملازم تھے پس وہ لوگ جب طلب کیے گئے تو بھاگے اور اعراض کیا پس اوس
زمانے کے لوگون نے علما اونکا یہ اعراض اور بادشاہونکی اونپر یہ توجہ دیکھکر علم کو عزت اور جاہ کا
سبب سمجھکر اوسکو سیکھنے لگے پس فقہاء بعد اسکے کہ مطلوب تھے طالب ہوگئے اور بعد اسکے
کہ سلاطین سے اعراض کرنے کے سبب عزیز تھے اونکی طرف متوجہ ہونے سے ذلیل ہوگئے
مگر جنکو اللہ تعالے نے توفیق دی بچگئے اور انکے پہلے چند لوگون نے علم کلام مین کتابین تصنیف
کی تھین اور اوسمین بہت قال وقیل اور ایراد اور جواب اور طرق جدل کی تمہید کی تھی اور کم تھا
اونمین سے پہلوگ موقع مین صادر اور ملوک مین سے کوئی ایسا نہ تھا جسکا نفس فقہ مین مناظرہ کرنے
اور مذہب شافعی اور ابوحنیفہ کی اولیت کے بیان کی طرف مائل نہو پس لوگون نے کلام اور
فنون علم کو چھوڑ دیا اور علی الخصوص اون مسائل خلافیہ مین جو درمیان شافعی اور ابوحنیفہ
کے ہین متوجہ ہوگئے اور مالک اور سفیان اور احمد بن حنبل وغیرہم مین جو خلاف ہے اسکی کچھ پروا

وزعموا ان غرضہم استنباط دقایق الشرع وتقریر علل المذہب وتمہید اصول الفتاوی واکثروا فیہا التصانیف فی الاستنباطات ورتبوا فیہا انواع المجادلات والتصنیفات وہم مستمرون علیہ الی الآن لسنا ندری ما الذی قدر اللہ تعالی فیما بعدہا من الاعصار انتہی حاصلہ واعلم انی وجدت اکثرہم یزعمون ان بناء الخلاف من ابی حنیفۃ والشافعی رح علی ہذہ الاصول المذکورۃ فی کتاب البزدوی ونحوہ وانما الحق ان اکثرہا اصول مخرجۃ علی قولہم وعندی ان المسئلۃ القائلۃ بان الخاص مبین ولا یلحقہ البیان وان الزیادۃ نسخ وان العام قطعی کالخاص وان لا ترجیح بکثرۃ الرواۃ وانہ لا یجب العمل بحدیث غیر الفقیہ اذا انسد باب الرای ولا عبرۃ بمفہوم الشرط والوصف اصلا وان موجب الامر ہو الوجوب البتۃ وامثال ذلک اصول مخرجۃ علی کلام الائمۃ وانہا لا تصح بہا روایۃ عن ابی حنیفۃ وصاحبیہ وانہ لیست المحافظۃ علیہا

ترجمہ اور اونہون نے یہ خیال کیا کہ غرض اونکی استنباط دقایق شرع اور تقریر علل مذہب اور تمہید اصول فتاوی ہے اور بہت سی استنباطات مین اونلوگون نے بہت تصنیفین کین اور ابہین انواع مجادلات اور تصنیفات کی ترتیب کے اور وہ لوگ اب برابر اسی حالت پر ہین اور ہم نہین جانتے کہ ہمارے پیچھے کے زمانون مین اللہ تعالے نے اونکے لئے کیا مقدر کیا ہے تمام ہوا حاصل کلام غزالی کا اور جانتو مین نے اکثرون کو پایا کہ وہ یہ خیال کرتے ہین کہ بنا خلاف ابوحنیفہ اور شافعی رح کے انہین اصول پر ہے جو کتاب بزدوی وغیرہ مین مذکور ہے حالانکہ حق یہ ہے کہ اکثر انہین کے اونکے قول پر اصول مخرجہ ہین اور ہمارے نزدیک مسئلے جو کہے جاتے ہین کہ خاص مبین ہے اور اوسکو بیان لاحق نہین ہوتا اور زیادت نسخ ہے اور عام خاص کے مانند قطعی ہے اور کثرت رواۃ سے ترجیح نہین ہوتی اور جب رائے کا دروازہ بند ہو جاوے تو غیر فقیہ کی حدیث پر عمل کرنا واجب نہین اور مفہوم شرط اور وصف کا کچھ اعتبار نہین اور موجب امر کا یقیناً وجوب ہے اور ایسے مانند سب اصول اماموں کے کلام سے نکالے گئے ہین انکی روایت ابوحنیفہ رح اور صاحبین سے بسند صحیح نہین ثابت ہو سکتی اور اسپر محافظت بہی نہین کی گئی

والتکلف فی جواب ما یرد علیها من صنائع الاوائل المتقدمین فی استنباطهم
کما یفعله البزدوی وغیره احق من المحافظة علی خلافها والجواب عما یرد علیه مثاله انهم
اصلوا ان الخاص مبین ولا یلحقه البیان وخرجوه من صنیع الاوائل فی قوله تعالی
واسجدوا وارکعوا وقوله صلی الله علیه وسلم لا تجزی صلوة الرجل حتی یقیم ظهره
فی الرکوع والسجود حیث لم یقولوا بفرضیة الاطمینان ولم یجعلوا الحدیث
بیانا للآیة فورد علیهم صنیعهم فی قوله تعالی وامسحوا برؤسکم ومسحه صلی الله
علیه وسلم علی ناصیته حیث جعلوه بیانا وقوله تعالی الزانیة والزانی فاجلدوا
الآیة وقوله تعالی السارق والسارقة فاقطعوا الآیة وقوله تعالی حتی تنکح زوجا
غیره وما لحقه من البیان بعد ذلک فتکلفوا الجواب کما هو مذکور فی کتبهم ثم انهم
اصلوا ان العام قطعی کالخاص وخرجوه من صنیع الاوائل فی قوله تعالی فاقرؤا ما تیسر
من القرآن وقوله صلی الله علیه وسلم لا صلوة الا بفاتحة الکتاب حیث لم یجعلوه مخصصا
تک پہنچ اور تکلف کرنا اوسکے جواب مین کہ وارد ہوا ہے اوسپر صنائع اوائل متقدمین سے اونکی استنباط
مین جیسا کہ بزدوی وغیرہ نے کیا ہے احق ہے اوسکے خلاف پر محافظت کرنی اور اوسکے اعتراضات کے
جواب دینے سے مثال اوسکے یہ ہے کہ اون لوگون نے یہ اصل مقرر کی کہ خاص مبین ہے اور اوسکو بیان
لاحق نہین ہوتا اور اسکو اون لوگون نے صنیع اوائل سے نکالا جو خداوند تعالی کے قول (واسجدوا
وارکعوا) مین اور پیغمبر صلعم کے قول لا تجزی صلوٰۃ الرجل الخ مین ہے چنانچہ وہ لوگ فرضیت
اطمینان کے نہ قائل ہوئے اور آیت کو حدیث کا بیان نہ قرار دیا پس وارد ہوا اونکے عمل سے جو وارد ہوا ہے
خداوند تعالی کے اس قول مین وامسحوا برؤسکم اور پیغمبر صلعم کے اپنی پیشانی پر مسح کرنے کو اون لوگون نے
اسکا بیان قرار دیا ہے اور قول خداوند تعالی کا الزانیۃ والزانی فاجلدوا الآیۃ اور السارق والسارقۃ
فاقطعوا الآیۃ اور حتی تنکح زوجا غیرہ اور وہ جنکو بعد اسکے بیان لاحق ہوا ایسے لوگون نے اسکے جواب مین
تکلف کیا جیسا کہ یہ سب انکی کتابون مین مذکور ہے اور اون لوگون نے یہ اصل قائم کی کہ عام خاص کے
مانند قطعی ہے اور اسکو عمل اوائل سے نکالا جو خداوند تعالی کے قول فاقرؤا ما تیسر من القرآن اور
پیغمبر صلعم کے قول لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب مین ہے چنانچہ اون لوگون نے اسکو اسکا مخصص نہ ٹھہرایا

و فی قوله صلی الله علیه وسلم فیما سبقت العیون العشر الحدیث و قوله صلی الله علیه
وسلم لیس فیما دون خمسة اوسق صدقة حیث لم یخصوه و نحو ذلک من المراد ثم ورد
علیهم قوله تعالی فما استیسر من الهدی و انما هو الشاة فما فوقه ببیان النبی صلی الله
علیه وسلم فتکلفوا فی الجواب و کذلک اصلوا ان لا عبرة بمفهوم الشرط والوصف
و خرجوه من صنیعهم فی قوله تعالی فمن لم یستطع منکم طولا الآیة ثم ورد علیهم کثیر
من نصنا نعهم کقوله صلی الله علیه وآله وسلم فی الابل السائمة زکوة فتکلفوا فی
الجواب واصلوا انه لا یجب العمل بحدیث غیر الفقیه اذا انسد به باب الرأی
و خرجوه من صنیعهم فی ترک حدیث المصراة ثم ورد علیهم
حدیث القهقهة و حدیث عدم فساد الصوم بالاکل
ناسیا فتکلفوا فی الجواب و امثال ما ذکرنا کثیر لا یخفی علی المتتبع

ترجمہ اور قول میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے فیما سبقت العیون العشر الحدیث اور قول
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم لیس فی ما دون خمسۃ اوسق صدقۃ میں ہے چنانچہ اونلوگون نے
اوسکو اوسکا مخصص نہ قرار دیا اور مانند اسکے اور بہت سی مرادین ہین پھر اونلوگون
پر وارد ہوا قول اللہ تعالی کا فما استیسر من الہدی اور سوائے اسکے نہیں ہے کہ وہ ایک
بکری ہے یا اس سے زیادہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان سے پس لوگون نے اسکے
جواب مین تکلف کیا اور ایسا ہی اونلوگون نے یہ اصل مقرر کی کہ مفہوم شرط کا کچھ اعتبار
نہیں اور اسکو اون لوگون نے اونکے عمل سے نکالا جو اللہ تعالے کے قول فمن لم
یستطع منکم طولا الآیہ مین ہے پھر وارد ہوئے اونپر بہت سے اعتراضات اونکی صنائع
سے مانند قول پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کہ ابل سائمہ مین زکوۃ ہے پس لوگون نے اسکی جواب
مین تکلف کیا اور اسی طرح سے اونلوگون نے یہ اصل مقرر کی کہ جب رای کا دروازہ بند ہو جائے
تب غیر فقیہ کی حدیث پر عمل کرنا واجب نہیں اور اسکو اونلوگون نے حدیث مصرات کے
ترک کرنیکے تعامل سے نکالا پھر اونپر حدیث قہقہہ اور بھولکر کھانے سے روزہ کے نہ فاسد ہونے
وارد ہوئی تب اون لوگون نے جواب مین تکلف کیا اور مثل اسکے کہ ہمنے ذکر کیا ہے بہت ہین اور تلاش

ومن لم یتبع لا تکفیہ الاطالۃ فضلاً عن الاشارۃ ویکفیک دلیلاً علی هذا قول المحققین فی مسئلۃ لا یجب العمل بحدیث من اشتہر بالضبط والعدالۃ دون الفقیہ اذا انسد باب الرای کحدیث المصراۃ ان هذا مذہب عیسی بن ابان واختارہ کثیر من المتاخرین وذهب الکرخی وتبعہ کثیر من العلماء الی عدم اشتراط فقہ الراوی لتقدم الخبر علی القیاس وقالوا لم ینقل هذا القول عن اصحابنا بل المنقول عنہم ان خبر الواحد مقدم علی القیاس الا تری انہم عملوا بخبر ابی هریرۃ فی الصائم اذا اکل او شرب ناسیا وان کان مخالفا للقیاس حتی قال ابو حنیفۃ لولا الروایۃ لقلت بالقیاس وقد ظهر لک انہ وقع فی کثیر من التخریجات اختلاف بین اصحابنا ثم رد بعضہم علی بعض وبعد یحکم بعضہم یزعم ان جمیع ما یوجد فی هذہ الشروح الطویلۃ وکتب الفتاوی الضخمۃ فهو قول ابی حنیفۃ وصاحبیہ ولا یفرق بین القول المخرج وبین ما هو قول فی الحقیقۃ

ترجمہ اور جو شخص نہین تلاش کرتا ہو اوسکے لیے طول دینا بھی کافی نہین ہو چہ جائیکہ اشارہ کرنا اور اسکی دلیل کے لیے محققین کا یہ قول اس مسئلے مین کافی ہو کہ واجب نہین ہو عمل اوس شخص کی حدیث پر جو ضبط اور عدالت کے ساتھہ مشہور ہو سوا فقیہ کے جب دروازہ رای کا بند ہو جاے مانند حدیث مصراۃ کہ یہ مذہب عیسی بن ابان کا ہو اور اسکو بہت سے متاخرین نے اختیار کیا ہو اور کرخی بھی اسیطرف گئے ہین اور بہت سے علماء نے انکی پیروی کی ہو یعنے عدم اشتراط فقہ راوی کو واسطے مقدم ہونے خبر کے اوپر قیاس کے اور کہا انلوگون نے کہ نہ نقل کیا گیا ہو یہ قول ہمارے اصحاب سے بلکہ اونسے یہ منقول ہو کہ خبر واحد مقدم ہو قیاس پر کیا تم نہین دیکھتے کہ انلوگون نے ابی ہریرہ کے خبر پر اوس روزہ دار کے بیان مین جسنے بہولے سے کہا پی لیا عمل کیا ہو اگرچہ قیاس کے مخالف ہو یہانتک کہ ابو حنیفہ نے فرمایا کہ اگر روایت نہوتی تو مین قیاس سے کہتا اور تیری رہنمائی اونکے اس اختلاف سے بھی ہو سکتی ہو جو بہت سے تخریجات مین اونکے تقابل سے لیکر اور اونکی باخودہا کی تردید سے واقع ہوا ہو اور اونمین سے ہمنے بعض کو پایا کہ وہ یہ خیال کرتے ہین کہ یہ لمبی لمبی شرحین اور موٹے موٹے فتاوی کی کتابین جو پائی جاتی ہین یہ سب ابو حنیفہ اور اونکے دونون صاحبون کے قول ہین حالانکہ یہ لوگ اوس قول کے درمیان جو اماموں کے قول سے نکالے گئے ہین اور جو حقیقت مین اونکا قول ہو

اختلاف ... بیان

ولا یحصل معنی قولہم علی تخریج الکرخی کذا وعلی تخریج الطحاوی کذا ولا یمیزون بین قولہم قال ابوحنیفۃ کذا وبین قولہم جواب المسئلۃ علی قول ابی حنیفۃ کذا ولا یصغی الی ما قال المحققون من الحنفیین کابن الہمام وابن النجیم فی مسئلۃ العشر فی العشر ومسئلۃ اشتراط البعد من الماء میلا فی التیمم وامثالہما ان ذلک من تخریجات الاصحاب ولیس مذہبا فی الحقیقۃ ووجدت بعضہم یزعم ان بناء المذہب علی ہذہ المحاورۃ الجدلیۃ المذکورۃ فی المبسوط السرخسی والہدایۃ والتبیین ونحو ذلک ولا یعلم ان اول من اظہر ذلک فیہم المعتزلۃ ولیس علیہا بناء مذہبہم ثم استطاب ذلک المتاخرون توسعا وتشحیذا لاذہان الطالبین او لغیر ذلک واللہ اعلم وہذہ الشبہات والشکوک یحل کثیرا منہا مما مہدناہ فی ہذا الکتاب

ترجمہ اور اونکے قول علی تخریج الکرخی کذا وعلی تخریج الطحاوی کذا کے کچہ معنی نہین بوجہتے اور درمیان اونکے قول قال ابوحنیفۃ کذا اور درمیان اونکے قول جواب المسئلۃ علی قول ابی حنیفۃ کذا مین کچہ تمیز نہین کرتے اور چاہیے کہ نہ کان لگایا جاے اوسکی طرف جسکو محققین حنفیین مثل ابن الہمام اور ابن النجیم نے مسئلہ دہ در دہ مین اور تیمم مین ایک میل پانی دور ہونے کی شرط مین اور انکے مانند اور مسئلون مین کہا ہے یہ سب تخریجات اصحاب سے ہے اور حقیقت مین کوئی مذہب کی بات نہین اور ہمنے بعضون کو پایا کہ وہ یہ خیال کرتے ہین کہ بنا مذہب کی انہین محاورات جدلیہ پر ہے جو مبسوط سرخسی اور ہدایہ اور تبیین وغیرہ مین مذکور ہے اور یہ نہین جانتے کہ پہلے پہل اسکو اون لوگون مین معتزلہ نے ظاہر کیا اور اسپر اونکے مذہب کی بنا نہین ہے اسکے بعد متاخرین نے ازراہ کشادگی کے اور طالبین کے ذہن تیز کرنے کے لیے یا ایسے اور مصلحتون کی غرض سے اسکو پسند کیا واللہ اعلم اور یہ شبہات اور شکوک بہت سے اون مضامین کو جنکو ہمنے اسی کتاب مین تمہیداً بیان کیا ہے حل کرتے ہین ؞

ووجدت بعضهم يزعم ان هنالك فرقتين لا ثالث لهما الظاهرية واهل الراى
وان كل من قاس واستنبط فهو من اهل الراى كلا والله بل ليس المراد بالراى
نفس الفهم والعقل بان ذلك لا ينفك من احد من العلماء ولا الراى الذى
لا يعتمد على سنة اصلا فانه لا ينتحله مسلم البتة ولا القدرة على الاستنباط
والقياس فان احمد واسحق بل الشافعى ايضا ليسوا من اهل الراى بالاتفاق و
هم يستنبطون ويقيسون بل المراد من اهل الراى قوم توجهوا بعد المسائل المجمع
عليها بين المسلمين او بين جمهورهم الى التخريج على اصل رجل من المتقدمين
وكان اكثر امرهم حمل النظير على النظير والرد الى اصل من الاصول دون تتبع
الاحاديث والاثار والظاهرى من لا يقول بالقياس ولا باثار الصحابة
والتابعين كداود وابن حزم وبينهما المحققون من اهل السنة كاحمد واسحق

ترجمہ اور بعضون کو مین نے پایا کہ وہ خیال کرتے ہین کہ یہان وہی فرقے ہین
انکے سوا کوئی تیسرا نہین ظاہریہ اور اہل رای اور جو قیاس اور استنباط کرے
وہ اہل رائے سے ہے خدا کی قسم ایسا ہرگز نہین بلکہ رائے سے نفس فہم اور عقل مراد نہین
ہے کیونکہ یہ کسی عالم سے جدا نہین اور نہ وہ رائے کہ جسکا کسی سنت پر اصلا اعتماد نہو کیونکہ
اسکو کوئی مسلمان اختیار نہین کرسکتا اور نہ قدرت اوپر قیاس اور استنباط کے
مراد ہے کیونکہ احمد اور اسحق رحمہما اللہ تعالے بلکہ شافعی رح بھی بالاتفاق اہل رای
سے نہین ہین حالانکہ یہ لوگ بھی استنباط اور قیاس کرتے تھے بلکہ مراد اہل رای
سے وہ قوم ہے جنے مسلمانون یا اونکے جمہور کے درمیان مسائل کے تصحیح ہوجانے
اور اون سب لوگون کے اوپر اجماع کرنیکے بعد متقدمین سے ایک شخص کی اصل
پر تخریج کرنے کی طرف متوجہ ہوئے اور اکثر شان اونکی نظیر کو نظیر پر حمل کرنا اور اصلون
مین سے کسی اصل کیطرف رد کرنا تھا نہ احادیث اور آثار کا تلاش کرنا اور ظاہری
وہ ہی جو قیاس کا قائل ہے اور نہ آثار صحابہ اور تابعین کا مثل داود اور ابن حزم
کے اور درمیان مین محققین اہل سنت ہین مثل احمد اور اسحق

ومنها انهم اطمأنوا بالتقليد ودب التقليد فی صدورهم دبیب النمل وهم لا یشعرون وکان سبب ذلك تزاحم الفقهاء وتجادلهم فیما بینهم فانهم لما وقعت فیهم المزاحمة فی الفتوی کان کل من افتی بشئ نوقض فی فتواه ورد علیه فلو ینقطع الکلام الا بالمصیر الی تصریح رجل من المتقدمین فی المسئلة وایضًا جور القضاة فان القضاة لما جار اکثرهم ولم یکونوا امناء لم یقبل منهم الا ما لا یریب العامة فیه ویکون شیئا قد قیل من قبل وایضا جهل رؤس الناس واستفتاء من لا علم له بالحدیث ولا بطریق التخریج کما تری ذلك ظاهرا فی اکثر المتاخرین وقد نبه علیه ابن الهمام وغیره وفی ذلك الوقت یسمی غیر المجتهد فقیها وفی ذلك الوقت یلبسوا علی التعصب

ترجمہ اور بعض اوسمین سے یہ ہے کہ اونمین سے بعض تقلید کرکے مطمئن ہوگئی اور تقلید اونکے دلون مین چیونٹی کی طرح ایسے طور سے گھسگئی کہ اونکو کچھ خبر نہوئی اور اسکی وجہ فقہاؤنکی ایک دوسرے کی مزاحمت اور آپس کی لڑائی تہی کیونکہ اون لوگون کے فتوون مین جب مزاحمت ہوتی تو ہر شخص جو فتوای دیتی ہوتا اوسکے فتوون مین نقص کیا جاتا اور اوسکی تردید کی جاتی پس یہ کلام نہ منقطع ہوتا مگر اوس مسئلے مین متقدمین مین سے کسی شخص کی تصریح کی طرف رجوع ہونے سے اور اسکا ایک سبب قاضیون کا ظلم ہے کیونکہ جب اکثر قاضیون نے ظلم کیا اور لوگ مامون نہ رہے تو اونسے نہ قبول کیا جاتا مگر وہی امر جسمین عام لوگ شک نکرتے اور اوسکے پہلے بہی اوسمین کچھ کہا گیا ہوتا اور ایک سبب اسکا سردارون کا جہل اور اون لوگون کا فتوے دینا بہی ہے جنکو علم حدیث اور طریق تخریج کا کچھ بہی علم نتہا جیسا کہ تم اسکو ظاہر اکثر متاخرین مین دیکھتے ہو اور ابن ہمام وغیرہ نے اسپر خوب ہی تنبیہ کی ہے اور اسوقت مین غیر مجتہد کا نام فقیہ رکھا گیا اور اسیوقت مین لوگ تعصب سے مخلوط ہوگئے۔

والحق ان اکثر صور الخلاف بین الفقہاء لاسیما فی المسائل التی ظہر فیہا اقوال الصحابۃ فی الجانبین کتکبیرات التشریق وتکبیرات العیدین ونکاح المحرم وتشہد ابن عباس وابن مسعود والاخفاء بالبسملۃ وبآمین والاشفاع والایتار فی الاقامۃ ونحو ذلک انما ہو فی ترجیح احد القولین وکان السلف لا یختلفون فی اصل المشروعیۃ وانما کان خلافہم فی اولی الامرین ونظیرہ اختلاف القراء فی وجوہ القراءات وقد عللوا کثیرا من ہذا الباب بان الصحابۃ مختلفون وانہم جمیعا علی الہدی ولذلک لم یزل العلماء یجوزون فتاوی المفتین فی المسائل الاجتہادیۃ ویسلمون قضاء القضاۃ ویعملون فی بعض الاحیان بخلاف مذہبہم ولذا لاتری الا ئمۃ المذاہب فی ہذا الموضع الا وہو یصححا القول ویثبتون الخلاف یقول احدہم ہذا احوط وہذا ہو المختار وہذا احب الی ویقول بلغنا الا ذلک وہذا کثیر فی المبسوط وآثار محمد وکلام الشافعی

ترجمہ اور حق بات یہ ہے کہ اکثر صورتین خلاف کی جو درمیان فقہاء کے واقع ہین خاصکر اون مسائل مین جنمین اقوال صحابہؓ ظاہر ہین وہ دونون جانب ہین جیسے تکبیرات تشریق اور تکبیرات عیدین اور نکاح محرم اور تشہد ابن عباس اور ابن مسعودؓ اور بسم اللہ اور آمین کو آہستہ پڑھنا اور اقامت کو جفت اور طاق کہنا وغیرہ سوا اسکے نہین کہ اسمین خلاف دو قولونمین سے ہر قول کی ترجیح مین ہے اور سلف اسکی اصل مشروعیت مین مختلف نتھی اور سوا اسکے نہین کہ اونکا خلاف ان دو امرونمین سے بہتر امر مین تھا اور اسکے نظیر قاریونکا اختلاف وجوہ قرأت مین ہے اور بہتسون نے اسکی علت یہ بیان کی ہے کہ صحابہؓ مختلف تھے اور وہ سب ہدایت پر تھے اور اسلیے برابر علماء مفتیونکے فتوونکو مسائل اجتہادیہ مین جائز رکھتے رہے اور قاضیونکے فیصلے تسلیم کرتے اور بعض وقت اپنے مذہب کے خلاف کرعمل کرتے رہے اور اسلیے تم نہین دیکھتے ہو ائمہ مذاہب کو ایسے مقام پر مگر یہی کہ وہ تصحیح ہی کرتی ہین قولونکے اور ثابت کرتے ہین خلاف کو کوئی اونمین سے کہتا ہے کہ یہ احوط ہے اور یہ مختار ہے اور یہ میرے نزدیک محبوب تر ہے اور کوئی کہتا ہے کہ ہمکو کچھ نہین پہونچا مگر یہی اور یہ بمسوط اور آثار محمد اور کلام شافعی رحمہما اللہ مین بہت ہے ؏

ثم خلف من بعدهم خلف اختصروا كلام القوم فقرروا الخلاف وثبتوا على مختار
أئمتهم والذي يروى من السلف من تأكيد الأخذ بمذهب أصحابهم وأن لا يخرج
منها بحال فإن ذلك إما لأمر جبلي فإن كل إنسان يحب ما هو مختار أصحابه وقومه
حتى في الزي والمطاعم أو لصولة ناشئة من ملاحظة الدليل أو لنحو ذلك من الأسباب
فظنه البعض تعصبا دينيا حاشاهم من ذلك وقد كان في الصحابة والتابعين
ومن بعدهم من يقرأ البسملة ومنهم من لا يقرؤها ومنهم من يجهر بها ومنهم من لا
يجهر بها ومنهم من كان يقنت في الفجر ومنهم من لا يقنت في الفجر ومنهم من يتوضأ من
الحجامة والرعاف والقيء ومنهم من لا يتوضأ من ذلك ومنهم من يتوضأ من مس
الذكر ومس النساء بشهوة ومنهم من لا يتوضأ من ذلك ومنهم من يتوضأ مما
مسته النار ومنهم من لا يتوضأ من ذلك ومنهم من يتوضأ من أكل لحم الإبل
ومنهم من لا يتوضأ من ذلك ومع هذا فكان بعضهم يصلي خلف بعض

ترجمہ پھر اسکے بعد ایسے لوگ آئے جنہوں نے قوم کے کلام کو مختصر کیا اور خلاف کو ثابت کیا
اور اپنے اماموں کے مختارات پر اور اسپر جو سلف سے اپنے اصحاب کے مذاہب کی تاکید میں روایت کیا گیا ہے
اور جو یہ ہے کہ اوس سے کسی حال میں وہ خارج نہو نگے کیونکہ یہ امر ایک خلقی ہے کہ ہر انسان اپنے اصحاب اور قوم کی پسند چیز کو
یہانتک کہ روش اور کھانے پینے کی چیزوں میں بھی پسند کرتا اور دوست رکھتا ہے اور تقلید کے سببوں میں سے
ایک سبب یہ ہے کہ جو ملاحظہ دلیل سے پیدا ہوا ہو اور اسکے مانند بہت سے اسباب ہیں پس بعضوں نے اسکو
تعصب دینی خیال کیا حالانکہ یہ اونسے بہت دور ہے صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین میں وہ لوگ تھے جو
بسم اللہ پڑھتے تھے اور بعض اونمیں وہ لوگ تھے جو اسکو نہ پڑھتے تھے اور بعض اونمیں وہ تھے جو اسکو زور سے پڑھتے تھے
اور بعض اونمیں وہ تھے جو زور سے نہ پڑھتے تھے اور بعض فجر میں قنوت پڑھتے تھے اور بعض اسمیں قنوت نہ پڑھتے تھے
اور بعض حجامت اور رعاف اور قے سے وضو کرتے تھے اور بعض اس سے وضو نہ کرتے تھے اور بعض ذکر
کے چھونے سے اور عورتوں کو شہوت کے ساتھ چھونے سے وضو کرتے تھے اور بعض اس سے
وضو نہ کرتے تھے اور بعض شتر کے گوشت کھانے سے وضو کرتے تھے اور بعض اس سے وضو نہ
کرتے تھے اور باوجود اسکے بھی بعض اونکے بعض کے پیچھے نماز پڑھتے تھے

مثل ما كان ابو حنيفة واصحابه والشافعي وغيرهم يصلون خلف ائمة المدينة من المالكية وغيرهم وان كانوا لا يقرؤن البسملة لا سرًا ولا جهرًا وصلى الرشيد اماما وقد احتجم فصلى الامام ابو يوسف خلفه ولم يعد وكان افتاه الامام مالك بانه لا وضوء عليه وكان الامام احمد بن حنبل يرى الوضوء من الرعاف والحجامة فقيل له فان كان الامام قد خرج منه الدم ولم يتوضأ هل تصلي خلفه فقال كيف لا اصلي خلف الامام مالك وسعيد بن المسيب وروي ان ابا يوسف ومحمدا كانا يكبران في العيدين تكبير ابن عباس لان هارون الرشيد كان يحب تكبير جده وصلى الشافعي الصبح قريبا من المقبرة ابي حنيفة فلم يقنت تادبا معه وقال ايضا ربما انحدرنا الى مذهب اهل العراق وقال مالك للمنصور وهارون الرشيد ما ذكرنا منه سابقا وفي البزازية عن الامام الثاني وهو ابو يوسف انه صلى يوم الجمعة مغتسلا من الحمام وصلى بالناس وتفرقوا ثم اخبر بوجود فارة ميتة في بئر الحمام فقال اذا ناخذ بقول اخواننا من اهل المدينة اذا بلغ الماء قلتين لم يحمل خبثا

ترجمہ مثل اوسکے کہ ابو حنیفہ اور اونکے اصحاب اور شافعی وغیرہ مدینے کے مالکی وغیرہ اماموں کے پیچھے نماز پڑھتے تھے اگرچہ وہ لوگ بسم اللہ کو نہ چپکے پڑھتے ہیں اور نہ ظاہر پڑھتے ہیں اور رشید نے پچھنے لگا کر نماز پڑھائی اور ابی یوسف نے اوسکے پیچھے نماز پڑھی اور نہ دوہرائی اور امام مالک نے اسکو فتوی دیا تھا کہ اسپر وضو نہیں اور امام احمد بن حنبل نکسیر رعاف اور حجامت سے وضو تجویز کرتے تھے پس اونسے کسی نے کہا کہ اگر امام پچھنے لگا دے اور اوسکے خون نکلا اور اوسنے وضو نکیا تو کیا تم اوسکے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہو تو امام احمد نے جواب دیا کہ مالک اور سعید بن مسیب کے پیچھے میں کیونکر نماز نہ پڑھونگا اور مروی ہیکہ ابو یوسف اور محمد عیدین میں ابن عباس کی تکبیر کہا کرتے تھے کیونکہ ہارون رشید اپنے دادا کی تکبیر دوست رکھتا تھا اور امام شافعی رحمہ نے ابو حنیفہ رحمہ کی قبر کے پاس فجر کی نماز پڑھی تو اونسے ادب کرکے قنوت نہ پڑھی اور یہ بھی فرمایا کہ کبھی اہل عراق کے مذہب کیطرف اتر پڑتے ہیں اور جسکو ہمنے پہلے بیان کیا ہے اوسکو امام مالک نے منصور اور ہارون رشید سے کہا تھا اور بزازیہ میں امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ اونہون نے جمعہ کے روز حمام میں غسل کرکے لوگونکو نماز پڑھائی اور نماز پڑھکر لوگ چلے گئے تب اونکو اسبات کی خبر دیگئی کہ حمام کے کنوئیں میں ایک مرا ہوا چوہا پایا گیا تو ابی یوسف نے کہا کہ اسوقت اپنے مدینے والے بھائیوں کے اس قول پر عمل

ومنها ان اقبل اكثرهم على التعمق في كل فن فمنهم من زعم انه يؤسس علم اسماء الرجال
ومعرفة مراتب الجرح والتعديل ثم خرج من ذلك الى التاريخ قديمه وحديثه ومنهم من
تفحص عن نوادر الاخبار وغرائبها وان دخلت في حد الموضوع ومنهم من كثر القيل و
القال في اصول الفقه واستنبط كل لاصحابه قواعد جدلية واورد فاستقصى واجاب وتفصى
وعرف وقسم فحرر وطول الكلام تارة وتارة اخرى اختصر ومنهم من ذهب بفرض الصور
المستبعدة التي من حقها ان لا يتعرض لها عاقل وبتحبب العمومات والايماءات من
كلام المخرجين فمن دونهم مما لا يرتضي استماعه عالم ولا جاهل وفتنة هذا الجدل و
الخلاف والتعمق قريبة من الفتنة الاولى حين تشاجروا في الملك وانتصر كل رجل لصاحبه
فكما اعقبت تلك ملكا عضوضا ووقائع صما وعميا فكذلك اعقبت هذه جهلا
واختلاطا وشكوكا ووهما ما لها من ارجاء فنشأت بعدهم قرون على
التقليد الصرف لا يميزون الحق من الباطل ولا الجدل من الاستنباط

ترجمہ اور انمین سے یہ ہے کہ اونمین سے بہت لوگ ہر فن کے تعمقات کیطرف متوجہ ہوئے پس اونمین سے
بعض لوگون نے یہ خیال کیا کہ وہ علم اسمار رجال اور مراتب تخریج اور تعدیل کی بنیاد کو درست کرتے ہین پھر
اوس سے نئی اور پرانی تواریخ کیطرف نکلجاتے ہین اور اونمین سے بعض نوادر اور غرائب اخبار کی کھوج مین
پڑگئے اگرچہ وہ حد موضوع مین داخل ہوجاوے اور اونمین سے بعضون نے اصول فقہ مین بہت ہی قیل و
قال کیا اور ہر ایک نے اپنے صحاب کیلیے قواعد جدلیہ استنباط کیے اور اپنے مخالفین پر ایرادات وارد کرنے مین
بہت دور تک چلے گئے اور اونکے اعتراضات کے جواب دیئے اور ہر طرح اونسے گلوخلاصی کی اور نہایت صفائی
سے ہر چیز کی تعریف اور تقسیم کی اور کبھی کلام کو بہت طول دیا اور کبھی مختصر کیا اور بعض اونمین وہ ہین جو ان
صور مستبعدہ کے فرض کرنے مین چلے گئے جو اس لائق نہین کہ اونسے کوئی عاقل تعرض کرتا اور مخرجین
وغیرہ کے کلام سے ایسے عمومات اور اشارات کو پسند کیا جنکے سننے کو کوئی عالم اور نہ کوئی جاہل پسند کرتا ہے
اور اس جدل و خلاف اور تعمق کا فتنہ اوس پہلے فتنے کے قریب تھا جب لوگ ملک گیری مین جھگڑے اور ایک
نے اپنے دوست کی مدد کی پس جیسے اوسکے پیچھے ظالم بادشاہ اور بہرے اندھے واقعے واقع ہوئے ایسے ہی ا
اسکے پیچھے ایسے جہل اور اختلاف اور شکوک اور وہم آپڑے جنکے دفع کی امید نہین اور انکے بعد ایسے زمانے کے

فالفقیہ یومئذ ہو الثرثار المتشدق الذی حفظ اقوال الفقہاء قویہا وضعیفہا من غیر تمییز وسردہا بشقشقۃ شدقیہ والمحدث من عد الاحادیث صحیحہا وسقیمہا وہذّہا کہذّ الاسمار بقوۃ لحییہ ولا اقول ذلک کلیا مطردا فان للہ طائفۃ من عبادہ لا یضرہم من خذلہم وہم حجۃ اللہ فی ارضہ وان قلوا ولم یات قرن بعد ذلک الا وہو اکثر فتنۃ واوفر تقلیدا واشد انتزاعا للامانۃ من صدور الرجال حتی اطمأنوا بترک الخوض فی امر الدین وبان یقولوا انا وجدنا اباءنا علی امۃ وانا علی اثارہم مقتدون ط والی اللہ المشتکی وہو المستعان وبہ الثقۃ وعلیہ التکلان وہذا اخر ما اردنا ایرادہ فی ہذہ الرسالۃ المسماۃ بالانصاف فی بیان اسباب الاختلاف

والحمد للہ تعالی اولا واخرا وظاہرا وباطنا

ترجمہ پس فقیہ اسوقت وہی ہو منہ پھٹ ہو جو فقہا اون کے قوی اور ضعیف قولونکو بغیر تمیز کے یاد رکھتا ہے اور کلہ درازی سے بکے جاتا ہو اور محدث وہ ہو جو صحیح اور سقیم حدیثونکو شمار کرتا ہو اور موہنہ زوری سے اونکو ناموں کے مانند اوڑائے جاتا ہو اور مین اسکو بطور کلی اور عموم کے نہین کہتا کیونکہ اللہ تعالی کے بندون مین سے ایک جماعت کے ایسے لوگ بھی ہین جنکو اونکے مخالفین کچھ ضرر نہ پہونچا سکینگے اور وہی لوگ اللہ تعالی کی زمین مین حجۃ اللہ ہین اگرچہ وہ بہت ہی کم ہین اور اسکے بعد کوئی زمانہ نہ آئیگا مگر اوسکے لوگ فتنہ مین اکثر اور تقلید مین زیادہ اور لوگون کے سینون سے امانت کے بڑے نکالنے والے ہونگے یہانتک کہ امر دین مین خوض کو چھوڑ کر مطمئن ہو بیٹھینگے اور یہ کہینگے کہ ہمنے اپنے باپ دادون کو ایک طور پر پایا اور ہم اونہین کے پیرو ہین اب اللہ ہی سے اسکی شکایت ہے اور وہی مددگار ہے اور اوسی پر اعتماد اور بھروسا ہے اور یہ آخر اسکا ہے جسکو ہمنے اس رسالہ مین لانے کا ارادہ کیا جسکا نام انصاف فی بیان اسباب الاختلاف ہے اور خدا ہی کی تعریف ہو اول اور آخر اور ظاہر اور باطن مین ✝

واہ وا اسعاف نے کیا ترجمہ انصاف کا طبع کی تاریخ لونکا کہا عشرت نے رقم	تاریخ طبع	صاحب انصاف ہین سعی و تسلی سے کیے خوان واقعات یادگار صالحان سلف ۱۳..ھ
کیا چھپا یہ واقعات فقہیان فاضلان یہ لکھی تاریخ عشرت نے جبین خلاف	ایضاً	جو ورق ہے مثل لوح آئینہ شفاف ہے بے عدیل انصاف کا ترجمہ اسعاف ہے ۱۳..ھ

الخاتمة من المترجم

تمت الاستعاضة من ترجمة الانصاف للشيخ المحقق الكامل صدر الافاضل وفخر الاماثل المؤيد بتائيد الله القوى مولانا المكرم الشاه ولى الله المحدث الدهلوى فى يوم الثالث من شهر ربيع الثانى سنة الاربع وثلثين عشرة مائة من الهجرة من انزلت عليه السبع المثانى على يدى مترجمه العبد المذنب الراجى الى الله محمد المدعو بعبد الله غفر له الله ووفقه بما يحب ويرضاه واوصله الى غاية ما يتمناه ابن المكرم المجاهد الشهيد حافظ فتح محمد ابن المهاجر الى الله العلى الحاج الشهير رمضان على غفر له الله العلى فى مدة اقامته فى بلدة هى فاتحة البلاد المتبهى بها الكلكتة على حسب اقتراح سمى المكرم ذى الجاه مولى الحكيم محمد عبد الله اللكهنوى صانه الله عن غيابات الغوى والمرجو من واهب العطايا والمنن الذى تزول باسمه الخطايا والمتمنى ان يقبله بعين عنايته ويضعه تحت كنف حمايته وافاد منها الجاهل والطالب والناسخ والراغب فقام بها عماد الدين واركان المسلمين سيما الذين وقعوا فى مهالك التقليد وعدلوا وسيروا مسالك التحديث وقد ضيعوا وافرطوا فيهما بما لا مزيد عليه وفرطوا ايمانهم انا لله وانا اليه راجعون وانا الى ربنا لمنقلبون اللهم اجرنى فى مصيبتى واخلف لى بما يصلح بكرشتى وعيبتى والمرجو من شرح حال الفهم رياضى هذه الترجمة وتبصروا بهذه التبصرة ان وجدوا فيها شيئا من الافراط والتفريط او التحديث والتغليط او الاعوجاج فى صنعة الترجمة او الانزعاج فى خدمة هذه التكرمة فيصفحوا عنى ويعفو منى لانى لنا سيما لنا اول ناس وعلى كانت عندى الا نسخة واحدة من المتن وهى مشحونة بانواع الحشو والحذف واللحن كيف ما كان حتى الامكان شمرت الساق للتحشية والتصحيح والتهذيب والتنقيح فمع هذا ان بقى وعرفت فترهم وجعل عذرى وموقع نذرى لان النفس لا يكلف الا وسعها ونفسها

لها ما لها وعليها ما عليها۔

المنت للہ الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب انصاف ہم باسمہ مستقبہا مصنفہ جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مع ترجمہ اردو مترجمہ جناب مولوی محمد عبد اللہ ساکن ضلع [illegible] طبع ہو کر تیار ہو گئی اس کتاب میں فی الحقیقت شاہ صاحب نے بلا لحاظ کسی فریق کے انصاف کیا ہے اور اخبار حضرت رسالت مآب خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم